آنسوؤں کا سمندر

محدث عظیم حضرت امام ابن جوزیؒ کی نادر تالیف

بحر الدموع

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم، ملتان

سابق معین التحقیق مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

نظامی

محدث عظیم حضرت امام ابن جوزیؒ کی نادر تالیف

بحر الدموع

آنسوؤں کا سمندر

اردو ترجمہ وتشریح وتخریج احادیث

مولانا امداد اللہ انور

استاذ جامعہ قاسم العلوم' ملتان

سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانویؒ جامعہ اشرفیہ لاہور

دار المعارف

عنایت پور تحصیل جلالپور پیروالا' ملتان

نام کتاب : آنسوؤں کا سمندر

ترجمہ : بحر الدموع امام ابن الجوزیؒ

ترجمہ، فوائد، تخریج : علامہ مفتی محمد امداد اللہ انور دامت برکاتہم
رئیس التحقیق والتصنیف دار المعارف
استاذ تخصص فی الفقہ جامعہ قاسم العلوم ملتان
سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور
سابق معین مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان
سابق استاذ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

کاپی رائٹ رجسٹریشن نمبر :

ناشر : امداد اللہ انور مالک دار المعارف ملتان

تاریخ اشاعت : صفر المظفر ۱۴۲۷ھ مطابق مارچ ۲۰۰۶ء

صفحات : جدید کمپوزنگ کے ساتھ ۳۳۶ صفحات

ہدیہ : روپے

ملنے کے پتے

مولانا مفتی محمد امداد اللہ انور جامعہ قاسم العلوم گلگشت ملتان

مکتبہ رحمانیہ اقرا سنٹر اردو بازار لاہور
مکتبۃ العلم اردو بازار لاہور
صابر حسین شمع بک ایجنسی اردو بازار لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ الحسن حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور
بک لینڈ اردو بازار لاہور
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
مولانا اقبال نعمانی سابقہ طاہر نیوز پیپر صدر کراچی
مظہری کتب خانہ گلشن اقبال کراچی
فیروز سنز لاہور۔کراچی
مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴
قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
دار الاشاعت اردو بازار کراچی
ادارۃ المعارف دار العلوم کراچی ۱۴
فضلی سنز اردو بازار کراچی
مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی
مکتبہ زکریا بنوری ٹاؤن کراچی
مکتبہ فریدیہ جامعہ فریدیہ E/7-اسلام آباد
مکتبہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
مکتبہ عارفی جامعہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
مکتبہ مدینہ بیرون مرکز رائے ونڈ
مدرسہ نصرت العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
مکتبہ رشیدیہ نزد جامعہ رشیدیہ ساہیوال
ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
مکتبہ امدادیہ نزد خیر المدارس ملتان
تحقیق اکیڈمی بوہڑ گیٹ ملتان
بیکن بکس گلگشت کالونی ملتان
مکتبہ حقانیہ نزد خیر المدارس ملتان
مکتبہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

اور ملک کے بہت سے چھوٹے بڑے دینی کتب خانے

فہرست عنوانات

☆ تقریظ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی مدظلہ ۱۶
☆ حالات مصنف حضرت امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹

پہلا خطاب

۱ خطبہ ۲۳
۲ بندے کی خدا سے محبت ۲۶
۳ ذکر اللہ کی فضیلت ۲۷
۴ مجالس ذکر کی فضیلت ۲۸
۵ اللہ کے نزدیک اپنے مرتبہ کی پہچان کا طریقہ ۲۸
۶ ذکر اللہ میں مصروف رہنے کا مقام ۲۹
۷ خدا کی یاد کرنے والے کے متعلق زمین کے حصے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں ۲۹
۸ ایک گھڑی یا صبح و شام ذکر کا مرتبہ ۳۰
۹ نافرمان پر خدا کی ناراضگی ۳۱
۱۰ گناہگار سے اللہ تعالیٰ کا خطاب ۳۱
۱۱ محبت کا تقاضا ۳۲
۱۲ ایک مرنے والے کی انوکھی حالت ۳۲
۱۳ نصیحت ۳۳
۱۴ موت کے وقت خدا کے لئے رسوائی پر انعام کی حکایت ۳۴
۱۵ خدا کہاں رہتا ہے؟ ۳۶
۱۶ راتوں کو عبادت کرنے والے کی شان ۳۶
۱۷ رات کو عبادت کرنیوالے پر اسکے اپنے اعضاء مبارکباد پیش کرتے ہیں ۳۷
۱۸ رات کی عبادت کا انعام ۳۷
۱۹ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہے؟ ۳۸

دوسرا خطاب ۳۹

۲۰ حضرت مطہر کا خواب اور جنت کی حوروں کا کلام ۴۰

۲۱	گناہ سے توبہ کرنے کا انعام	۴۲
۲۲	گناہگاروں کے لئے خوشخبری' نیکوکاروں کیلئے وعید	۴۲
۲۳	خدا کی محبت کیسے حاصل ہوتی ہے؟	۴۲
۲۴	ہر عمل کا بدلہ	۴۴
۲۵	گناہ سے رکاوٹ اور نیکی کی توفیق کیوں ہوتی ہے؟	۴۵
۲۶	توبہ کرنے والوں کیلئے تین انعام	۴۵
۲۷	آنسو بہا کر دوزخ سے بچو!	۴۵
۲۸	ایک آنسو اور قدرت خداوندی میں فکر کا مقام	۴۶
۲۹	ایک فرشتہ کی ندائیں	۴۶
۳۰	دنیا رہ گزر ہے	۴۷
۳۱	ایک کافر کے موت کے وقت ایمان لانے کی عجیب حکایت	۴۸
۳۲	نصیحت	۴۹
۳۳	حضرت سری سقطیؒ کی اعمال صالحہ میں مشغولیت	۵۰
۳۴	حضرت عمرؓ رات اور دن کو کیوں نہیں سوتے تھے؟	۵۰
۳۵	حضرت جنید بغدادیؒ نے حضرت سری سقطیؒ سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھا	۵۱
۳۶	حضرت سری سقطیؒ کی گوشہ نشینی	۵۱
۳۷	رونے کی قدر---- عجیب حکایت	۵۱
۳۸	خدا کے روبرو حاضری کی اہمیت---- حکایت	۵۲
۳۹	ایک اللہ والے کی اللہ سے مناجات	۵۲
	تیسرا خطاب	۵۶
۴۰	ہر گناہ کی دس برائیاں ہیں	۵۶
۴۱	ایک ولی کی موت کے عجیب حالات	۵۷
	چوتھا خطاب	۶۳
۴۲	حضرت سری سقطیؒ کی حالت	۶۵
۴۳	حضرت علی بن موفق کو تنبیہ	۶۶
۴۴	امام شافعیؒ کی مرض الوفات کی حالت	۶۶

۴۵	نصیحت	۶۷
۴۶	حضرت معروف کرخیؒ کی حکایت	۶۸
۴۷	تین بزرگوں کی عبادتوں کے مختلف تین انعامات	۶۹
	پانچواں خطاب	۷۰
۴۸	حکایت	۷۰
۴۹	نصیحت	۷۱
۵۰	عبرت	۷۲
۵۱	حضرت بایزیدؒ کا انتقال کے وقت رونا اور ہنسنا	۷۳
۵۲	نصیحت	۷۴
۵۳	حضرت جابر بن زیدؒ کی آخری خواہش اور مومن کی موت کی کیفیت	۷۵
۵۴	حضرت داود طائیؒ کی توبہ	۷۶
	چھٹا خطاب	۷۷
۵۵	دنیا سے محبت اور بدکاروں کی فرمانبرداری کا عذاب	۷۷
۵۶	نصیحت	۷۸
	ساتواں خطاب	۸۲
۵۷	خطاکار اور فرمانبردار میں فرق کرو	۸۲
۵۸	غریب کون ہے؟	۸۳
۵۹	سانپ مکھیاں بنا رہا تھا	۸۴
۶۰	عبرت آمیز حکایت	۸۵
۶۱	حضرت حسن بصریؒ کے وعظ کے حالت	۸۵
	آٹھواں خطاب	۸۹
۶۲	بری نظر سے دیکھنے والے کو کیا سزا ملی؟	۹۰
۶۳	غیب کا تھپڑ	۹۱
۶۴	حضرت اویس قرنیؒ کی وفات کی کرامات	۹۲

	نواں خطاب	۹۷
۶۵	مرنے والے سے پانچ فرشتوں کا خطاب	۹۹
۶۶	ایک بزرگ کی کیفیت اور ماں کی تڑپ	۱۰۱
	دسواں خطاب	۱۰۴
۶۷	انسان کے چھ سفر	۱۰۴
۶۸	حبشی بزرگ	۱۰۵
	گیارہواں خطاب	۱۱۰
۶۹	اللہ سے دوستی کا بہترین طریقہ	۱۱۰
۷۰	عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد	۱۱۱
۷۱	جنگل کا ولی	۱۱۱
۷۲	ایک ولی کی نصیحت	۱۱۴
	بارہواں خطاب	۱۱۵
۷۳	اللہ سے محبت کرنے والی خاتون	۱۱۷
۷۴	تقویٰ کا انعام---حکایت	۱۲۰
	تیرہواں خطاب	۱۲۲
۷۵	بُرے عبادت گزار نہ بنو۔	۱۲۲
	چودہواں خطاب	۱۲۷
۷۶	مقام حظیرۃ القدس کے حصول کا طریقہ	۱۲۹
۷۷	مجھ سے عبرت سیکھو	۱۲۹
۷۸	ایک زاہد کے اشعار	۱۳۰
۷۹	دنیا کی لذتوں سے کنارہ کشی	۱۳۱
۸۰	لوگ اولیاء کی بچی ہوئی نعمتوں سے خوشحال ہیں	۱۳۲
۸۱	اولیاء کے چہرے بارونق کیوں ہیں؟	۱۳۲
۸۲	عشق ومحبت میں اولیاء کی چار قسمیں	۱۳۴
۸۳	مالک بن دینارؒ کی عبادت	۱۳۶

پندرہواں خطاب ۱۳۷

۸۴ ایک عالم کے امتحان کی حکایت ۱۳۹

سولہواں خطاب ۱۴۵

۸۵ حضرت حسن بصریؒ کی نصیحت ۱۴۶

۸۶ دنیا اور آخرت کی حقیقت --- عجیب حکایت ۱۴۷

سترہواں خطاب ۱۵۳

۸۷ حلال خوری کے عجائبات ۱۵۶

۸۸ دنیا کی بے پروائی کی حکایت ۱۵۷

۸۹ نصیحت ۱۵۸

۹۰ عیسائی عورت کے عشق میں دیوانے کا انجام ۱۵۸

اٹھارہواں خطاب ۱۶۱

۹۱ اولیائے کرام اور دنیا ۱۶۲

۹۲ حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ ۱۶۳

انیسواں خطاب ۱۶۵

۹۳ حسن بصریؒ کی نصیحت ۱۶۷

۹۴ دنیا میں دین کی آمیزش ۱۶۸

۹۵ حضرت عونؒ کی حالت ۱۶۸

۹۶ حضور ﷺ کے گھر میں طویل فاقے ۱۶۹

۹۷ شان ولایت' حکایت ۱۷۱

بیسواں خطاب ۱۷۳

۹۸ نوجوان ولی ۱۷۳

۹۹ نصیحت ۱۷۴

۱۰۰ محبت کی حقیقت اور اصل ۱۷۶

۱۰۱ ایک بزرگ کی عجیب حالت ۱۷۷

اکیسواں خطاب ۱۸۲

۱۰۲ شکرگزار دولت مند ۱۸۲
۱۰۳ حاتم اصمؒ کی سنہری نصیحت ۱۸۳
۱۰۴ عمر بن یزیدؒ کی نصیحت ۱۸۴
۱۰۵ نصیحت ۱۸۴
۱۰۶ نیک عورت کی تنبیہ ۱۸۵
۱۰۷ میں اللہ کی خاطر دیوانہ نہ بنوں تو کس کی خاطر دیوانہ بنوں؟ ۱۸۷

بائیسواں خطاب ۱۹۰

۱۰۸ خدا کی کبریائی ۱۹۳
۱۰۹ سری سقطیؒ کی دعا کی برکت ۱۹۴
۱۱۰ حضرت ذوالنون اور ایک بزرگ کی حکایت ۱۹۶

تیئیسواں خطاب ۱۹۹

۱۱۱ ایک بزرگ کی حکایت ۲۰۰
۱۱۲ نماز کیسی ہونی چاہئے---- عجیب واقعہ ۲۰۲
۱۱۳ آگ سے زندہ بچ نکلنے والے بزرگ ۲۰۳
۱۱۴ ایک بزرگ کی شان ولایت ۲۰۶

چوبیسواں خطاب ۲۰۸

۱۱۵ پیاری نصیحت ۲۰۹
۱۱۶ نیک عورت کی شان ولایت ۲۱۱
۱۱۷ حور سے شادی ۲۱۲
۱۱۸ حضرت ابراہیم ادہم کی تین کرامات ۲۱۴

پچیسواں خطاب ۲۱۷

۱۱۹ امام داود طائی کی انکساری ۲۱۹
۱۲۰ نصیحت ۲۲۱

۱۲۱	شیر کی پشت پر سامان	۲۲۱
۱۲۲	حضرت سفیان ثوری کی کرامات	۲۲۱
	چھبیسواں خطاب	۲۲۵
۱۲۳	حضرت حذیفہ کی عجیب گفتگو	۲۲۶
۱۲۴	چٹائی پہننے والے بزرگ کی حکایت	۲۲۸
۱۲۵	رخسار پر بہنے والی آنکھ درست ہوگئی	۲۳۱
	ستائیسواں خطاب	۲۳۴
۱۲۶	عجیب روایت	۲۳۷
۱۲۷	معجزۂ رسول ﷺ	۲۳۹
۱۲۸	بچہ کھونے والی یہودن کا قبول اسلام	۲۳۹
	اٹھائیسواں خطاب	۲۴۱
۱۲۹	حضور ﷺ کی نصیحت	۲۴۲
۱۳۰	عورت شیطان کا آدھا لشکر ہے	۲۴۳
۱۳۱	زنا کبیرہ گناہ ہے	۲۴۴
۱۳۲	زنا کی مصیبتیں	۲۴۵
۱۳۳	زانی کی شرمگاہ کی بدبو	۲۴۵
۱۳۴	زانی کی خطرناک سزا	۲۴۷
۱۳۵	آٹھ قسم کے لوگ دوزخ میں	۲۴۷
۱۳۶	زنا کے وقت ایمان باقی نہیں رہتا	۲۴۹
۱۳۷	حضرت لقمان حکیم کی نصیحت	۲۴۹
۱۳۸	حکایت	۲۵۰
۱۳۹	بنی اسرائیل کے عابد پر زنا کی تہمت کا واقعہ اور اللہ تعالیٰ کا انعام	۲۵۰
۱۴۰	عورت کو دیکھنے کا عذاب	۲۵۴
۱۴۱	عورت سے نظر بچانے کا انعام	۲۵۴
۱۴۲	تین قسم کے لوگ دوزخ پر حرام ہیں	۲۵۵

حفاظت زبان

۲۵۶

۱۴۳ نو حصے عبادت خاموشی میں ہے ۲۵۷
۱۴۴ حضرت مریم علیہا السلام کو خاموشی کا انعام ۲۵۷
۱۴۵ حفاظت زبان سے موت کے وقت کلمہ کی توفیق ۲۵۷
۱۴۶ فضول گفتگو سے بچنے کیلئے حضرت صدیق اکبرؓ کا طریقہ ۲۵۸
۱۴۷ زبان کی حفاظت افضل عمل ہے ۲۵۸
۱۴۸ حضرت حسنؓ کو حضرت علیؓ کی وصیت ۲۵۸
۱۴۹ صحف ابراہیم کی نصیحت ۲۵۹
۱۵۰ کئی مصیبتوں کا علاج ۲۵۹
۱۵۱ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت ۲۵۹
۱۵۲ اعضاء کی زبان کے سامنے پیشی ۲۶۰
۱۵۳ دانشور کی نصیحت ۲۶۰
۱۵۴ قرآن حکیم کا حکم ۲۶۱
۱۵۵ دوسروں کی عیب جوئی کی شامت ۲۶۲
۱۵۶ مسلمان کا عیب چھپانے کا انعام ۲۶۴
۱۵۷ امام ابوحنیفہؒ کا شرابی سے حسن سلوک ۲۶۵

غیبت اور چغل خوری

۲۶۷

۱۵۸ غلط نام سے بلانا ۲۶۸
۱۵۹ ناکردہ نیکیاں اعمال نامہ میں؟ ۲۶۸
۱۶۰ رحمت سے محروم مجلس ۲۶۹
۱۶۱ چغل خوری کے نقصانات ۲۶۹
۱۶۲ غیبت اور بہتان کیا ہیں؟ ۲۶۹
۱۶۳ چغل خور بدترین لوگ ہیں ۲۷۰
۱۶۴ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا ۲۷۰
۱۶۵ چغل خور پر آگ اور سانپ ۲۷۱

۱۶۶	دو شخصوں میں دشمنی ڈالنے کی سزا	۲۷۱
۱۶۷	تیرے پاس چغلی لانے والا تیری بھی چغلی کھاتا ہے	۲۷۲
۱۶۸	دیہاتی عورت کی بیٹے کو نصیحت	۲۷۲
۱۶۹	غیبت کتنا بڑا گناہ ہے	۲۷۳
۱۷۰	غیبت سے وضو اور روزہ نہیں رہتا	۲۷۳
۱۷۱	نیکیاں دائیں بائیں پھینکنے والا	۲۷۴
۱۷۲	دشمن پر مدد	۲۷۴
۱۷۳	سب سے آخر میں جنت میں یا سب سے پہلے دوزخ میں؟	۲۷۴
۱۷۴	بدگوئی، جاسوسی اور غیبت نہ کرنا اللہ کو زیادہ پسند ہے	۲۷۴
۱۷۵	تین وجہ سے عذاب قبر	۲۷۴
۱۷۶	اندھے بچے کی حکایت	۲۷۵
۱۷۷	بلا توبہ گناہگار مرنے والوں کا قیام میں عذاب	۲۷۶
۱۷۸	قبر میں غیبت اور چغلی زیادہ سخت ہے	۲۷۶
۱۷۹	نیکیاں غائب ؟	۲۷۷
۱۸۰	نصیحت	۲۷۸
۱۸۱	مسلمان کی تین چیزیں حرام ہیں	۲۷۹
۱۸۲	غیبت کی تعریف	۲۷۹
۱۸۳	معمولی سے اشارہ کی ممانعت	۲۸۰
۱۸۴	غیبت کیسے کیسے ہوتی ہے؟	۲۸۰
۱۸۵	غیبت کی مذمت	۲۸۰
۱۸۶	غیبت کرنے والے اپنے مونہہ نوچیں گے	۲۸۱
۱۸۷	غیبت نیکیوں کو کتنا جلدی کھاتی ہے؟	۲۸۱
	خاموشی کے فوائد	۲۹۰
۱۸۸	مسلمان کو کسی صورت میں تکلیف نہ دو	۲۹۰
۱۸۹	گفتگو کی جواب دہی	۲۹۱
۱۹۰	جنت کا عمل	۲۹۱

۱۹۱	شیطان پر غلبہ کا طریقہ	۲۹۱
۱۹۲	نیک گفتگو یا خاموشی	۲۹۲
۱۹۳	اچھی بات یا خاموشی پر رحمت	۲۹۲
۱۹۴	اکثر خطائیں زبان میں	۲۹۲
۱۹۵	عقلمند کی زبان کہاں ہے اور جاہل کی کہاں؟	۲۹۳
۱۹۶	نیک گوئی کا ایک درجہ	۲۹۳
۱۹۷	معمولی سے کلمہ کا ثواب یا گناہ؟	۲۹۴
۱۹۸	ہلاکت کی تین چیزیں	۲۹۵
۱۹۹	خود پسندی کتنا بڑا گناہ ہے؟	۲۹۵
۲۰۰	اپنے آپ کو بزرگ سمجھنا خطا ہے	۲۹۶
۲۰۱	مایوسی اور خود پسندی میں تباہی	۲۹۶
۲۰۲	حضرت ابن عباسؓ کا واقعہ	۲۹۶
۲۰۳	ایک نحوی عالم کا واقعہ	۲۹۷
۲۰۴	بشر بن منصورؒ کی عبادت اور تنبیہ	۲۹۸
۲۰۵	چار مہلک چیزیں	۲۹۹
۲۰۶	ندامت کا اجر --- خود پسندی کی لعنت	۲۹۹
۲۰۷	حضرت ابوالدرداء کی نصیحت	۲۹۹
۲۰۸	حضرت ابن مسعودؓ کی نصیحت	۳۰۰
۲۰۹	حضرت موسیٰ کو رسالت کیوں ملی؟	۳۰۰
۲۱۰	غصہ پینے کا انعام	۳۰۱
۲۱۱	امام جعفر صادقؒ کی حکایت	۳۰۲
۲۱۲	حضرت ابن مسعود کی حافظ قرآن کو نصیحت	۳۰۳
۲۱۳	دس نصائح	۳۰۳

بتیسواں خطاب

	بتیسواں خطاب	۳۰۴
۲۱۴	سود کا گناہ	۳۰۵
۲۱۵	قیامت تک عذاب	۳۰۵
۲۱۶	روز قیامت زقوم کا کھانا	۳۰۶

۲۱۷	حرام کھانا	۳۰۷
۲۱۸	حرام خور کی کوئی نیکی قبول نہیں	۳۰۷
۲۱۹	نیکیاں خیانت کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی	۳۰۸
۲۲۰	سود اور حرام کے علاوہ گناہ معاف	۳۰۸
۲۲۱	طلب حلال فرض ہے	۳۰۸
۲۲۲	لقمہ حرام سے چالیس روز کی نمازیں نامقبول	۳۰۹
۲۲۳	(حرام سے پلا جسم دوزخ کے قابل ہے)	۳۰۹
۲۲۴	حرام مال کا خطرناک وبال	۳۰۹
۲۲۵	حرام خور اور شرابی جنت میں نہ جائیگا	۳۱۰
۲۲۶	حرام کتنا خطرناک ہے؟	۳۱۱
۲۲۷	حلال ذریعہ حکمت وہدایت	۳۱۱
۲۲۸	قبولیت دعا کا ایک طریقہ	۳۱۱
۲۲۹	عبادات کے ساتھ تقوی کی ضرورت	۳۱۲
۲۳۰	حلال کا حساب ہے حرام کا عذاب ہے	۳۱۲
۲۳۱	اطاعت کی چابی	۳۱۳
۲۳۲	رزق حلال پر علم کے ستر دروازے	۳۱۳
۲۳۳	یتیم کا مال	۳۱۴
۲۳۴	ناپ تول میں خیانت	۳۱۵
۲۳۵	منافق کی نشانیاں	۳۱۶
۲۳۶	خیانت کی عجیب حکایت	۳۱۶
۲۳۷	دوسری حکایت	۳۱۷
۲۳۸	چھ قسم کے لوگ دوزخ میں	۳۱۷
۲۳۹	ملاوٹ کرنے والا	۳۱۷
۲۴۰	بیت المقدس کی چٹان پر چھ نصائح	۳۱۸
۲۴۱	جھوٹی قسمیں	۳۱۸
۲۴۲	قسم کا لحاظ کرو	۳۱۸
۲۴۳	جھوٹی قسم کا عذاب	۳۱۹
۲۴۴	ایک عرش بردار فرشتے کی عظمت	۳۱۹

۲۴۵	شراب نوشی	۳۲۰
۲۴۶	شراب نوشی کے دس نقصانات	۳۲۰
۲۴۷	پہلا نقصان	۳۲۰
۲۴۸	شرابی کا پیشاب سے وضو کرنے کی حکایت	۳۲۰
۲۴۹	ایک شرابی اور کتے کی حکایت	۳۲۱
۲۵۰	دوسرا نقصان	۳۲۱
۲۵۱	تیسرا نقصان	۳۲۱
۲۵۲	چوتھا نقصان	۳۲۲
۲۵۳	پانچواں نقصان	۳۲۲
۲۵۴	چھٹا نقصان	۳۲۲
۲۵۵	ساتواں نقصان	۳۲۳
۲۵۶	آٹھواں نقصان	۳۲۳
۲۵۷	نواں نقصان	۳۲۳
۲۵۸	دسواں نقصان	۳۲۳
۲۵۹	عبرتناک واقعہ	۳۲۳
۲۶۰	قبر میں شرابی کا رخ قبلہ سے ہٹ جاتا ہے	۳۲۴
۲۶۱	نماز کا پڑھنا	۳۲۴
۲۶۲	بے نمازی کیلئے پندرہ عذاب	۳۲۴
۲۶۳	(مذکورہ حدیث من گھڑت ہے)	۳۲۵
۲۶۴	بے نمازی کیلئے خرابی	۳۲۶
۲۶۵	خدا کی لعنت اور دوزخ	۳۲۶
۲۶۶	بے نماز کا نیک عمل قبول نہیں	۳۲۷
۲۶۷	نماز قبول تو سب عمل قبول	۳۲۸
۲۶۸	بے نمازی کے لئے لقمہ کی بددعا	۳۲۸
۲۶۹	بے نمازی کیلئے کئی عذاب	۳۲۸
۲۷۰	بے نمازی کی پیشانی پر تین سطریں	۳۲۸
۲۷۱	بے نمازی کے متعلق جنت اور دوزخ کی گفتگو	۳۲۹
۲۷۲	حرف آخر	۳۳۰
۲۷۳	تصانیف مولانا امداد اللہ انور	۳۳۱

تقریظ

محقق اسلام مناظر اہل سنت ماحی کفر وضلالت

حضرت علامہ مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے۔ حدیث جبرئیل سے ثابت ہوتا ہے کہ اس دین کے تین اہم شعبے ہیں۔ (۱) ایمانیات یعنی عقائد۔ اس شعبہ پر متکلمین نے مکمل کام کیا۔ (۲) اسلامیات یعنی احکامات عملیہ۔ اس شعبہ پر فقہاء کرام نے پوری محنت فرمائی اور انسان کی پیدائش سے موت تک کے مکمل احکامات کو نہایت آسان اور عام فہم ترتیب سے مرتب فرما دیا' انہی کی رہنمائی میں آج پوری امت سنن نبویہ علی صاحبہا الصلوٰت والتسلیمات پر عمل پیرا ہے۔ (۳) احسانیات جس کو تزکیہ نفس اور تصوف بھی کہتے ہیں۔ جس میں اصلاح نفس کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے' یہ اولیاء عظام اور صوفیاء کرام کا طرہ امتیاز ہے۔ اس میں اپنے نفس کی نگرانی' مراقبہ اور محاسبہ اس کا پہلا قدم ہے اور مقام مشاہدہ اس کی انتہاء ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: أن تعبد اللہ کأنک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک. صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک قلوب کا تزکیہ صحبت نبویؐ کی برکت سے ہو جاتا تھا۔ صحابہ کرامؓ کی مبارک زندگیاں اشاعت اسلام اور جہاد میں گزر گئیں' اس دور میں نہ علم تفسیر کی حیثیت مستقل فن کی تھی نہ علم حدیث

وفقہ کی اور نہ ہی تصوف کی۔ تابعین کے دور میں جس طرح دیگر علوم تاریخ، تفسیر، حدیث، فقہ نے فن کی حیثیت اختیار کر لی، اسی طرح تصوف نے بھی فن کی حیثیت اختیار کر لی۔ کامل تحقیق و تنقیح کے بعد جس طرح فقہ میں مذاہب اربعہ کو امت میں قبولیت عامہ نصیب ہوئی۔ صحاح ستہ کو محدثین میں مقبولیت نصیب ہوئی۔ اسی طرح تصوف کے سلاسل اربعہ کو بھی امت میں مقبولیت نصیب ہوئی جو حقیقۃً عنداللہ مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا۔ (سورۃ مریم)۔

جوں جوں دنیا پر مادیت کا بھوت سوار ہو رہا ہے، یہ دنیا روحانیت سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ بعض کو اس سے غفلت ہے، بعض کو تصوف سے وحشت ہے۔ کچھ لوگ اس سے آگے بڑھ کر تصوف سے نفرت کرنے لگے ہیں اور بعض لوگ تو آخری منزل پر پہنچ کر تصوف سے عداوت پر اتر آئے ہیں اور فرمان قدسی من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب کی منزل میں داخل ہو چکے ہیں۔ أعاذنا اللہ منہ اصلاح نفس کے لئے اللہ والوں کی بیعت اور ان کی صحبت نہایت مؤثر اور مجرب ذریعہ ہے۔ "نفس نتواں کشت الا ظل پیر" اور دوسرے نمبر پر اللہ والوں کے حالات کا مطالعہ اصلاح نفس کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آج اس دنیا میں دنیا کے لئے رونے والے آپ کو ہر جگہ ملیں گے۔ یہ دنیا جس کو نہیں ملتی وہ بھی روتا ہے اور جس کو مل گئی وہ بھی روتا ہے۔ نہ امیروں کے آنسو رکتے ہیں، نہ فقیروں کے آنسو خشک ہوتے ہیں۔ دنیا میں انسان پیدائش سے رونا شروع کرتا ہے، ساری زندگی روتا ہے اور روتا روتا ہی دنیا سے چل دیتا ہے۔ آج یہ نظارہ ہی نظروں سے اوجھل ہو چکا ہے کہ ہمارے اسلاف دنیا کے لئے نہیں اللہ کے لئے رویا کرتے تھے۔ امام ابن جوزی حنبلیؒ نے ایسے اللہ والوں کے کچھ آنسو جمع فرمائے مگر وہ بھی سمندر کی حیثیت اختیار کر گئے۔ اس لئے انہیں اس کتاب کا نام ہی بحر الدموع رکھنا پڑا۔ یہ وہ عجیب اور نادر کتاب ہے جس نے سینکڑوں نہیں

ہزاروں لاکھوں زندگیوں میں انقلاب پیدا کیا اور کتنے ہی دنیا کے بندوں کو اللہ کے بندے بنا دیا۔ یہ کتاب امام ابن جوزیؒ نے عربی زبان میں تحریر فرمائی تھی اور اردو دان حضرات اس سے استفادہ کرنے سے محروم تھے۔ مولانا امداد اللہ انور مدظلہ سے دنیا کے لئے رونے والوں کے آنسو نہ دیکھے گئے' انہوں نے سوچا اور بالکل صحیح سوچا کہ جب تک یہ لوگ اللہ کے لئے رونے کی لذت نہ چکھیں گے یہ دنیا کے لئے رونے کے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ چنانچہ انہوں نے کمر ہمت باندھی اور اس کتاب کا سلیس ترجمہ اردو میں کر دیا۔ جس طرح دیگر ذوقیات کے لئے الفاظ کا دامن بہت تنگ ہے' ایسے ہی اس کتاب کا فائدہ تو پڑھنے سے ہی ہو گا۔ اللہ کے لئے ایک آنسو بھی آنکھ سے نکل جائے تو ساری دنیا و مافیہا اس کے پاسنگ بھی نہیں۔ مولانا کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق اور ہمت عطاء فرمائی ہے کہ وہ کئی ایک عربی کتابوں کا اردو ترجمہ کر چکے ہیں اور ان تراجم کو علماء اور عوام میں مقبولیت نصیب ہوئی ہے۔ مولانا نے صرف کتاب کا ترجمہ ہی نہیں فرمایا بلکہ پوری محنت اور کاوش سے احادیث اور روایات کی تخریج بھی فرمائی ہے' جو بہت ہی محنت اور ہمت کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ پہلی کتابوں کی طرح اس کو بھی قبول عام و خاص عطا فرمائیں۔ اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے۔ اللہ والوں کے حالات کے مطالعہ سے ہی ہمت بڑھتی ہے اور جب انسان ہمت سے کام شروع کر دے تو اللہ کی توفیق بھی دستگیری فرماتی ہے اور ہمت و توفیق کا حسین امتزاج ہی خدا کی وہ نعمت ہے جس سے انسان کا بیڑا پار ہو جاتا ہے۔

آخر میں پھر دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو مترجم کے لئے ذریعہ نجات اور ہمارے لئے ذریعہ ہدایت بنائے اور اللہ تعالیٰ مترجم کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائیں اور دنیا و آخرت کی پریشانیوں اور پشیمانیوں سے محفوظ و مامون فرمائیں۔ (آمین)۔

محمد امین صفدر عفا اللہ عنہ

۱۶ صفر ۱۴۱۷ھ

امام ابن جوزیؒ

نام ونسب

امام‘ علامہ‘ حافظ‘ محدث‘ مفسر جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ بن عبداللہ بن حمادی بن احمد بن محمد بن جعفر الجوزی التیمی البکری البغدادی ابن عبداللہ بن القاسم بن النضر بن القاسم ابن محمد بن عبداللہ بن الفقیہ عبدالرحمٰن بن القاسم بن محمد ابن خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ولادت

آپ ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔

تعلیم

آپ نے ۵۱۶ھ میں سماع حدیث شروع کر دیا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر سات سال کے قریب تھی۔

آپکے والد کا انتقال ان کی تین سال کی عمر میں ہو گیا تھا پھر ان کی پرورش ان کی پھوپھی نے کی تھی۔ ان کے رشتہ دار لوہے کے تاجر تھے۔ ان کی پھوپھی نے ان کو حضرت ابن ناصرؒ کی خدمت میں بٹھلایا تھا جن سے امام ابن جوزیؒ نے بہت سا علم حاصل کیا‘ انہوں نے وعظ گوئی کو بہت پسند کیا اور لوگوں کو اس وقت سے وعظ کہنے شروع کئے جب آپ کی عمر دس سال تھی۔

علوم حدیث جناب ابن ناصر سے حاصل کئے اور علوم قرآن اور علوم ادب حضرت سبط الخیاط اور ابن الجوالیقی سے حاصل کئے۔

آپ کے دیگر اساتذہ میں سے مشہور اہل علم وفن درج ذیل حضرات ہیں۔ علی بن عبدالواحد الدینوری، ابو الوقت سجزی، قاضی ابو یعلی الفراء، ابی الحسن بن الزاغونی، ابن السبطی، احمد بن احمد المتوکلی۔

شاگرد

آپ کے والد محی الدین یوسفؒ، آپ کے نواسے سبط ابن الجوزیؒ (جو بعد میں امام ابن جوزی کا مذہب حنبلی چھوڑ کر حنفی ہوئے اور بیس جلدوں میں مرآۃ الزمان اور ایثار الانصاف فی آثار اخلاف جس کو احقر راقم الحروف کے توجہ دلانے اور اس کے نسخہ فراہم کرنے پر ایچ ایم سعید کمپنی کراچی نے طبع کیا ہے تصنیف فرمائیں)۔ حافظ عبدالغنی المقدسیؒ، موفق الدین ابن قدامہ مقدسی حنبلیؒ، ضیاء الدین مقدسیؒ وغیرہ۔

ابن جوزیؒ ائمہ اسلام کی نظر میں

امام ابن قدامہ حنبلیؒ فرماتے ہیں:

ابن جوزیؒ اپنے زمانہ میں وعظ (وخطابت) کے امام تھے۔ مختلف فنون میں انہوں نے بہترین کتابیں تصنیف فرمائی ہیں، آپ مختلف فنون کے ماہر تھے، فقہ میں بھی تصنیف کرتے تھے، تدریس بھی کرتے تھے، آپ حدیث کے حافظ تھے۔

مؤرخ ابن خلکانؒ فرماتے ہیں:

آپؒ علامہ عصر تھے، حدیث میں وقت کے امام تھے، وعظ کے ماہر تھے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

یہ ان علماء میں سے تھے جنہوں نے علوم کثیرہ کو حاصل کیا اور دوسروں سے ممتاز ہوئے اور فن خطابت میں ایسا امتیاز حاصل کیا کہ ان سے پہلے بھی ان کے درجہ تک کوئی نہیں پہنچا تھا اور نہ کوئی بعد میں پہنچے گا۔

شان وعظ

حافظ حدیث وعلوم حدیث ورجال اور مؤرخ کبیر امام ذہبیؒ امام ابن جوزیؒ کو ان الفاظ میں یاد فرماتے ہیں:

شیخ' امام' علامہ' حافظ' مفسر' شیخ اسلام' مفخر عراق' جمال الدین' ابو الفرج' الواعظ' صاحب التصانیف' آپ بلا مدافعت وعظ ونصیحت کے تاجدار تھے۔ فی البدیہہ بہترین شاعر اور فائق نثر کے مالک تھے۔ کشادہ گفتگو کرتے تھے' حیران بھی کرتے تھے' کلام میں لہلہا دیتے تھے' طویل گفتگو کر سکتے تھے' ان جیسا نہ کوئی پہلے آیا نہ بعد میں' وہ علم خطابت کے حامل تھے' اس کے فنون کے محافظ تھے' تفسیر کے سمندر تھے' سیر وتواریخ کے علامہ تھے' فنون حدیث اور حدیث میں خوبی رکھتے تھے' فقیہ تھے' اجماع اور اختلاف کے جاننے والے تھے' طب میں بھی خاصی دسترس تھی' کئی فنون کے مالک تھے' فہم وذکاء اور حفظ واستحضار سے موصوف تھے' جمع وتصنیف میں سب کو پچھاڑنے والے تھے' میں کسی کو نہیں جانتا جس نے ان سے زیادہ تصانیف لکھی ہوں۔ (سیر اعلام النبلاء ۲۱/۳۶۷)۔

امام ذہبیؒ مزید فرماتے ہیں:

آپ فن خطابت میں بڑا اونچا مقام رکھتے تھے' دور دور تک ان کی خطابت و وعظ کا شہرہ تھا' آپ کی مجلس میں بادشاہان وقت' وزراء' بعض خلفاء اور بڑے بڑے ائمہ شریک ہوتے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء)۔

ان کی مجلس وعظ ہزاروں سے کم نہ ہوتی تھی' ان کے ہاتھ پر لاکھوں افراد نے توبہ کی۔ ہزار ہا افراد نے اسلام قبول کیا۔ (مقدمہ المنتظم ابن جوزیؒ)

تعداد کتب

امام ابن جوزیؒ نے مختلف علوم میں قابل قدر تصانیف تحریر فرمائی ہیں۔ آپ نے کوئی فن نہیں چھوڑا' جس میں کوئی تصنیف نہ کی ہو۔ آپ کی تصانیف کئی کئی

جلدوں میں بھی ہیں اور ایک ایک جلد میں بھی اور مختصر رسالوں کی شکل میں بھی' جن کی تعداد تقریباً پانچ صد ہے۔

ان سب کے اسماء استاذ عبدالحمید العلوجی نے ایک کتاب میں تحریر فرمائے ہیں اور مطبوع غیر مطبوع سب کا ذکر کیا ہے' بغداد سے ۱۹۶۵ء میں اور بیروت سے مزید تحقیق کے ساتھ حال ہی میں طبع ہوئی ہے' عرب کتب خانوں سے آسانی سے مل سکتی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: ''میں نے ان کی کتابیں ایک ہزار تک شمار کی ہیں''۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: ''ابن جوزیؒ نے اپنے ہاتھ سے دو سو جلدیں لکھی ہیں''

امام ابن جوزیؒ کا روزانہ چالیس اوراق تصنیف کرنے کا معمول تھا۔

وفات

آپؒ آخر عمر میں پانچ یوم بیمار رہے اور شب جمعہ ۱۳ رمضان المبارک ۵۹۷ھ میں وفات پائی۔

آپ کے جنازہ میں خلقت کثیر شامل ہوئی' جن کا شمار مشکل تھا۔

امداد اللہ انور

مترجم بحر الدموع امام ابن جوزیؒ

شب ۱۰ ذوالحجہ ۱۴۱۶ھ بعد نماز عشاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا خطاب

الْحَمْدُ للهِ الَّذِیْ اِخْتَرَعَ الْأَشْیَاء بِلَطِیْفِ لَطَائِفِ قُدْرَتِهٖ وَبَدِیْعِ صَنْعَتِهٖ فَاَحْسَنَ فِیْمَا اخْتَرَعَ وَأَبْدَعَ الْمَوْجُوْدَاتِ عَلٰی غَیْرِ مِثَالٍ فَلَا شَرِیْکَ لَهٗ فِیْمَا ابْتَدَعَ أَلَّفَ بَیْنَ اللَّطِیْفِ وَالْکَثِیْفِ مِنْ أَعْدَادِ آحَادِ الْجَوْهَرِ وَجَمَعَ لِیُقَرَّ لَهٗ بِالْوَحْدَانِیَّةِ وَیُسْتَدَلُّ عَلٰی وُجُوْدِ الصَّانِعِ بِمَا صَنَعَ فَالْعَارِفُوْنَ وَاقِفُوْنَ تَحْتَ مَطَارِفِ اللَّطَائِفِ بِأَقْبِیَةِ أَبْنِیَةِ التَّوْبَةِ وَالْوَرَعِ لَیْسَ لِقُلُوْبِهِمْ مَجَالٌ فِیْ مَیْدَانِ الْکِبْرِیَاءِ عَلٰی أَنْ حِمَاهُ رَحْبٌ مُتَّسِعٌ فَهُمْ إِنْ مَالُوْا إِلٰی نَیْلِ مَطْلُوْبِهِمْ رَدَّهُمْ قَهْرُ الْهَیْبَةِ إِلٰی مَفَاوِزِ الْخَوْفِ الْجَزَعِ وَإِنْ هَمُّوْا بِالذَّهَابِ عَنِ الْبَابِ عَاقَهُمْ قُیُوْدُ الْغَیْبِ فَعَزَّ عَلَیْهِمُ الرُّجُوْعُ وَامْتَنَعَ.

ساری خوبیاں اسی ذات کی ہیں جس نے اپنی لطیف قدرت اور بدیع صنعت سے اشیاء کو ایجاد کیا اور ان کے اختراع کو بخوبی انجام دیا' موجودات کو بغیر مثال کے پیدا کیا اور اس کی تخلیق میں کوئی شریک نہ ہوا' مختلف القسم لطیف وکثیف جواہر کے افراد میں الفت اور جمعیت پیدا کی تاکہ اس کی وحدانیت کا اقرار کیا جائے اور جو کچھ اس نے پیدا کیا اس کے واسطے سے اس کے کاریگر کے وجود کا استدلال کیا جائے۔

عارفین خداوندی توبہ اور تقویٰ کی عمارتوں کے میناروں پر عمدہ خیموں میں

جانشین ہیں، میدان کبریائی میں ان کی ذات کو کوئی مجال نہیں کہ وہ فراوانی دیکھ کر ناک چڑھائیں۔ اگر وہ کامرانی کا میلان کریں تو ان کو قہر ہیبت خوف اور گھبراہٹ کی طرف دھکیل دے۔ اگر وہ بارگاہ خداوندی سے ہٹنے کا سوچیں تو ان کو غیبی طاقتیں باز رکھیں اور واپسی پر مجبور کر دیں۔

اشعار:

فَمِنْهُمْ كَاتِمٌ مَحَبَّتَه قَدْ كَفَّ شَكْوٰى لِسَانُهٗ وَقَطَع

وَمِنْهُمْ بَائِحٌ يَقُوْلُ إِذَا لَامَ عَذُوْلُ : ذَرِ الْمَلَامَ وَدَعْ

أَلَيْسَ قَلْبِىْ مَحَلَّ مِحْنَتِه وَكَيْفَ يَخْفَى مَا فِيْهِ وَهُوَ قَطَعْ

أَيْنَ الْمُحِبُّوْنَ وَالْمُحِبُّ لَهُمْ وَأَيْنَ مَنْ شَتَّتَ الْهَوٰى وَجَمَع

لَهُمْ عُيُوْنٌ تَبْكِىْ فَوَا عَجَبًا لِجَفْنٍ صَبَّ إِذَا هَمَا وَدَمَعَ!

قَدْ حَرَّمُوْا النَّوْمَ وَالْمُتَيَّمُ لَا يَهْوِىْ هُجُوْعًا إِذَا الْخَلِيُّ هَجَعْ

بِالْبَابِ يَبْكُوْنَ وَالْبُكَاءُ إِذَا كَانَ خَلِيًّا مِنَ النِّفَاقِ نَفَعْ

تُشَفِّعُ فِيْهِمْ دُمُوْعُهُمْ وَإِذَا شَفَّعَ دَمْعُ الْمُتَيَّمِيْنَ شَفِعْ

ترجمہ:۔

(۱) ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اپنی محبت کو مخفی رکھا اور اپنی زبان کو شکوہ سے روکا اور خاموش ہو گئے۔

(۲) اور ان میں سے کوئی بے تکلف ہے جو ملامتی کی ملامت کے وقت کہتا ہے ملامت مت کر۔

(۳) کیا میرا دل اس کی امتحان گاہ نہیں ہے؟ جو کچھ اس میں (پوشیدہ) ہے وہ اس پر مخفی کیسے ہے، وہ تو اس کو بخوبی جانتا ہے۔

(۴) محبّ حضرات اور ان سے محبت کرنے والا کہاں اور جس نے اپنی خواہشات کو پراگندہ کیا اور جمع کیا وہ کہاں؟

(۵) ان کی آنکھیں تو رونے والی ہیں، تعجب اس پر ہے جس پر لگن پلٹی

جائے تب روئے اور آبدیدہ ہو۔

(۶) انہوں نے نیند کو حرام جانا کیونکہ سونے والا اونگھنے والے کو بیدار نہیں کرسکتا' جبکہ بے کار مستی میں ہے۔

(۷) ان کے آنسوان کی سفارش کرتے ہیں اور جب خدا رسیدہ کے آنسو سفارش کرتے ہیں تو سفارش قبول ہوتی ہے۔

بس وہ اسی حالت میں خوف اور رحمت کے درمیان سرگرداں ہیں۔

ناامیدی اور طمع کی شراب کے نشے میں ہیں۔

ان کے دلوں کے اطراف میں ارادہ کے آسمان پر سعادت کا چاند طلوع ہوتا اور ضوفشانی کرتا ہے اور ان پر انس کے ریشمی ملبوسات کی برسات ہوتی ہے اور کمال کی خلعت بخشی جاتی ہے۔

ہر خلعت کے لئے ایمان کی دو علامات ہیں' جن سے انسان مزین ہے ورنہ ایمان اٹھ جاتا ہے۔

داہنی علامت ﴿سبقت لهم منا الحسنى﴾۔ (الانبیاء: ۱۰۱)

ترجمہ:۔ ہماری طرف سے ان کے لئے بھلائی مقدر ہو چکی ہے۔

اور باہنی علامت ﴿لا يحزنهم الفزع﴾ (الانبیاء: ۱۰۳)۔

ترجمہ:۔ ان کو بڑی گھبراہٹ (قیامت) غم میں نہ ڈالے گی۔

پس پاک ہے وہ ذات جو کفار کی توبہ قبول کرتی ہے اور گناہ گار کو اپنا بناتی ہے جب اس کے سامنے توبہ کرے اور توجہ کرے۔

میں شہادت دیتا ہوں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' شہادت بھی اس جیسی جس نے اس کی وحدانیت کا اقرار کیا اس کی ربوبیت اور الوہیت کا اعتراف کیا اور اسکے جلال و جمال کے سامنے جھک گیا۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں' جنہوں نے سنتوں کو بیان کیا' فرائض کی تعلیم دی اور عیدوں اور

جمعوں کو منعقد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر، آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر رحمتیں نازل فرمائے جتنی دیر پانی رکا رہے یا پھوٹتا رہے اور سطح آسمان میں ستارے ظاہر ہوں اور طلوع ہوتے رہیں اور سلام بھی ہو بہت بہت۔

اللہ عظیم کا ارشاد ہے:

﴿وَ ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الذاریات: ۵۵)،

ترجمہ:۔ (اے محبوب) آپ (ان مسلمانوں کو) نصیحت کیجئے کیونکہ نصیحت مؤمنین کو فائدہ دیتی ہے۔

بندے کی خدا سے محبت

حدیث شریف میں ارشاد ہے: جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

﴿قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالىٰ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ، وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ، فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلأٍ، ذَكَرْتُهُ مَلأٍ خَيْرٍ مِنْهُ، وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ، ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا، تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا، وَإِنْ أَتَانِيْ مَشْيًا، أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً﴾ (۱).

ترجمہ:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق معاملہ کرتا ہوں، جس طرح وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ پس اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرے تو میں اس کو ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہے اور اگر

(۱) بخاری شریف (حدیث نمبر ۷۵۰۵)، مسلم شریف (حدیث نمبر ۲۶۷۵)، جامع العلوم والحکم ار۲۷، زیادات زہد امام ابن مبارک للحسین المروزی (حدیث ۳۴)، معجم کبیر (حدیث ۸۹۹۰)، مجمع الزوائد ۱۰ر۹۰۔

وہ مجھے اپنے جی میں یاد کرے تو میں اس کو اپنے جی میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ جتنا قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس تیزی سے چل کر آتا ہوں۔

(فائدہ) اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جب آدمی خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اسکی طرف اس سے زیادہ متوجہ ہوتی ہے۔ (۲)

ذکر اللہ کی فضیلت

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ عَجزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يُكَابِده' وجبُن عَنِ الْعدُوِّ أَنْ يُقَاتِلَهُ' وبَخل بِالْمَالِ أَنْ يُنفِقَهُ' فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ الله تعالى)) (۳).

ترجمہ:۔ تم میں سے جو آدمی رات کو تہجد اور ذکر اللہ کے لئے جاگنے سے عاجز ہو، دشمن سے جنگ کرنے میں بزدل یا کمزور ہو اور مال (فی سبیل اللہ وغیرہ میں) خرچ کرنے میں بخیل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی کثرت کرے۔

---

(۲) مجمع بحار الانوار ۵/۱۵۴

(۳) طبرانی کبیر (حدیث ۱۱۱۲۱) مسند بزار (حدیث ۳۰۵۸) الشکر امام خرائطی (۲۶) جامع العلوم والحکم ۱/۰۷۔ زیادات زہد امام ابن مبارک للحسین مروزی (حدیث ۳۴) معجم کبیر (حدیث ۸۹۹۰) مجمع الزوائد ۱۰/۹۰۔

مجالس ذکر کی فضیلت

اللہ کے نزدیک اپنے مرتبہ کی پہچان کا طریقہ

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ ہم لوگ مسجد نبویؐ میں بیٹھے تھے تو فرمایا:

((إِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى سَرَايَاً مِنَ الْمَلَائِكَةِ تَحُوْلُ، وَتَقِفُ عَلَى مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِيْ الْأَرْضِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ رِيَاضَ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا)).

قَالُوْا: وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: (مَجَالِسُ الذِّكْرِ، اُغْدُوْا وَرُوْحُوْا فِيْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَمَنْ كَانَ يُحِبُّ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَتَهُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَلْيَنْظُرْ كَيْفَ مَنْزِلَةُ اللّٰهِ عِنْدَهُ، فَإِنَّ اللّٰهَ يُنْزِلُ الْعَبْدَ حَيْثُ أَنْزَلَهُ مِنْ نَفْسِهِ)). (۴).

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے گھومنے والے ہیں جو چکر لگاتے ہیں اور زمین میں مجالس ذکر میں ٹھہرتے بھی ہیں، پس جب تم جنت کے باغات کو دیکھو تو (ان سے) چر لیا کرو۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اے رسول اللہ یہ جنت کے باغات کیا چیز ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: مجالس ذکر، تم صبح وشام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارا کرو اور جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ اللہ کے نزدیک اپنا مرتبہ معلوم کرے تو اس کو چاہئے کہ یہ دیکھے کہ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا کیا مقام ومرتبہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندے کو اسی مرتبہ میں رکھتے ہیں جتنا بندہ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں جگہ دی ہے۔

(۴) مستدرک ۴/۴۹۴، ترغیب وترہیب ۱۱/۴۰۵، کنز العمال (حدیث ۱۸۸۷)، ابو یعلی (۱۸۶۵)، بزار (۳۰۶۴)، وضعفہ الذہبی فی تلخیص المستدرک۔

ذکر اللہ میں مصروف رہنے کا مقام

(حدیث) حضرت عبداللہ بن بسر فرماتے ہیں: ایک شخص جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے رسول اللہ! احکام اسلام مجھ پر بہت ہو گئے ہیں آپ مجھے کسی ایسی چیز کا حکم فرمائیں کہ میں اس میں لگ جاؤں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لا یزالُ لسانُکَ رطباً مِنْ ذِکْرِ اللہِ تعالٰی)) (۵).

(ترجمہ) تیری زبان ہمیشہ کے لئے اللہ تعالٰی کے ذکر میں مصروف رہے۔

(فائدہ) جہاں اللہ تعالٰی کے ذکر کی توہین ہوتی ہو ایسے مقامات پر ذکر اللہ سے رک جائے۔

خدا کی یاد کرنے والے کے متعلق زمین کے حصے ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں

(حدیث) ایک حدیث میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ یومٍ إلا وَبقاعُ الأرْضِ تُنادی بعْضُها بعْضاً: یا جارۃُ، هلْ جازَ علیکَ الیومَ ذاکِرُ اللہِ تعالٰی)) (۶).

ترجمہ:۔ کوئی دن بھی ایسا نہیں، مگر زمین کے حصے ایک دوسرے کو پکار (کر

---

(۵) مسند احمد ۴/۱۸۸، ۱۹۰، ترمذی (حدیث ۳۳۷۵)، ابن ماجہ (۳۷۹۳)، وصحیح ابن حبان (حدیث ۸۱۴)، والحاکم ۱/۴۹۵، ووافقہ الذہبی، انظرہ مع شرحہ فی جامع العلوم والحکم ۲/۵۱۰، ۵۳۵ بتحقیق ابراہیم باجس عبدالحمید۔

(۶) زہد ابن مبارک (حدیث ۳۳۵)، معجم اوسط طبرانی، مجمع الزوائد ۲/۶، عن انس باسناد ضعیف، وزہد ابن مبارک (حدیث ۳۳۳)، معجم کبیر (حدیث ۸۵۴۲)، عن ابن مسعود موقوفا ورجالہ رجال الصحیح کما قال الہیثمی فی المجمع ۱/۷۹، ورواہ ابونعیم فی الحلیہ ۳/۱۴۷، ۱۴۸ من قول محمد بن المنکدر بنحوہ۔

پوچھتے) ہیں، اے پڑوسی! کیا تجھ پر آج اللہ کا ذکر کرنے والا گزرا ہے؟

برادران گرامی! فرشتے جب مجالس ذکر سے (فارغ ہوکر) اوپر جاتے ہیں تو اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: اے میرے ملائکہ تم کہاں تھے؟ جبکہ وہ جانتا ہے (کہ یہ کہاں تھے) تو وہ عرض کرتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! آپ تو خوب جانتے ہیں ہم آپ کے بندوں کے پاس تھے، جو آپ کی تسبیح بیان کرتے تھے، تقدیس بیان کرتے تھے، تعظیم بجالاتے تھے، آپ کی بزرگی کا اظہار کرتے تھے۔ آپ سے مانگتے تھے، استغفار کرتے تھے اور آپ سے پناہ طلب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے ملائکہ! وہ کیا طلب کرتے تھے؟ وہ کس سے پناہ مانگتے تھے؟ تو وہ کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! آپ خوب جانتے ہیں، وہ جنت طلب کرتے تھے اور دوزخ سے پناہ مانگتے تھے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے فرشتو! تم گواہ بن جاؤ جو انہوں نے مانگا ہے، میں نے دیدیا ہے اور جس سے خوف کھاتے تھے، اس سے محفوظ کردیا ہے اور ان کو اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کردیا ہے۔ (۷)

ایک گھڑی صبح وشام ذکر کا مرتبہ

ایک حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ جناب باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

((عَبْدِیْ، اُذْکُرْنِیْ سَاعَةً بِالْغُدُوِّ وَسَاعَةً بِالْعَشِیِّ، أَکْفِکَ مَا بَیْنَهُمَا)). (۸).

ترجمہ:۔ میرے بندے ایک گھڑی صبح اور ایک گھڑی شام مجھے یاد کرلیا کر، میں ان دونوں کے درمیان (یعنی ساری رات اور سارے دن) کے لئے کافی ہوں (یعنی تیری صبح وشام کی ضروریات کی کفایت کروں گا)۔

(۷) بخاری (حدیث ۵۵)، مسلم (حدیث ۱۳۲) بمعناہ۔

(۸) حلیہ ابونعیم بلفظہ عن ابی ہریرہ، وابن المبارک فی الزہد عن الحسن البصری مرسلا۔

نافرمان پر خدا کی ناراضگی

بعض کتب سابقہ میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابن آدم! تجھے کس چیز نے مجبور کیا ہے تو مجھ سے سوال کرتا ہے اور میں تجھ سے تیری مصلحت کی خاطر روک لیتا ہوں' پھر تو مجھ سے سوال میں عاجزی اور زاری کرنے لگتا ہے تو میں تجھ پر اپنی رحمت اور کرم کی عنایت کرتا ہوں اور جو تو نے مجھ سے طلب کیا وہ بخش دیتا ہوں' پھر تو اسی سے جو میں نے عطاء کی ہے میری نافرمانی میں مدد پکڑتا ہے تو میں تیری پردہ پوشی کرتا ہوں۔ پس کتنی اچھائیاں ہیں جو میں تجھ سے برتتا ہوں اور کتنی برائیاں ہیں جو تو میرے سامنے کرتا ہے۔ قریب ہے کہ میں تجھ پر ایسا غضب ناک ہوں کہ اس کے بعد کبھی بھی راضی نہ ہوں۔

گناہ گار سے اللہ تعالیٰ کا خطاب

اور بعض کتب منزلہ میں یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے کب تک تو میری نافرمانی میں ڈٹا رہے گا' جبکہ میں نے تجھے رزق بھی دیا اور احسان بھی کیا۔ میں نے تجھے اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا؟ کیا میں نے تجھ میں اپنی روح نہیں پھونکی۔ کیا تو نہیں جانتا جس نے میری اطاعت کی میں نے اس سے کیا معاملہ کیا اور جس نے نافرمانی کی اس کو کیسے پکڑا؟ تجھے حیا نہیں آتی سختیوں میں تو مجھے یاد کرتا ہے اور ڈھلے اوقات میں بھلا دیتا ہے۔ تیری بصیرت کی آنکھ کو خواہش نفسانی نے اندھا کر دیا۔

پھر مصیبت کے وقت میری طرف کیوں للچاتا ہے؟ یہ تو اس کا حال ہے جس پر نصیحت کوئی اثر نہیں کرتی' پس یہ سستی کب تک ہے؟ اگر تو گناہوں سے توبہ کر لے تو میں تیری سب خواہشات پوری کروں گا' ایسے گھر کو ترک کر دے جس کا اجلا پن (حقیقت میں) میلا ہے اور اس کی اس میں جھوٹی خواہشات ہیں۔ کم درجہ والوں کے ہاتھ تو نے میری ملاقات کو بیچ ڈالا' جبکہ وجود میں میرا کوئی ثانی

نہیں ہے۔ اس وقت تیرا کیا جواب ہوگا جب تیرے خلاف تیرے اعضاء گواہی دیں گے، جس کو تو سنتا اور دیکھتا ہوگا۔

﴿یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا﴾ (آل عمران: ۳۰)۔

ترجمہ:۔ جس روز (ایسا ہوگا) کہ ہر شخص اپنے اچھے کئے ہوئے کاموں کو سامنے پائے گا۔

محبت کا تقاضا

اشعار

تَعْصِی الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تَزْعَمُ حُبَّهٗ هٰذَا مَحَالٌ فِی الْقِیَاسِ بَدِیْعٌ
لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَأَطَعْتَهٗ اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُحِبُّ مُطِیْعٌ

ترجمہ:۔

(۱) تو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اور اس سے محبت کا دعویدار بھی ہے، یہ عقل کے نزدیک محال بھی ہے اور انوکھا بھی۔

(۲) اگر تیری محبت صادق ہوتی تو اس کی فرمانبرداری کرتا، کیونکہ محب محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

ایک مرنے والے کی انوکھی حالت

حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں: میں اپنے ایک پڑوسی کے پاس گیا، جب وہ موت کی سختیوں اور سکرات کی مشقتوں میں مبتلا تھا، کسی وقت غشی طاری ہوتی کسی وقت افاقہ ہو جاتا، اس کے دل سے طویل گرم سانس نکلتے تھے۔ وہ اس کے باوجود اپنی دنیا میں منہمک تھا۔ اپنے مولیٰ کی بندگی سے روگردانی کررہا تھا۔ میں نے اس سے کہا: اے بھائی! اللہ سے توبہ کر، اپنی گمراہی سے لوٹ، امید ہے اللہ تعالیٰ تجھے تیرے درد کی شفاء بخشے اور مرض دور کرے اور اپنے کرم سے تیرے

گناہ معاف فرمادے۔ اس نے کہا: تھوڑی دیر صبر کرو تھوڑی دیر صبر کرو جو وقت آنے والا ہے وہ قریب آ چکا ہے۔ میں لامحالہ مرنے والا ہوں ہائے افسوس اس عمر پر جس کو میں نے تباہ کر دیا، میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں نے جتنے گناہ کئے ہیں ان سے توبہ کروں۔

پس میں (یعنی حضرت مالک بن دینارؒ) نے گھر کے ایک کونے سے منادی سے سنا جو یہ کہہ رہا تھا: عَاهَدْنَاكَ فَوَجَدْنَاكَ غَدَّارًا

ہم نے تیری طرف بہت توجہ دی، مگر تجھے غدار پایا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں اور گزشتہ گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔

نصیحت

اے بھائی! اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ ہو اپنی گمراہی اور خواہشات سے باز آ جا، اپنی بقایا عمر اطاعت کے وظائف میں گزار جلدی کی خواہشات کے ترک پر صبر کر، اے مکلّف ہر قسم کے جرائم اور گناہوں سے پوری قوت سے دور بھاگ کیونکہ دنیا میں اطاعت خداوندی پر صبر کرنا دوزخ پر صبر کرنے سے بہت آسان ہے۔

اشعار:

أَمَوْلَايَ إِنِّي عَبْدٌ ضَعِيفٌ ۔۔۔ أَتَيْتُكَ أَرْغَبُ فِيمَا لَدَيْكَ
أَتَيْتُكَ أَشْكُو مُصَابَ الذُّنُوبِ ۔۔۔ وَهَلْ يُشْتَكَى الضُّرُّ إِلَّا إِلَيْكَ
فَمُنَّ بِعَفْوِكَ يَا سَيِّدِي ۔۔۔ فَلَيْسَ اعْتِمَادِي إِلَّا عَلَيْكَ

ترجمہ:۔

(۱) اے میرے مولیٰ! میں ضعیف بندہ ہوں تیرے پاس آیا ہوں جو کچھ تیرے پاس ہے اس میں رغبت رکھتا ہوں۔

(۲) آپ کے پاس گناہ آلود ہو کر آپ کو دردمند بنانے آیا ہوں، اپنی

بدحالی کی شکایت آپ سے ہی ہو سکتی ہے۔

(۳) اے میرے آقا! آپ درگذر فرما کر مجھ پر احسان فرما دیں' میرا سہارا آپ ہی ہیں۔

موت کے وقت خدا کیلئے رسوائی پر انعام کی حکایت

ایک بزرگ نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بچے! میری وصیت سن اور میں جیسے کہوں ویسا کر' اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ اس نے کہا: اے بیٹے! میری گردن میں ایک رسی ڈال اور میری محراب کی طرف گھسیٹ اور میرے چہرہ کو خاک آلود کر دے اور یہ کہہ:

هٰذَا جَزَاءُ مَنْ عَصٰى مَوْلَاهُ' وَ آثَرَ شَهْوَتَهُ وَهَوَاهُ' وَنَامَ عَنْ خِدْمَةِ مَوْلَاهُ.

جس نے اپنے آقا کی نافرمانی کی اپنی شہوت وخواہش کو اہمیت دی اور اپنے مولیٰ کی خدمت (عبادت) سے سو گیا' اس کی یہی سزا ہے۔ کہتے ہیں جب اس نے اس سے ایسا کیا تو اس بزرگ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور کہا:

إِلٰهِيْ وَسَيِّدِيْ وَمَوْلَايَ' قَدْ آنَ الرَّحِيْلُ إِلَيْكَ' وَأَزِفَ الْقُدُوْمُ عَلَيْكَ' وَلَا عُذْرَ لِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ' غَيْرَ أَنَّكَ الْغَفُوْرُ وَأَنَا الْعَاصِيْ' وَأَنْتَ الرَّحِيْمُ وَأَنَا الْجَانِيْ' وَأَنْتَ السَّيِّدُ وَأَنَا الْعَبْدُ' اِرْحَمْ خُضُوْعِيْ وَذِلَّتِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ' فَإِنَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ.

میرے پروردگار! میرے آقا! میرے مولیٰ! آج تیرے پاس کوچ کرنے کا وقت آن پہنچا ہے اور تیرے پاس جانے کا وقت آ گیا' میرا تیرے سامنے کوئی عذر بھی نہیں' یہ دوسری بات ہے کہ آپ غفور ہیں اور میں گناہ گار' آپ رحیم ہیں اور میں مجرم' آپ آقا ہیں اور میں بندہ' آپ اپنے سامنے میری عاجزی اور مسکینی

پر رحم کھائیں کیونکہ آپ ہی قوت اور طاقت کے مالک ہیں۔

کہتے ہیں اسی وقت اس کی روح نکل گئی اور گھر کے کونے سے کسی نے اونچی آواز سے منادی کی جس کو سب حاضرین نے سنا وہ کہہ رہا تھا

تـذلّـل العبـد لمولاه، واعتذر إليه ممّا جناه، فقرّبه وأدناه، وجعل جنّة الخلد مأواه.

بندہ نے اپنے مولیٰ کے سامنے اپنے کو ذلیل کیا اور اپنے جرائم کا اعتراف کیا تو اس کو آقا نے اپنا مقرب بنا دیا اور اس کو جنت الخلد کا مکین کر دیا۔

إِلٰهِیْ إِنْ کُنْتُ الْغَرِیْقَ وَعَاصِیًا فَعَفْوُکَ یَا ذَا الْجُوْدِ وَالسَّعَةِ الرَّحْبُ
بِشِدَّةِ فَقْرِیْ، بِاضْطِرَارِیْ، بِحَاجَتِیْ إِلَیْکَ إِلٰهِیْ حِیْنَ یَشْتَدُّ بِیَ الْکُرَبُ
بِـمَـا بِیْ مِنْ ضَعْفٍ وَعَجْزٍ وَفَاقَةٍ بِمَا ضَمَّنَتْ مِنْ وُسْعِ رَحْمَتِکَ الْکُتُبُ
صَلَاةٌ وَتَسْلِیْمٌ وَرَوْحٌ وَرَاحَةٌ عَلَی الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ مَاانْفَلَقَ الْحَبُّ
أَبِی الْقَاسِمِ الْمَاحِیْ الْبَاطِیْلِ کُلِّهَا وَاَصْحَابِهِ الْأَخْیَارِ سَادَاتِنَا النُّجُبُ

ترجمہ:۔

(۱) الٰہی اگر میں گناہوں میں ڈوبا ہوا گناہ گار ہوں تو اے سخاوت اور وسیع رحمت والے! آپ کی بخشش بھی بہت وسیع ہے۔

(۲) اے الٰہی! جب مجھے شدید رنج پہنچتا ہے تو میں اپنی حاجت اور انتہائی محتاجی اور اضطرار میں آپ کی طرف دوڑتا ہوں۔

(۳) میرے ضعیف ہونے، عاجز ہونے اور فقر وفاقہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کیونکہ آپ کی وسیع رحمت کے بیان میں کتابیں بھری پڑی ہیں۔

(۴) درود و سلام ہوں آرام اور راحت ہو جناب صادق ومصدوق (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) پر جب تک دانے اگتے رہیں (یعنی قیامت تک)۔

(۵) ابوالقاسم (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) تمام برائیوں کو مٹانے والے

پر اور آپ کے اصحاب اخیار پر جو ہمارے سردار اور برگزیدہ ہیں۔

اے برادران! یہ قبولیت خواہش پرست لوگوں کو دعوت دیتی ہے کہ:

اَلشَّابُ التَّائِبُ حَبِیْبُ اللهِ (۹).

ترجمہ:۔ توبہ کرنے والا نوجوان اللہ کا محبوب ہے۔

اور پرانے گناہ گار کو چیخ چیخ کر بلاتی ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ انکی توبہ بھی قبول کر لے۔

خدا کہاں رہتا ہے؟

اور ندامت کا اظہار کرنے والے سن رسیدہ حضرات کو آواز دے رہی ہے۔

أَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مِن أَجلِیْ. (۱۰).

ترجمہ:۔ میں اپنی محبت کی خاطر سے لوگوں کے ٹوٹے ہوئے دلوں میں رہتا ہوں۔ (مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، خدا ان کے پاس رہتا ہے۔ ان پر اپنے انعامات فرماتا ہے)۔

راتوں کو عبادت کرنیوالے کی شان

إِذَا تَابَ الْعَبْدُ إِلَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهُ، وَقَامَ بِاللَّيْلِ يُنَاجِىْ رَبَّهُ، أَوْقَدَتِ الْمَلَائِكَةُ سِرَاجاً مِنْ نُوْرٍ، وَعَلَّقَتْهُ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ: مَا هٰذَا؟ فَيُقَالُ لَهُمْ: إِنَّ فُلَانَ بْنِ فُلَانَ قَدْ اصْطَلَحَ اللَّيْلَةَ مَعَ مَوْلَاهُ. (۱۱).

ترجمہ:۔ جب کوئی آدمی اللہ عزوجل کے سامنے توبہ کرتا ہے اور توبہ کو خوب نبھاتا ہے اور رات کے وقت اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو فرشتے نور کا ایک چراغ جلا کر آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا دیتے ہیں، تو (دوسرے) فرشتے پوچھتے ہیں یہ کیا ہے؟ تو انہیں بتلایا جاتا ہے فلاں بن فلاں نے یہ رات

(۹) کنز العمال (حدیث ۱۰۸۵)، جمع الجوامع (حدیث ۵۲۳۱)، اتحاف السادہ ۵۰۶/۸، عراقی ۵/۴، حلیہ ابو نعیم ۲۰/۵، ۳، درص ۴۵، کتاب الثواب ابو الشیخ، التوبہ ابن ابی الدنیا کلھم بمعناہ

(۱۰) اتحاف السادۃ المتقین جلد ۶ صفحہ ۲۹۰۔

اپنے خدا کیلئے گزار دی ہے۔

رات کو عبادت کرنیوالے پر اس کے اپنے اعضاء مبارکباد پیش کرتے ہیں

(حدیث) اور ایک حدیث میں ہے کہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إِذَا قَامَ الْعَبْدُ بِاللَّيْلِ، تَبَاشَرَتْ أَعْضَاؤُهُ، وَنَادَى بَعْضُهَا بَعْضًا: قَدْ قَامَ صَاحِبُنَا لِخِدْمَةِ اللهِ تَعَالَى). (۱۲)

ترجمہ:۔ جب کوئی بندہ رات کو تہجد ادا کرتا ہے تو اس کے اعضاء ایک دوسرے کو خوشخبری دیتے اور پکارتے ہیں کہ ہمارا ساتھی اللہ تعالیٰ کی غلامی میں کھڑا ہو گیا ہے۔

رات کو عبادت کا انعام

حضرت احمد بن ابی الحواری فرماتے ہیں: میں حضرت ابو سلیمان دارانی کے ہاں حاضر ہوا اور انہیں روتے ہوئے پایا۔ تو عرض کیا: اے میرے آقا! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: اے احمد! محبت والوں پر جب رات چھا جاتی ہے تو وہ اپنے قدم پھیلا دیتے ہیں اور رکوع اور سجدہ کی حالتوں میں ان کے رخساروں پر آنسو جاری رہتے ہیں۔ پس جب اللہ جل جلالہ ان پر متوجہ ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں: اے جبرئیل! وہ میرے سامنے ہے جس نے میرے ساتھ کلام کرنے میں لذت پائی اور میرے ساتھ مناجات کر کے راحت محسوس کی، میں

---

(۱۱) روی أبو نعيم في (حلية الأولياء) ۵/ ۲۰ ۳، وابن أبي الدنيا في (التوبة) وأبو الشيخ في (الثواب) عن أنس بن مالك مرفوعا: (إن الله يحب الشاب التائب)، وقال أبو نعيم: غريب. وضعفه الحافظ العراقي في (تخريج أحاديث الإحياء)،

(۱۲) قال العجلوني في (كشف الخفاء) ۱/ ۲۳۳: لا أصل له في المرفوع، وانظر ''المقاصد الحسنة،، للسخاوي ص ۹ ۲ ۱.

ان سے باخبر ہوں۔ ان کی بات کو سنتا ہوں ان کے غم اور رونے کو دیکھتا ہوں۔ اے جبرائیل! ان کو آواز دے اور کہہ یہ پریشانی کیوں ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ کیا کسی مخبر نے تمہیں بتلایا ہے کہ دوست اپنے دوستوں کو آگ کے عذاب میں ڈالے گا۔ کیا مجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ میں ایک قوم کو رات کو ٹھکانا دوں اور ان کو سوتے میں دوزخ کا حکم کردوں؟ ایسا تو کسی برے آدمی کو بھی لائق نہیں، مالک کریم کے مناسب کیسے ہوسکتا ہے؟ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں ان کے سامنے اپنا ہدیہ ضرور پیش کروں گا یعنی میں اپنے چہرہ مبارک سے پردہ ہٹاؤں گا، میں ان کی طرف دیکھوں گا اور وہ مجھے دیکھیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کتنا مہربان ہیں؟

حضرت ابوسلیمان دارانیؒ سے مروی ہے کہ میں نے بعض کتب سابقہ میں پڑھا تھا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وہ حضرات میرے سر آنکھوں پر ہیں جو میری خاطر تکالیف سہتے ہیں اور میری خوشنودیوں کی طلب میں کبیدہ خاطر ہوتے ہیں، ان کو (آخرت میں) کیا پریشانی لاحق ہوسکتی ہے؟ وہ تو میری ذمہ داری میں ہیں اور میری جنت میں مزے سے رہیں گے، اس وقت (جنت میں) اپنے حبیب قریب کے دیدار عجیب سے دنیا میں نیک اعمال میں مصروف ہونے کی مسرت پائیں گے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جنہوں نے نیک اعمال کئے ہیں میں ان کو ضائع کردوں گا؟ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے میں تو دوستوں پر بڑا مہربان ہوں اور خطا کاروں کی توبہ کو قبول کرنے والا ہوں اور ان کے معاملہ میں ارحم الراحمین ہوں۔[۱۳]

---

۱۳) حلیہ ابونعیم ۹/۲۵۵ ورواہ ایضا ۴/۶۰ عن وہب بن منبہ

دوسرا خطاب

اے دنیا کے اسیر! اے خواہشات کے بندے! اے خطاؤں کے پتلے! اے محفوظ جگہ کا سہارا لینے والے! جو تو نے آگے بھیجا ہے اس کو یاد کر اور اپنے سید و مولیٰ سے ڈر، جو تیری باطنی بے راہ روی اور زیادتی سے باخبر ہے، ایسا نہ ہو کہ تجھے اپنے دروازہ سے روک دے، اپنی جناب سے دور کر دے، اپنے احباب کی رفاقت سے منع کر دے اور تو رسوائی کے گڑھے میں جا پڑے اور خسارے کی ڈور میں بندھ جائے اور جب بھی اپنی گمراہی اور سرکشی سے خلاصی چاہے تو تیری زبان حال چیخ کر یہ ندا کرے۔

اشعار:

إِلَيْکَ عَنَّا فَمَا تَحْظَی بِنَجْوَانَا   یَا غَادِرًا قَدْ لَهَا عَنَّا وَقَدْ خَانَا
أَعْرَضْتَ عَنَّا وَلَمْ تَعْمَلْ بِطَاعَتِنَا   وَجِئْتَ تَبْغِی الرِّضَا وَالْوَصْلَ قَدْ بَانَا
بِأَیِّ وَجْهٍ نَرَاکَ الْیَوْمَ تَقْصِدُنَا   وَطَانَ مَا کُنْتَ فِی الْأَیَّامِ تَنْسَانَا
یَا نَاقِصَ الْعَهْدِ مَا فِی وَصْلِنَا طَمَعٌ   إِلَّا لِمُجْتَهِدٍ بِالْجِدِّ قَدْ دَانَا

ترجمہ:۔

(۱) ہم سے دور ہو جا، ہماری مصاحبت سے تو نے کوئی نفع نہیں اٹھایا، اے دھوکے باز تو نے ہم سے کھیل کیا ہے اور خیانت کی ہے۔

(۲) ہم سے مونہہ موڑا ہے، ہماری فرمانبرداری بھی نہیں کی، پھر بھی تو ہماری رضا کا متلاشی ہے، اب وصال کا وقت نہیں ہے۔

(۳) آج ہم تجھے کیوں دیکھیں تو نے ہمارا کیا خیال کیا ہے' زمانہ دراز تک بھلائے رکھا ہے؟

(۴) اے عہد شکن! ہماری ملاقات کی طمع مت کر' یہ تو عبادت کی محنت کرنے والے کیلئے ہے اور وہ محنت کر کے ہمارے قریب ہو چکا ہے۔

اے باقی رہنے والی زندگی کو فانی کے بدلے فروخت کرنے والے! کیا نقصان تیرے سامنے نہیں؟ وصال کے دن کتنے پاکیزہ ہیں اور فراق کے کتنے سخت؟ نیک لوگوں کی زندگی عیش میں نہیں گزری۔ انہوں نے اپنے وطن چھوڑے اور راتوں کو تلاوت قرآن کے ساتھ جاگتے رہے اور اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزاردیں۔

حضرت مطہر کا خواب اور جنت کی حوروں کا کلام

(مشہور عابد) حضرت عبدالعزیز بن سلمانؒ فرماتے ہیں: مجھے حضرت مطہرؒ نے بیان فرمایا: یہ (یعنی حضرت مطہر) اللہ تعالیٰ کے شوق میں ساٹھ سال روتے رہے تھے کہ میں نے دیکھا ہے گویا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر ہوں' جو سبز کستوری پر چلتی ہے۔ جس کے اردگرد لؤلؤ کا درخت ہے' اس کی خاک عنبر کی ہے۔ اس میں سونے کی دو کٹی ہوئی شاخیں ہیں' پھر کچھ لڑکیاں خوبصورت آواز میں بیک زبان یہ گاتی ہوئی سامنے آتی ہیں:۔

سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی سُبْحَانَ' سُبْحَانَ الْمُسَبَّحِ بِكُلِّ لِسَان (سُبْحَانَهُ) سُبْحَانَ الْمَوْجُوْدِ فِيْ كُلِّ مَكَان (سُبْحَانَ الدَّائِمِ فِيْ كُلِّ الْأَزْمَان سُبْحَانَهُ' نَحْنُ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَهُ) نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَمُوْتُ أَبَدًا. نَحْنُ الرَّاضِيَاتُ' فَلَا نَغْضَبُ أَبَدًا.

نَحْنُ النَّاعِمَاتُ، فلا نتغيَّرُ أَبَدًا.

ترجمہ:۔ پاک ہے وہ ذات پاک ہے، پاک ہے وہ ذات جس کی ہر زبان میں تسبیح کہی جاتی ہے۔ وہ ذات پاک ہے پاک ہے ہر جگہ موجود ہے، پاک ہے، پاک ہے وہ ذات جو ہر زمانہ میں رہنے والی ہے، وہ پاک ہے ہم اللہ سبحانہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں، ہم ہمیشہ رہیں گی کبھی نہیں مریں گی، ہم (جنتی شوہروں سے) راضی رہنے والی ہیں (ان پر کبھی) ناراض نہیں ہوں گی۔ ہم تروتازہ رہنے والی ہیں، کبھی زوال نہ پائیں گی۔ حضرت مظہر فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا تم کون ہو؟

کہنے لگیں: ہم اللہ کی مخلوق میں سے ایک مخلوق ہیں۔

میں نے کہا: تم کیا کر رہی ہو؟

توانہوں نے یک زبان ہو کر حسین انداز میں کہا:

اشعار

ذَرَانَا إِلٰهُ النَّاسِ رَبُّ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ لِقَوْمٍ عَلَى الْأَطْرَافِ بِاللَّيْلِ قُوَّمُ

يُنَاجُوْنَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ إِلٰهَهُمْ ۔۔۔ وَتَسْرِىْ هُمُوْمُ الْقَوْمِ وَالنَّاسُ نُوَّمُ

ترجمہ:۔

(۱) ہمیں لوگوں کے خدا حضرت محمد ﷺ کے پروردگار نے اس قوم کیلئے پیدا فرمایا ہے جو رات کے حصوں میں کھڑے ہو (کر اللہ تعالیٰ کی عبادت) کرتے ہیں۔

(۲) رب العالمین جو ان کا معبود بھی ہے، اس سے مناجات کرتے ہیں اور ان کی ضروریات پوری ہوتی ہیں، جبکہ دوسرے لوگ نیند میں غرق ہوتے ہیں۔

میں نے کہا: خوب یہ کون لوگ ہوں گے جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ ٹھنڈی کرے گا؟ کہنے لگیں تم نہیں جانتے؟

میں نے کہا: نہیں! اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا۔
کہنے لگیں: یہ وہ لوگ ہیں جو راتوں کو محنت کرتے ہیں (یعنی عبادت کرتے ہیں) قرآن کی تلاوت کے لئے جاگتے رہتے ہیں۔

گناہ سے توبہ کرنے کا انعام

(حدیث) آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إذا أذْنَبَ الْعَبْدُ، وَتَابَ إِلَى اللهِ، وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهُ، تَقَبَّلَ اللهُ مِنْهُ كُلَّ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا، وَغَفَرَ لَهُ كُلَّ ذَنْبٍ اقْتَرَفَهُ، وَيَرْفَعُ لَهُ بِكُلِّ ذَنْبٍ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ، وَيُعْطِيهِ اللهُ بِكُلِّ حَسَنَةٍ قَصْراً فِي الْجَنَّةِ، وَيُزَوِّجُهُ اللهُ حُوْراً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ)). (۱۴)

ترجمہ:۔ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے اور اپنی توبہ کو نبھاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی ادا کی ہوئی تمام نیکیاں قبول کر لیتا ہے اور اس کے کئے ہوئے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے اور ہر گناہ کے بدلہ میں اس کیلئے جنت میں ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ہر نیکی کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ جنت میں ایک محل عطاء فرماتا ہے اور حور عین میں سے ایک حور کے ساتھ اس کا نکاح کر دیتا ہے۔

گناہ گاروں کیلئے خوشخبری ☆ نیکوکاروں کیلئے وعید
خدا کی محبت کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟

(حدیث) ایک روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أوحى الله إلى داود عليه السلام: يا داود، بشِّرِ المذنبين، وأنذرِ الصِّدِّيقين، فتعجب داود عليه السلام، فقال: يا ربِّ، فكيف أبشِّرُ المذنبين وأُنذر الصِّدِّيقين؟! قال الله تعالىٰ:

(۱۴) حلیہ ابو نعیم ۶/۲۴۴۔۲۴۵، صفۃ الصفوۃ ۳/۳۸۰، طبقات ابن جوزی صفحہ ۴۵، جزء الشہداء والصالحین ابو طالب اسحاق بن ابراہیم بن عمر البرمکی صفحہ ۲۰۴۔۲۰۵

يا داودُ بشّر المذنبين ألاّ يتعاظمني ذنب أغفره، وأنذر الصِّدِّيقين ألاّ يُعجبوا بأعمالهم، فإني لا أضع حسابي على أحدٍ إلاّ هلك. يا داود، إن كنت تزعمُ أنّك تحبُّني، فأخرج حُبَّ الدُّنيا من قلبك، فإنَّ حُبي وحبَّها لا يجتمعان في قلبٍ واحدٍ. يا داود، من أحبني، يهجدُ بين يديَّ إذا نام البطّالون، ويذكرني في خلوته إذا لها عن ذكريَ الغافلون، ويشكر نعمتي عليه إذا غفلَ عني السَّاهون)) (۱۵).

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! گناہ گاروں کو خوشخبری سناؤ اور صدیقین کو ڈراؤ تو حضرت داؤد علیہ السلام حیران ہو گئے اور عرض کیا: اے پروردگار! میں گناہ گاروں کو خوشخبری کیسے سناؤں اور صدیقین کو کیسے ڈراؤں؟ اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا: اے داؤد! گناہ گاروں کو یہ خوشخبری سناؤ کہ کوئی گناہ مجھ سے بڑا نہیں ہے، میں اس کو معاف کر سکتا ہوں اور صدیقین کو (اس سے) ڈراؤ کہ وہ اپنے اعمال صالحہ پر مغرور نہ ہوں، میں جس کے سامنے حساب پیش کروں گا وہ تباہ ہو جائے گا۔ اے داؤد! اگر تیرا ارادہ ہے کہ مجھ سے محبت کرے تو اپنے دل سے دنیا کی محبت نکال دے، کیونکہ میری اور دنیا کی محبت ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتیں۔ اے داؤد! جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ رات کو تہجد ادا کرتا ہے جبکہ بے کار لوگ سو رہے ہوتے ہیں، خلوت میں مجھے یاد کرتا ہے، جب غافل لوگ میرے ذکر سے بے فکر ہوتے ہیں اور میری نعمت کا شکر کرتا ہے جب بھولنے والے مجھے فراموش کر چکے ہوتے ہیں۔

اشعار:

طوبى لِمَنْ سهرتْ باللَّيل عيناه — وبات في قَلَق مَنْ حبِّ مولاه
وقام يرعى نُجومَ اللَّيلِ منفرداً — شوقاً إليه وعينُ الله ترعاه

(۱۵) حلیہ ابو نعیم ۸/ ۹۵/ الی قولہ لا اضع حسابی علی احد الا ہلک من قول عبد العزیز بن ابی رواد.

ترجمہ:۔
(۱) اس کیلئے بشارت ہے جس کی آنکھیں رات کو بیدار رہتی ہوں اور وہ اپنے مولیٰ کی محبت میں بے قرار رہے۔
(۲) رات کو اللہ کے شوق میں اکیلے اٹھتا ہے اور ستاروں کے غروب ہونے کا انتظار کرتا ہے اور خدا کی نظر اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

ہر عمل کا بدلہ

(حدیث) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((البرُّ لا يبلى، والذَّنبُ لا يُنسى، والدَّيانُ لا يَفنى. كن كيف شئتَ، كما تدينُ تُدان)) (۱۶)

ترجمہ:۔ نیکی پرانی نہیں ہوتی، گناہ بھلایا نہیں جاتا، اور خدا کی ذات ہمیشہ موجود رہے گی۔ جو چاہے کر لے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

اے حضرت! تجھے علم ہے تو نے کیا کیا ہے؟ قربت کو دوری کے بدلہ میں بیچ ڈالا، عقل کو خواہشات کے بدلے میں بیچ ڈالا اور دین کو دنیا کے بدلے میں بیچ ڈالا ہے۔

اشعار:۔

قم فارثِ نفسک وابکها   ما دُمتَ وابکِ علی مَهَلُ
فإذا اتَّقی اللهَ الفتی   فیما یُریدُ فقد کمل

ترجمہ:۔
(۱) اٹھ اپنے آپ پر افسوس کر اور رو اور اپنے آرام پر آنسو بہا۔
(۲) جب کوئی نوجوان اپنی خواہشات میں اللہ سے ڈرتا ہے تو

(۱۶) مصنف عبدالرزاق (حدیث نمبر ۲۰۲۶۲)، وبیہقی فی الزہد والأسماء والصفات ص ۷۹ مرسلاً وأحمد عن أبی الدرداء منقطعا مع الوقف، وأبو نعیم فی الحلیہ عن ابن عمر مرفوعا باسناد ضعیف انظر کشف الخفاء ۱/۳۳۶

کامل ہوتا ہے۔

گناہ سے رکاوٹ اور نیکی کی توفیق کیوں ہوتی ہے؟

(حدیث) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((ما نزع اللہ عبداً من ذنب إلا وھو یرید أن یغفر لہ، وما استمال اللہ عبداً لعمل صالح، إلاّ وھو یرید أن یتقبّلہ منہ))

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کو گناہ سے اس لئے روکتا ہے کہ اسے معاف فرمادے اور کسی نیک بندے کو عمل صالح کی توفیق اس لئے دیتا ہے کہ اس کا نیک عمل قبول کرلے۔

توبہ کرنے والوں کیلئے تین انعام

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(التائبون إذا خرجوا من قبورھم، ارتفع من بین أیدیھم ریح المسک، ویأتون علی مائدۃ من الجنۃ یأکلون منھا وھم فی ظلّ العرش، وسائر الناس فی شدّۃ الحساب).

ترجمہ:۔ توبہ کرنے والے جب اپنی قبروں سے نکلیں گے ان کے سامنے سے کستوری کی خوشبو پھوٹے گی اور یہ جنت کے دسترخوان پر آ کر کے اس سے تناول کریں گے اور عرش کے سایہ میں رہیں گے، جبکہ بہت سے لوگ حساب وکتاب کی سختی میں ہوں گے۔

آنسو بہا کر دوزخ سے بچو

(روایت) مروی ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کس چیز کے ساتھ دوزخ سے بچوں؟

فرمایا: اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے، عرض کیا: میں اپنی آنکھوں کے آنسوؤں سے کیسے دوزخ سے بچ سکتا ہوں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کے خوف سے ان کے آنسوؤں کو لگا تار بہا، کیونکہ وہ ذات اس آنکھ کو آگ کا عذاب نہیں دے گی جو اس کے خوف سے روئے گی۔ (۱۷)

ایک آنسو اور قدرت خداوندی میں فکر کا مقام

ایک فرشتہ کی ندائیں

(حدیث) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قطرةٌ تخرج من عين المؤمن منْ خشية الله، خيرٌ له منَ الدُّنيا وما فيها، وخيرٌ له منْ عبادة سنة، وتفكُّرُ ساعة فى عظمة الله وقُدرته خيرٌ منْ صيام ستين يوماً وقيام ستين ليلة. ألا وإنَّ لله ملكاً ينادى فى كلِّ يوم وليلة: أبناء الاربعين زرعٌ دنا حصاده، ابناء الخمسين، هلموا إلى الحساب، أبناء السِّتِين، ماذا قدَّمتم وماذا أخرتُم، أبناء السَّبعين، ماذا تنتظرون. ألا ليت الخلق لم يخلقوا، فإذا خُلقوا ليتهم علِمُوا لما خُلِقو له، فعملوا لذلك. ألا قد أتتكم الساعة فخذوا حِذْركم) (۱۸).

---

(۱۷) تاریخ بغداد ۸/۶۲ ۳ عن زید بن ارقم وقال المصنف فی العلل المتناھیۃ ۱/۶ ۳۳ ہذا حدیث لا یصح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۸) روی عن ابن مسعود من قولہ: تفکر ساعۃ ...... ابو الشیخ فی العظمۃ وعنہ المصنف فی الموضوعات ۳/۱۴۳۔۱۴۴، قال العراقی فی تخریجہ ۴/۶۱ ۱۳ اسنادہ ضعیف وقال رواہ ایضا الدیلمی فی الفردوس من حدیث انس واسنادہ ضعیف جدا، وقولہ ان للہ ملکا ینادی ــــــ رواہ ابو نعیم فی الحلیہ ۴/۳۳، وابن الجوزی فی الطبقات ص ۴۵ عن وھب بن منبہ قال قرءت فی بعض الکتب ــــــ فذکرہ۔ ورواہ الدیلمی فی مسند الفردوس عن ابن عمر کمافی کنز العمال ۱/۸۷۔

ترجمہ:۔ خوف خدا سے نکلا ہوا مومن کی آنکھ سے ایک قطرہ دنیا و مافیہا سے اور ایک سال کی (نفل) عبادت سے بہتر ہے اور عظمت خداوندی اور اس کی قدرت میں ایک گھڑی فکر کرنا ساٹھ دن کے روزوں اور ساٹھ راتوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روزانہ رات دن منادی کرتا ہے' چالیس سال والو! کھیتی کا کاٹنا قریب آ چکا ہے' پچاس سال والو! حساب کی تیاری کرو' ساٹھ سال والو! تم نے آگے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے؟ ستر سال والو! تم کس چیز کی انتظار میں لگے ہوئے ہو۔ کاش! کہ مخلوق پیدا نہ کی جاتی۔ پس اگر پیدا کر دی گئی تو کاش وہ جان لیتے کہ کیوں پیدا کئے گئے ہیں اور اس کے لئے عمل کر لیتے' خبردار! قیامت (قریب) آن پہنچی ہے' اپنے بچنے کا سامان کر لو۔

شعر

نَزِّہ مشیبک عن شیءٍ یدنِّسہ   اِنَّ البیاض قلیلُ الحملِ للدَّنس

ترجمہ:۔ اپنے بڑھاپے کو میلا کر دینے والی شے سے محفوظ رکھ' کیونکہ سفیدی میل کچیل کو کم برداشت کرتی ہے۔

دنیا رہ گذر ہے

اے گناہ کے پتلے تو کتنے گناہ کرتا ہے اور ہم پردہ پوشی کر دیتے ہیں' تو ممانعت کا باب کتنی دفعہ توڑتا ہے اور ہم اس کو درست کر دیتے ہیں' ہم تیری آنکھوں سے خوف کے آنسو گرنے کی طلب کرتے ہیں' لیکن وہ نہیں گرتے۔ ہم فرمانبرداری کے ساتھ تیرے لئے وصال چاہتے ہیں اور تو بھاگتا اور دور ہوتا ہے۔ میری تجھ پر کتنی نعمتیں ہیں جن کا تو شکر ادا نہیں کرتا' تجھے دنیا نے اور من چاہے اعمال نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے تو سنتا بھی نہیں اور دیکھتا بھی نہیں۔ میں نے تیرے لئے کائنات کو مسخر کر دیا ہے اور تو سرکش ہوتا چلا جا رہا ہے اور کفر کرتا ہے اور دنیا میں رہائش کا طلب گار ہے' حالانکہ یہ راہ گذر کے لئے ایک پل

(کی حیثیت رکھتی) ہے۔

منعوكَ من شرب المودة والصفا ... لما رأوك على الخيانة والجفا

إن أنتَ أرسلتَ العنان إليهمُ ... جادو عليك تكرماً وتعطفاً

حاشا هم أن يظلموك وإنَّما ... جعلوا الوفا منهم لأرباب الوفا

ترجمہ:۔

(۱) جب (فرشتوں نے) تجھے خیانت اور ظلم کرتے دیکھا تو مجھے انہوں نے محبت اور خالص دوستی کرنے سے روک دیا۔

(۲) اگر تو اپنی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دے دیتا تو وہ تجھ پر اکرام اور نرمی کو نچھاور کردیتے۔

(۳) یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ تجھ پر ظلم وزیادتی کریں، انہوں نے تو محبت کو اہل محبت کے لئے مقرر کر رکھا ہے۔

ایک کافر کی موت کے وقت ایمان لانے کی عجیب حکایت

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں ایک مجوسی کے پاس گیا جبکہ اس کا موت کا وقت قریب پہنچ چکا تھا، اس کا گھر میرے گھر کے سامنے تھا، وہ پڑوسی بھی اچھا تھا، سیرت بھی اچھی تھی، اخلاق بھی خوب تھے، میں نے اللہ تعالیٰ سے امید کی کہ اسے موت کے وقت اسلام کی توفیق عطاء فرمادے، تو میں نے اس سے پوچھا: تیرا کیا حال ہے؟ اس نے جواب دیا: میرا دل بیمار ہے، صحت مند نہیں ہوں، جسم بیمار ہے، قوت نہیں ہے، قبر وحشت ناک ہے کوئی مونس نہیں ہے، سفر دور کا ہے اور سفر خرچ نہیں ہے۔ پل صراط باریک ہے جس کے عبور کرنے کی ہمت نہیں ہے۔ آگ گرم ہے جسیم نہیں ہوں، جنت بہت اونچی ہے میرا اس میں کوئی نصیب نہیں ہے اور پروردگار عادل ہے میرے پاس کوئی حجت ودلیل نہیں ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں نے اللہ تعالیٰ سے امید کی کہ وہ اسے

(ایمان کی) توفیق بخشے تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: تو مسلمان کیوں نہیں ہوتا کہ ان خطرات سے محفوظ ہو جائے۔ اس نے کہا: اے شیخ! اسکی چابی اللہ کے پاس ہے اور تالا یہاں لگا ہے۔ اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا پھر بے ہوش ہو گیا۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے الٰہی وسیدی ومولائی! اگر آپ کے پاس اس کی کوئی نیکی مقبول ہے تو دنیا سے اس کی روح پرواز کرنے سے قبل اس کے انعام میں جلدی فرماویں (یعنی اس کے بدلے اس کو ایمان کی دولت نصیب فرماویں)۔

تو اس کو بے ہوشی سے افاقہ ہوا اور اپنی آنکھیں کھولیں اور متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے شیخ! اللہ نے چابی بھیج دی ہے اپنا ہاتھ بڑھائیں' میں گواہی دیتا ہوں۔

أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمدا رسول الله. اس کے بعد اس کی روح پرواز کر گئی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف منتقل ہو گیا۔

اشعار:۔

یا ثقتی یا أملی — انتَ الرَّجا أنت الولی
اختِم بخیرِ عملی — وحقِّقِ التَّوبَۃَ لی
قبل حُلُولِ أجلی — وکُنْ لی یا ربِّ وَلی

ترجمہ:۔

(۱) اے میرے بھروسے! اے میری امید! آپ میری آرزو ہیں' آپ ہی میرے کارساز ہیں۔

(۲) میری زندگی کو نیکی پر تمام فرما' اور توبہ کی توفیق عطاء فرما۔

(۳) پہلے اسکے کہ موت آجائے۔ اے پروردگار! آپ ہی میرے مددگار ہیں۔

نصیحت

برادران گرامی! یہ نیند کیوں ہے؟ تم تو بیدار ہو' یہ حیرت کیوں ہے؟ تم تو دیکھ

رہے ہو' غفلت کیوں ہے؟ تم تو حاضر ہو' یہ بے ہوشی کیوں ہے؟ حالانکہ تم چیختے چلاتے ہو' یہ سکون کیوں ہے؟ تم سے تو حساب لیا جائے گا۔ یہ رہائش کیوں ہے؟ تم نے تو کوچ کر جانا ہے۔ کیا سونے والوں کے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ بیدار ہو جائیں۔ کیا غفلت کے بندوں پر یہ وقت نہیں آیا کہ نصیحت پکڑیں؟

جان لے اس دنیا میں سب لوگ سفر میں ہیں' اپنے لئے وہ عمل کر لے جو تجھے قیامت کے دن دوزخ سے نجات دلا سکیں۔

اشعار:

آنَ الرَّحِيلُ فكن على حذرٍ ما قد ترى يغنى عَنِ الحذرِ

لا تغترِزُ باليومِ أو بغدٍ فلرُبَّ مغرورٍ على خطر

ترجمہ:۔ رحلت کا وقت آن پہنچا ہے کچھ فکر کر لے' جو چیزیں خوف سے بے فکر کر دیں تو نے ان کو نہیں دیکھا' آج یا کل پر مغرور نہ ہو بہت سے مغرور خطرہ میں ہیں۔

حضرت سری سقطیؒ کی اعمال صالحہ میں مشغولیت

حضرت جنید (بغدادیؒ) فرماتے ہیں: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اشغال میں ہر دم مصروف رہتے تھے جب ان کے اوراد و وظائف میں سے کوئی چیز رہ جاتی تو اس کے پورا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے۔ (۱۹)

حضرت عمرؓ رات اور دن کو کیوں نہیں سوتے تھے؟

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی حال تھا۔ ان کے سونے کا کوئی وقت نہیں تھا۔ بس وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ لیتے تھے۔ ان سے عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! آپ سوتے نہیں ہیں؟ فرمایا: کیسے سوؤں؟ اگر دن کو سوؤں تو لوگوں کے حقوق ضائع کرتا ہوں' اگر رات کو سوؤں تو اللہ تعالیٰ سے اپنے

(۱۹) حلیہ ابونعیم ۱۰/۱۲۴۔

نصیب کو ضائع کرتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادیؒ نے حضرت سری سقطیؒ سے زیادہ عبادت گزار نہیں دیکھا

حضرت جنید بغدادیؒ سے سنا گیا فرماتے تھے میں نے حضرت سری سقطیؒ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار نہیں دیکھا' ان کے اٹھتر سال گذرے لیکن ان کو کبھی بھی لیٹے ہوئے نہیں دیکھا صرف اس مرض میں لیٹے تھے جس میں انتقال فرمایا۔

حضرت سری سقطیؒ کی گوشہ نشینی

حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سری سقطیؒ سے سنا: فرماتے تھے: اگر جمعہ اور جماعت (کی حاضری لازم) نہ ہوتی تو میں اپنے گھر سے کبھی نہ نکلتا' مرتے دم تک گھر میں بیٹھ رہتا۔

رونے کی قدر، عجیب حکایت

حضرت ابوبکر صیدلانیؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سلیمان بن منصور بن عمارؒ سے سنا: فرماتے تھے میں نے اپنے والد گرامی کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا: آپ کے رب نے آپ سے کیا معاملہ کیا؟ فرمایا: میرے پروردگار نے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے اور کہا ہے: اے گناہ گار بوڑھے! معلوم ہے میں نے تجھے کیوں بخشا ہے؟ میں نے عرض کیا یا الٰہی معلوم نہیں۔ فرمایا تو نے ایک بار لوگوں کے لئے ایک مجلس (وعظ) لگائی تھی اور ان کو رلایا تھا' پس میرے بندوں میں سے ایک وہ بندہ بھی رویا تھا جو میرے خوف سے پہلے کبھی نہیں رویا تھا' پس میں نے اس کو معاف فرما دیا تھا اور اہل مجلس پر اسی کی وجہ سے عنایت کی تھی ان میں سے ایک تو بھی تھا۔

خدا کے روبرو حاضری کی اہمیت

حکایت

حضرت علی بن محمد بن ابراہیم صفارؒ فرماتے ہیں: میں ایک رات حضرت اسود بن سالم کے ہاں حاضر ہوا تو وہ یہ دو بیت کہہ رہے تھے' ان کو دہراتے جاتے اور روتے جاتے تھے۔

أمامي موقفُ قدَّامَ ربّي   يسائلُني وينكشفُ الغطا

وحسبي أن أمُرَّ على صراط   كحدِّ السَّيف أسفلُه لظى

ترجمہ:۔

(۱) میرے سامنے میدان قیامت ہے اور پروردگار بھی سامنے ہے' جو مجھ سے سوال کرے گا اور پردہ فاش ہو جائے گا۔

(۲) میرے لئے اتنا کافی ہے کہ میں تلوار کی دھار جیسی پل صراط سے گزروں' جس کے نیچے دوزخ ہے'

فرماتے ہیں: اس کے بعد انہوں نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور صبح کو بارگاہ خداوندی میں جا پہنچے۔ (۲۰)

ایک اللہ والے کی اللہ سے مناجات

اسی طرح حضرت ضحاک بن مزاحم سے بھی منقول ہے۔ فرماتے ہیں: میں ایک رات مسجد کوفہ کی طرف چلا۔ جب مسجد کے قریب پہنچا تو اسکے صحن میں ایک نوجوان سجدہ میں پڑا ہوا تھا اور بلبلا رہا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی ضرور اولیاء اللہ میں سے ہے' پھر میں اس کے قریب ہو گیا تاکہ اسکی باتیں سنوں تو اسے یہ اشعار کہتے ہوئے سنا

---

(۲۰) تاریخ بغداد ۸/۳۶۔ ۳۷' صفۃ الصفوۃ ۲/۳۰۸۔

عليك يا ذا الجلالِ معتمدي　　طُوبى لمن كنت أنت مولاهُ
طوبى لمن باتَ خائفاً وَجِلاً　　يشكو إلى ذي الجلالِ بلواهُ
وما به علّةٌ ولا سَقَمُ　　أكثرُ منْ حُبِّهِ لمولاهُ
إذا خلا في ظلام اللّيلِ مبتهلاً　　أجابه الله ثم لبّاهُ
ومن يَنَلْ ذا مِنَ الإلٰه فقد　　فاز بقُربٍ تقرُّ عيناهُ

ترجمہ:۔

(۱) اے ذوالجلال! مجھے آپ پر بھروسہ ہے' اس کیلئے بشارت ہے جسکا 'تو مولیٰ ہے۔

(۲) اس کے لئے بشارت ہے جو خوف وخشیت میں رات گزارتا ہے' ذوالجلال کی طرف اپنی پریشانیوں کی شکایت کرتا ہے۔

(۳) اس کو اپنے مولیٰ کی محبت سے زیادہ کوئی بیماری نہیں ہے۔

(۴) جب اندھیری رات میں اکیلے میں انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سنتا اور قبول کرتا ہے۔

(۵) اور جس کو یہ نصیب ہو جائے وہ قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا، اسی سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

بس وہ انہی اشعار کو دہراتا اور روتا تھا اور میں اس پر ترس کھا کر رو رہا تھا پس میں اسی حالت میں تھا کہ میرے سامنے تیز قسم کی بجلی چمکی اور میں نے جلدی سے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ دیئے پھر میں نے سنا اس کے سر کے اوپر سے کوئی منادی شیریں اور لذیذ کلام میں منادی کر رہا تھا جو انسانوں کے کلام سے میل نہیں کھاتا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا:

لبّيك عبدي وأنتَ في كنفي　　وكلُّ ما قلتَ قد قبلناهُ
صوتُك تشتاقه ملائكتي　　وحسبُك الصَّوتُ قد سمعناهُ

إنْ هبَّتِ الرِّيحُ مِنْ جوانبه خرَّ صريعاً لما تغشَّاهُ
ذاک عبدی یجولُ فی حُجُبی وذنبُک الیومَ قد غفرناهُ

(ترجمہ)

(۱) اے میرے بندے لبیک تو میری حفاظت میں ہے، تو نے جو کچھ عرض کیا ہے ہم نے قبول فرمالیا ہے۔

(۲) میرے فرشتے تیری آواز سننے کے مشتاق ہیں، ہم نے بھی تیری التجاء سن لی ہے۔

(۳) اگر اس کے گرد ہوا چل پڑے تو جس (کیفیت) کو (تیری) اس (التجاء) نے چھپا رکھا ہے اس کی وجہ سے تیزی سے گر پڑے۔

(۴) یہ میرا بندہ ہے میرے پردوں میں گھومتا ہے، ہم نے آج تمہارا گناہ معاف کر دیا ہے۔

میں نے کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ ایک دوست کیساتھ مناجات ہے، اس سے مجھے جو ہیبت چھائی تھی اس کی وجہ سے میں اپنے منہ کے بل بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر جب بے ہوشی سے افاقہ ہوا اور میں نے فضاء میں فرشتوں کے اترنے کی اور آسمان وزمین کے درمیان ان کے پروں کے پھڑ پھڑانے کی آواز سنی اور میرے ذہن میں آیا کہ آسمان زمین کے قریب آ گیا ہے اور نور کو دیکھا جو چاند کی روشنی پر غالب آ چکا ہے جبکہ رات بھی بہت روشن اور چاندنی تھی پس میں اس کے قریب پہنچا اور سلام عرض کیا تو اس نے مجھے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: اللہ آپ کو مبارک فرمائے، اللہ آپ پر رحمت فرمائے، آپ کون ہیں؟ فرمایا: راشد بن سلیمان ہوں جب میں نے ان سے یہ سنا تو پہچان گیا، پھر میں نے ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت فرمائیں تاکہ میں آپ سے دوستی کرلوں۔ فرمایا: دور ہو جو رب العالمین سے مناجات میں لطف اندوز ہو وہ مخلوق سے دوستی کر

سکتا ہے؟ پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تیسرا خطاب

برادران گرامی! کب تک عمل میں سستی کرو گے اور جھوٹی خواہشات کی تکمیل کی لالچ کرو گے' مہلت لمحہ سے دھوکہ کھاتے ہو' موت کی آمد کو یاد نہیں کرتے ہو' جو تم نے جنا ہے سب خاک کیلئے ہے جو تعمیر کیا ہے سب فنا کے لئے ہے' جو جمع کیا ہے ختم ہونے کیلئے ہے' لیکن تم نے جو عمل کیا ہے وہ اعمال نامہ میں روز حساب کیلئے محفوظ ہے۔

ولو أنّا إذا مِتنا تُركنا لكان الموتُ راحةَ كلِّ حي
ولكنّا إذا مِتنا بُعِثنا ونُسألُ بعدها عن كل شي (۲۱)

ترجمہ:۔
(۱) اگر ہم مرنے کے بعد چھوڑ دیئے جائیں تو موت ہر جاندار کیلئے راحت بن جائے۔
(۲) لیکن ہم نے جب مرنا ہے تو پھر جینا ہے اور اس کے بعد ہر شے کے متعلق ہم سے سوال ہوگا۔

ہر گناہ کی دس برائیاں ہیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تمہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

﴿مَن جآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشرُ أَمْثَالِهَا وَمَن جآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلا يُجزَىٰ إِلَّا مِثْلَهَا﴾ (الانعام: ۱۶۰).

۲۱) دیوان ابوالعتاہیہ ص ۴۸۲۔

ترجمہ:۔ جو شخص ایک نیکی لایا' اس کو دس گنا بدلہ ملے گا اور جو ایک بدی لایا۔ اس کا بدلہ اس کی مثل ہوگا۔

کیونکہ گناہ اگرچہ ایک ہے لیکن اس کے پیچھے دس برائیاں ہوتی ہیں۔

(۱) جب بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلاتا ہے اور وہ اپنے غصہ کو استعمال کرنے پر قادر ہے۔

(۲) وہ ابلیس ملعون کو خوش کرتا ہے۔

(۳) وہ جنت سے دور ہو جاتا ہے۔

(۴) وہ دوزخ کے قریب ہو جاتا ہے۔

(۵) اس نے اپنے نزدیک کی سب سے پیاری شے اپنی جان کو اذیت پہنچائی۔

(۶) اس نے اپنے باطن کو نجس کر دیا' جو اس سے پہلے پاک تھا۔

(۷) اس نے اپنے متعلقہ فرشتوں کو اذیت پہنچائی۔

(۸) اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے روضہ اقدس میں غمگین کیا۔

(۹) اس نے اپنی جان پر سب آسمانوں اور زمین اور سب مخلوقات کو نافرمانی کا گواہ بنایا۔

(۱۰) اس نے سب آدمیوں کی خیانت کی اور رب العالمین کی نافرمانی کی۔

ایک ولی کی موت کے عجیب حالات

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حجاز (مکہ اور مدینہ) کے ارادہ سے نکلا اور کسی کو اپنا رفیق سفر نہ بنایا۔ بس میں اسی حالت میں جا رہا تھا کہ بیابان علاقہ میں جا پہنچا توشہ سفر ختم ہو چکا تھا اور میں ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا کہ اسی صحراء میں ایک درخت نظر آیا جس کی شاخیں گری ہوئی تھیں اور ٹہنیاں جھکی ہوئی تھیں۔ پتے بھی بہت تھے۔ میں نے دل میں کہا: اس درخت کی

طرف چلتا ہوں اور اس کے سایہ میں بیٹھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ موت کا فیصلہ فرمادے' پس جب میں اس درخت تک پہنچا اور اس کے قریب آ گیا اور اس کے سایہ میں بیٹھنے کا ارادہ کیا تو اس کی ٹہنیوں میں سے ایک نے میرے چمڑے کے تھیلے کو پکڑ لیا تو وہ بچا کھچا پانی بھی بہہ گیا جس سے مجھے زندگی کی کچھ امید تھی تو مجھے ہلاکت کا یقین ہو گیا اور میں نے اپنے آپ کو درخت کے سایہ میں ڈال دیا اور ملک الموت کے انتظار میں لگ گیا' تا کہ میری روح قبض کرے' تو میں نے اچانک ایک غمگین آواز سنی جو غمگین شخص کے دل سے نکل رہی تھی۔ وہ کہہ رہا تھا:

الٰہی' سیدی' مولائی! اگر آپ مجھ سے راضی ہیں تو آپ اس کو مزید بڑھا دیں' تا کہ یا ارحم الراحمین آپ مجھ سے راضی ہو جائیں۔

میں اٹھا اور اس آواز کی طرف چلنا شروع کر دیا تو میں ایک حسین چہرہ' حسین صورت آدمی کے پاس پہنچ گیا جو ریت پر پڑا ہوا تھا اور گدھ اس کو چاروں طرف گھیرے ہوئے تھے اور اس کے گوشت کو نوچنا چاہتے تھے' میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور مجھے کہا: اے ذوالنون! جب توشہ سفر ختم ہو چکا اور پانی بہہ چکا تو موت اور فنا ہونے کا یقین کر بیٹھا' تو میں اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور اس کے رونے پر ترس کھایا اور جو میں نے اس کے ساتھ ہوتے دیکھا اس پر رونے لگ گیا' بس میں اسی حالت میں تھا کہ کھانے کا ایک پیالہ میرے سامنے تھا اور اس نے زمین پر ایڑی ماری تو پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اس نے کہا: اے ذوالنون! کھاؤ اور پیؤ تم بیت اللہ شریف ضرور پہنچو گے' لیکن اے ذوالنون! مجھے تم سے ایک کام ہے اگر اس کو پورا کرو گے تو تمہیں اجر و ثواب ہو گا۔ میں نے کہا: وہ کیا ہے؟ کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دے دینا اور دفن کر دینا اور درندوں اور پرندوں سے چھپا دینا' پھر چلے جانا' جب تو حج ادا کر چکے گا تو بغداد شہر پہنچے گا اور باب الزعفران سے داخل ہو گا تو وہاں پر بچوں کو کھیلتا ہوا پائے گا ان پر رنگ برنگے کپڑے ہوں

گے اور تو وہاں پر ایک کمسن نوجوان کو بھی ملے گا جس کو کوئی شے بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کر پا رہی ہوگی۔ اس نے ایک کپڑے کے ٹکڑے سے اپنی کمر کسی ہوگی اور ایک کپڑا اپنے کندھوں پر ڈالا ہوگا۔ اس کے چہرے پر آنسوؤں کے آثار سے دو سیاہ لکیریں پڑی ہوں گی جب تو اسے ملے تو یہی میرا بیٹا ہوگا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا' بس اس کو میرا اسلام کہہ دینا۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: جب میں اس کی بات سے فارغ ہوا تو اس کو یہ کہتے ہوئے سنا:

أشهد أن لا إله إلا الله و أشهد أن محمد ارسول الله.

اور ایک چیخ ماری کہ دنیا کو چھوڑ دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

تو میں نے کہا: إنا لله و إنا إليه راجعون. میرے پاس میرے سامان میں ایک قمیص تھا جس کو میں اپنے سے دور نہیں رکھتا تھا' پس میں نے اس کو اسی پانی سے نہلایا اور کفنایا اور خاک میں چھپا دیا اور بیت اللہ شریف کی طرف چل پڑا۔ حج کے اعمال ادا کئے اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے نکل پڑا' جب زیارت سے فارغ ہوا تو بغداد شہر چل دیا۔ پس میں اس میں عید کے دن پہنچا اور بچوں کے پاس گیا جو کھیل رہے تھے اور ان پر رنگ برنگے کپڑے تھے' پھر میں نے نظر دوڑائی تو وہ نوجوان موصوف بیٹھا ہوا تھا اسے کوئی بھی قیمتی سے قیمتی شے علام الغیوب سے بے توجہ نہیں کر رہی تھی' اس کے چہرے پر صدمے ظاہر تھے اور چہرہ پر آنسوؤں کے آثار سے دو سیاہ دھاریاں تھیں اور وہ کہہ رہا تھا:

النَّاسُ كُلُّهمُ للعيد قد فرِحوا وقد فرحتُ أنا بالواحد الصَّمَدِ
النَّاسُ كُلُّهمُ للعيد قد صَبَغوا وقد صبغتُ ثيابَ الذُّلِ والكَمَدِ
النَّاسُ كُلُّهم للعيد قد غسلوا وقد غسلتُ أنا بالدَّمع للكبد

ترجمہ:۔

(۱) سارے انسان عید کی خوشی منا رہے ہیں اور میں واحد صمد (اللہ

تعالیٰ) سے خوش ہوں۔

(۲) سارے لوگ عید کیلئے خوشبوئیں لگا کر آئے ہیں اور میں نے ذلت اور بدلی ہوئی رنگت والے کپڑوں کا رنگ لگا لیا ہے۔

(۳) سارے لوگ عید کیلئے غسل کر کے آئے ہیں اور میں نے جگر کے آنسوؤں کے ساتھ غسل دیا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: میں نے اسے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا: میرے والد کے قاصد کے لئے خوش آمدید۔ تو میں نے اسے کہا: آپ کو کس نے بتلایا۔ میں قاصد ہوں اور آپ کے والد کی طرف سے آیا ہوں۔ کہا: اس نے جس نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تو نے انہیں صحراء میں دفن کیا ہے۔ اے ذوالنون! تو سمجھتا ہے کہ تو نے میرے باپ کو صحراء میں دفن کیا ہے؟ اللہ کی قسم! میرے والد کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اٹھا لیا گیا ہے' لیکن تم میرے ساتھ میری دادی کی طرف چلو اور اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ جب دروازہ تک پہنچا تو ہلکا سا کھٹکھٹایا اور ایک بڑھیا ہماری طرف کو آئی۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگی۔ جس نے میرے حبیب اور آنکھوں کی ٹھنڈک کو دیکھا ہے اس کو خوش آمدید۔ میں نے کہا: آپ کو کس نے بتلایا کہ میں نے اسے دیکھا ہے؟ کہنے لگیں: جس نے مجھے یہ خبر دی ہے کہ تو نے اسے کفن بھی دیا ہے اور یہ کفن تجھے واپس کر دیا جائے گا۔ اے ذوالنون! مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی قسم! میرے بیٹے کے چیتھڑے پر اللہ تعالیٰ ملاء اعلیٰ میں فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔

پھر کہنے لگی: اے ذوالنون! میری آنکھوں کی ٹھنڈک' دل کے ٹکڑے' میرے بیٹے کو تو نے کس طرح الوداع کیا ذرا اس کو بیان تو کر۔

میں نے اسے کہا: میں نے اسے بے آب جنگل میں ریت اور پتھروں کے درمیان اکیلے چھوڑا ہے' جو کچھ اس نے اپنے پروردگار سے امید باندھی

تھی' وہ اسے نصیب ہوگئی۔ جب بڑھیا نے سنا تو بچے کو اپنے سینے سے لگا لیا اور مجھ سے غائب ہوگئی اور میری نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ انکو آسمان پر اٹھا لیا گیا یا زمین میں اتار دیا گیا۔ میں گھر کے کونے چھاننے لگا لیکن ان کو نہ پایا۔

پھر میں نے ایک ہاتف سے سنا: جو یہ کہہ رہا تھا: اے ذوالنون! اپنے آپ کو نہ تھکا' ان کو فرشتوں نے طلب کرلیا ہے لیکن وہ ان کو بھی نہیں مل سکے۔ میں نے کہا: پھر وہ کہاں گئے؟ کہا کہ شہداء مشرکین کی تلواروں سے فوت ہوتے ہیں اور یہ محبین رب العالمین کے شوق میں فوت ہوتے ہیں۔ ان کو قادر مطلق بادشاہ کے سچے مقام کی طرف نور کی سواری میں اٹھا لیا جاتا ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: پس میں نے چمڑے کا جو برتن گم پایا تھا وہ بھی مل گیا اور وہ کفن جو میں نے اسے پہنایا تھا۔ اس کو بھی اسی طرح برتن میں لپٹا ہوا پایا جس طرح سے پہلے لپٹا ہوا تھا۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں نفع پہنچائے۔

فائدہ:۔ یہ واقعہ مذکورہ اولیاء کی کرامات پر مشتمل ہے۔ جن سے اللہ جل شانہ نے اپنے ان بندوں کو عزت بخشی۔ یہ کرامات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں جب چاہیں جس کے حق میں چاہیں ظاہر کر دیں اور اگر نہ چاہیں تو اولیاء کے حق میں تو کیا انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان کی طلب کے باوجود ان کے لئے معجزات کو بھی ظاہر نہ کریں اور بعض اوقات ان کی دعاؤں کو بھی قبول نہ کریں' جیسا کہ نوح علیہ السلام' ابراہیم علیہ السلام وغیرہ حضرات انبیاء و مرسلین کی دعائیں بھی قبول نہ فرمائیں۔ یہ شان جلالی ہے اور جب عنایت کرنے پر آئیں تو اپنے اولیاء اور نیک بندوں کو بھی بڑی کرامات سے نواز دیں۔ اس واقعہ کی مذکورہ کرامات بھی اسی قسم سے ہیں لیکن بعض لوگ ان کرامات کو دیکھ کر بہت سے غلط نظریات اولیاء کرام سے وابستہ کر لیتے ہیں'

اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت عطاء فرمائے۔(آمین)۔

چوتھا خطاب

اے گناہوں اور نافرمانیوں میں مصروف' خدا کے احکام کے تارک' فتنہ پرور گمراہ کے فرمانبردار' کب تک اپنے جرم پر مصر رہے گا اور مولا کا مقرب بنانے والے اعمال سے بھاگے گا تو دنیا سے وہ کچھ طلب کرتا ہے جو تجھے نہ مل سکے گا اور دوزخ سے بچنا چاہتا ہے جو تیرے بس میں نہیں ہے۔ اللہ نے جو کچھ تیرے لئے تقسیم کیا ہے اس پر بھروسہ نہیں کرتا اور جس کا حکم فرمایا ہے اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا۔

اے بھائی! اللہ کی قسم تجھے وعظ ونصیحت کام نہیں آئیگا اور حوادثات (گناہوں سے) باز نہیں رکھیں گے۔ زمانہ تجھے آواز نہیں دے گا اور نہ موت کا فرشتہ تجھے خبر دے گا۔ اے مسکین گویا کہ تو ہمیشہ زندہ موجود رہے گا اور گویا کہ تو بھولا بسرا گم شدہ نہیں ہوگا۔

قسم بخدا! جن کے گناہ ہلکے ہیں وہ کامیاب ہوگئے۔ متقی دوزخ کے عذاب سے محفوظ ہوگئے لیکن تو جرائم اور گناہوں پر ڈٹا ہوا ہے۔

اشعار:

عِيلَ صبرى وحُقَّ لى أن أنوحا لم تدع لى الذُّنوبُ قلباً صحيحا
أخلقت مهجتى أكفُّ المعاصى ونعانى المشيبُ نعياً صريحا
كلّما قلتُ قد برئى جرحُ قلبى عاد قلبى مِن الذُّنوب جريحا
إنّما الفوزُ والنّعيمُ لعبدٍ جاء فى الحشر آمناً مستريحا

ترجمہ:۔

(۱) میرا صبر کمزور ہو گیا اور لازم ہو گیا کہ اب میں افسوس کروں' گناہوں نے میرے دل کو صحت مند نہیں چھوڑا۔

(۲) میری رونق پھیکی پڑ گئی (کاش) میں گناہوں سے رک جاؤں' بڑھاپے نے (گناہوں میں ڈال کر اللہ تعالیٰ سے) بہت دور پھینک دیا۔

(۳) جب بھی کہتا ہوں میرے دل کا زخم بھر گیا ہے' دل گناہوں سے دوبارہ زخمی ہو جاتا ہے۔

(۴) کامیابی اور نعمتیں تو اس کیلئے ہیں جو قیامت میں (عذاب سے) محفوظ اور راحت کے ساتھ آئے۔

اے برادران! اس دنیا کو چھوڑ دو۔ جس طرح سے صالحین نے چھوڑ دیا ہے اور اس ضروری انتقال کے لئے توشہ سفر تیار کیا اور زمانہ کی گردشوں سے عبرت حاصل کر لی ہے۔

اشعار:۔

یا من غدا فی الغیّ والتیہ ۔۔۔ وغرّہ طول تمادیہ

أملی لک اللہ فبارزتہ ۔۔۔ ولم تخف غبّ معاصیہ

ترجمہ:۔

(۱) اے گمراہی اور سرگردانی میں ترقی کرنے والے اور کبھی امیدوں سے دھوکہ کھانے والے۔

(۲) تیرے لئے میری امید اللہ کی ذات ہے' جس کو تو نے چیلنج دے رکھا ہے اور گناہوں کے انجام بد سے بے خوف ہے۔

حضرت سری سقطیؒ کی حالت

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت سری سقطیؒ بیمار ہوئے تو میں ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوا اور عرض کیا آپ اپنے آپ کو کیسا پاتے ہیں؟ فرمایا:

کیف أشکو إلی طبیبی ما بی　　والذی قد أصابنی من طبیبی

(۲۲)

ترجمہ:۔ مجھے جو تکلیف ہے اس کی اپنے طبیب سے شکایت کیسے کروں؟ میری حالت جو کچھ ہے یہ طبیب (اللہ تعالیٰ) کی مرہون منت ہے۔

پھر میں نے پنکھا اٹھایا کہ ان کے لئے چلاؤں۔ فرمایا: جس کا اندر جل رہا ہو وہ پنکھے کی ہوا کس طرح پائے گا۔

پھر یہ اشعار کہے۔

القلبُ محترقٌ والدمعُ مستبقٌ　　والکربُ مجتمعٌ والصّبر مفترقٌ
کیف القرارُ علی مَنْ لا قرار له　　ممّا جناه الهوی والشّوق والقلقُ
یا ربّ إن کان شیءٌ فیه لی فرجٌ　　فامنن علیّ به ما دام بی رمقٌ

(۲۳)

ترجمہ:۔

(۱) دل جل چکا ہے، آنسو خشک ہو چکے ہیں، غم بھر چکا ہے، صبر منتشر ہو چکا ہے۔

(۲) جس کا کوئی قرار نہ ہو اسے کیونکر قرار آئے۔ وہ ہوس پرستی شوق اور قلق کا شکار ہو چکا ہے۔

(۳) اے پروردگار! اگر کوئی ایسی شے ہو جس میں میرے لئے راحت

---

(۲۲) بحر الدموع۔

(۲۳) حلیہ ابونعیم ۱/۲۷۳۔

ہے تو جب تک مجھ میں زندگی کی رمق رہے اس کی عنایت فرماتا رہ۔

حضرت علی بن موفق کو تنبیہ

حضرت علی بن موفق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک دن اذان کہنے کے لئے نکلا تو ایک کاغذ کو پایا۔ اس کو اٹھالیا اور اپنی آستین میں رکھ لیا، پھر نماز کی اقامت کہی اور نماز ادا کی۔ جب نماز ادا کر چکا تو اس کو پڑھا۔ اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم . یا عليُّ بن الموفَّق، أتخاف الفقر وأنا ربُّک ؟ (۲۴)

ترجمہ:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم اے علی بن موفق تو فقر و فاقہ سے گھبراتا ہے، حالانکہ تیرا پروردگار تو میں ہوں۔

امام شافعیؒ کی مرض الوفات کی حالت

امام مزنی فرماتے ہیں: میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں مرض الوفات میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کیا: آپ نے کس حالت میں صبح کی ہے؟ فرمایا: آج دنیا سے رحلت کرنے والا ہوں، دوستوں کو چھوڑنے والا ہوں، موت کا پیالہ پینے والا ہوں، اپنے اعمال بد سے ملنے والا ہوں، اللہ کے روبرو حاضر ہونے والا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری روح جنت میں داخل ہوگی اور اس کو خوش آمدید کہتا ہوں یا دوزخ میں ڈالی جاتی ہے اور میں اس پر ارمان کرتا ہوں، پھر آپ رو پڑے اور یہ اشعار کہے:

ولما قسا قلبی وضاقت مذاهبی　　فعلت الرَّجا منی لعفوک سُلَّما

(۲۴) صفوۃ الصفوہ ۲/ ۳۸۶۔

تعاظمني ذنبي فلما قرنته بعفوك ربي كان عفوك أعظما
فما زلتَ ذا عفوٍ عن الذنب لم تزل تجود وتعفو منّةً وتكرُّما
ولولاك لم يغوى بابليس عابد فكيف وقد أغوى صفيكَ آدما
(۲۵)

ترجمہ:۔

(۱) جب میرا دل سخت ہوگیا اور راستے تنگ ہوگئے میں نے آپ سے معافی کی امید کو سیڑھی بنایا ہے۔

(۲) مجھے اپنے گناہ بڑے لگتے ہیں لیکن جب میں نے ان کو تیرے معاف کرنے سے مقابلہ کیا تو تیرا معاف کرنا بہت بڑا پایا۔

(۳) پس میں ہمیشہ گناہ سے معافی مانگتا رہا اور تو مہربانی کرتا رہا اور احسان اور عزت کرتے ہوئے معاف کرتا رہا۔

(۴) اگر آپ (کا یہ کرم) نہ ہوتا تو شیطان سے کوئی بزرگ نجات نہ پا سکتا اور یہ کیسے ہوسکتا ہے اس نے تو حضرت آدم صفی اللہ کو بھی پھسلا دیا۔

نصیحت

میرے بھائیو! گناہوں سے توبہ کرنے میں جلدی کرو' توبہ کرنے والوں کے نقوش قدم کی پیروی کرو' ان کے طریقوں پر چلتے رہو جو توبہ اور مغفرت کے درجات پر فائز ہوگئے۔ اپنے نفوس کو رضائے خداوندی میں ڈال دو' کاش کہ تو ان کو خوفزدہ دلوں کے ساتھ راتوں کے اندھیروں میں عبادت خداوندی میں اپنے پروردگار کی کتاب کی تلاوت میں دیکھ لے جنہوں نے اپنی جبینیں زمین پر ٹکا دی ہیں اور اپنی ضروریات اس کے سامنے رکھ دی ہیں جو سب کو دیکھتا ہے لیکن نظر نہیں آتا۔

(۲۵) دیوان امام شافعی ص ۸۷' صفوۃ الصفوہ ۲/۳۸۶۔

اشعار:۔

أَلا قف ببابی عند قرعِ النَّوائب وثقْ بی تجدْنی خیر خلٍّ وصاحب
ولا تلتفت غیری فتُصبحَ نادماً ومَنْ یلتفت غیری یعش عیش خائب

ترجمہ:۔

(۱) سن! مصائب کے وقت میرے در پر آ جا اور مجھ پر اعتماد کر لے، مجھے بہترین دوست اور بہترین ساتھی پائے گا۔

(۲) میرے سوا کسی کی طرف متوجہ نہ ہو ورنہ تو شرمندہ ہوگا جو بھی میرے غیر کی طرف متوجہ ہوتا ہے نقصان کی زندگی بسر کرتا ہے۔

حضرت معروف کرخیؒ کی حکایت

حضرت معروف کرخی کو اللہ تعالیٰ نے بچپن سے ہی ولایت عطاء فرمائی تھی۔ ان کے بھائی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں: میں اور میرا بھائی معروف ایک مکتب میں تھے اور ہم عیسائی تھے۔ (عیسائی) استاد بچوں کو سبق دیتا تھا باپ اور بیٹے کا (کہ اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں خدا ہیں، اللہ تعالیٰ باپ اور عیسیٰ علیہ السلام بیٹا ہیں نعوذ باللہ) اور میرا بھائی چیخ چیخ کر کہتا تھا احد احد (خدا ایک ہے، خدا ایک ہے) تو استاد نے اس کو اس پر بہت مارا۔ حتیٰ کہ ایک دن اتنا زیادہ مارا کہ وہ مونہہ چھوڑ بھاگ گیا اور اس کی ماں روتی تھی اور کہتی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ معروف کو میرے پاس لوٹا دے تو وہ جس دین پر چاہے گا لگا دوں گی۔ حضرت معروف اس کے پاس کافی سالوں کے بعد آئے تو کہنے لگی اے بیٹے! کس دین پر ہو؟ فرمایا: دین اسلام پر تو ان کی ماں نے کہا:

أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمدا رسول الله.

(میں بھی گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) پس میری ماں بھی مسلمان ہو گئی اور ہم سب بھی مسلمان ہو گئے۔ (۲۶)۔

(۲۶) صفوۃ الصفوۃ ۲/ ۳۱۸۔

تین بزرگوں کی عبادتوں کے مختلف تین انعامات

حضرت احمد بن عبداللہؒ فرماتے ہیں: میں نے حضرت بشر بن حارث کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک باغ میں تشریف رکھتے ہیں۔ ان کے سامنے دستر خوان رکھا ہوا ہے اور وہ اس سے تناول فرما رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے ابونصر! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا: رحم فرمایا ہے اور بخشش فرما دی ہے۔ ساری جنت کو میرے لئے حلال کر دیا ہے اور فرمایا ہے اس کے پھلوں سے کھاؤ۔ اس کی نہروں سے پیو اور جو کچھ اس میں ہے سب سے نفع اٹھاؤ۔ جیسا کہ تو دنیا میں خواہشات سے اپنے نفس کو روکتا تھا (آج اس کا یہ انعام ہے) میں نے پوچھا: آپ کے بھائی حضرت امام احمد بن حنبل کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ جنت کے دروازہ پر ان اہل سنت کی شفاعت کر رہے ہیں جو یہ کہتے تھے قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، مخلوق نہیں ہے۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت معروف کرخی سے کیا معاملہ فرمایا: تو انہوں نے اپنے سر کو حرکت دی اور فرمایا: وہ بہت دور ہیں بہت دور ہیں ہمارے اور ان کے درمیان کئی پردے ہیں۔ حضرت معروف نے جنت کے شوق سے اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ دوزخ کے خوف سے عبادت کی تھی بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے عبادت کی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو رفیق اعلیٰ میں بلند کر دیا اور اپنے اور ان کے درمیان سے پردہ کو ہٹا دیا ہے۔

یہ مجرب تریاق ہے جس کی اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت ہو وہ ان کی قبر پر آئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ انشاء اللہ اس کی دعا سنی جائے گی۔

---

(۲۶) صفوۃ الصفوۃ ۲/ ۳۱۸۔

پانچواں خطاب

اے غافلو! بیدار ہو جاؤ' اے گناہوں کے عادیو! رک جاؤ اور نصیحت پکڑو' اللہ کے لئے مجھے بتلاؤ تو سہی جس کو اس کی خواہشات نے (آخرت سے) دور پھینک دیا ہو' اس سے زیادہ بدحال کون ہوگا؟ اور جس نے آخرت کو دنیا کے عوض بیچ دیا اس سے زیادہ خسارہ میں کون ہوگا؟ غفلت میں کیا طاقت ہے جو تمہارے دلوں پر چھا گئی ہے اور جہالت میں کیا طاقت ہے؟ جس نے تم سے تمہارے عیب چھپا دیئے۔ تم نہیں دیکھتے ہو موت کی تلواریں تم پر چمک رہی ہیں' اس کی تاکیدات تم پر واقع ہو چکی ہیں' اس کی نگاہیں تمہاری تاک میں ہیں' اس کی مصیبتیں تمہارے عذر کو مٹانے والی ہیں' اس کے تیر تمہیں لگ چکے ہیں اور اس کا امر تمہیں بھی گھیرنے والا ہے۔

حکایت

حضرت محمد بن قدامہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: حضرت بشر بن حارثؒ نے ایک بے ہوش آدمی سے ملاقات فرمائی تو وہ ان کو چومنے لگ گیا اور کہنے لگا: اے میرے سردار! حضرت ابونصر بشر کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈبڈبا گئیں اور فرمایا: یہ ایک آدمی ہے جو دوسرے آدمی سے نیکی کی وجہ سے محبت کرتا ہے جس کا اسے گمان ہے' شاید وہ نجات پا جائے گا اور محبوب کو معلوم نہیں کہ اس کا کیا حال ہو؟ پھر حضرت بشر پھل فروشوں کے پاس رک گئے اور دیکھنے لگ گئے' میں نے عرض

کیا: کیا اے ابونصر! شاید آپ ان میں سے کسی کی خواہش فرما رہے ہیں؟ فرمایا: نہیں، میں تو یہ دیکھ رہا تھا کہ جب نافرمانوں کو یہ پھل کھلائے جاتے ہیں تو جو اس کے فرمانبردار ہیں ان کو جنت میں کس قسم کے پھل کھلائے جائیں گے اور (کس قسم کی شراب) پلائی جائے گی؟ (۲۷)۔

نصیحت

اے برادران! غافل پر افسوس ہے، یہ کب تک سوتا رہے گا؟ کیا اس کو راتیں اور دن نہیں جگاتے؟ محلات اور خیموں کے مکین کہاں گئے؟ اللہ کی قسم! موت کا پیالہ ان پر بھی گھوم چکا ہے اور موت نے ان کو اس طرح سے اٹھا لیا ہے جس طرح سے کبوتر دانہ اٹھاتا ہے، مخلوق اس میں ہمیشہ نہیں رہ سکتی، صحیفے لپیٹ لئے گئے اور قلم خشک ہو گئے۔

اشعار:

دعوني على نفسي أنوحُ وأندبُ — بدمعٍ غزيرٍ واكفٍ (۱) يتصبَّبُ

دعوني على نفسي أنوح لأنني — أخاف على نفسي الضعيفة تعطبُ

فمن لي إذا نادى المنادي بمن عصى — إلى أين ألجا أم إلى أين أذهبُ

فياطُول حزني ثم يا طُول حسرتي — إذا كنتُ في نار الجحيم أُعذبُ

وقد ظهرت تلك القبائح كلُّها — وقد قرب الميزانُ والنَّار تلهبُ

ولكنني أرجو الإله لعله — بحسن رجائي فيه لي يتوهَّبُ

ويدخلني دار الجنان بفضله — فلا عمل أرجو به أتقرَّبُ

سوى حبّ طه الهاشميّ محمد — وأصحابه والآل مَن قد ترهَّبوا (۲۸)

---

(۲۷) صفوۃ الصفوۃ ۲ / ۳۲۷۔

(۲۸) بستان الواعظین و ریاض السامعین ص ۸۷ للسیوطی مع اختلاف الالفاظ۔

ترجمہ:۔

(۱) مجھے چھوڑ دو میں اپنی جان پر نوحہ کرلوں اور بہت زیادہ آنسو بہالوں۔

(۲) مجھے چھوڑ دو میں اپنے نفس پر افسوس کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں اپنی کمزور جان کی ہلاکت سے ڈرتا ہوں۔

(۳) میرا اس وقت کون ہوگا؟ جب منادی گناہ گاروں کو آواز دے گا' میں کس کی پناہ میں جاؤں گا' میں کہاں بھاگوں گا؟۔

(۴) ہائے افسوس! اے میرے طویل غم اور طویل حیرت جب میں دوزخ میں عذاب میں مبتلا ہوں گا۔

(۵) یہ سب قباحتیں ظاہر ہو چکی ہیں' میزان بھی قریب آچکا ہے اور آگ بھی بھڑک رہی ہے۔

(۶) لیکن میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہوں' شاید وہ میری حسن امید کی بنا پر کچھ عنایت کردے۔

(۷) اور جنت میں اپنے فضل سے داخل فرمادے' میرا تو کوئی عمل نہیں جس کی وجہ سے میں قرب کی امید لگاؤں۔

(۸) بس حضرت محمد طہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم' آپ کے صحابہ اور آل کی محبت ہے جو واقعی عبادت گزار تھے۔

عبرت

(حدیث) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((یؤتی برجل یوم القیامة قد جمع المال من الحلال' وأنفقه فی الحلال' فیقال له: قِفْ للحساب' فیحاسبُ علی کلِّ حبة وذرَّة ودانقٍ: مِنْ أین أخذه' وفیم أنفقه))' ثم قال صلی اللہ علیہ وسلم: ((یا ابن آدم' ما تصنع بالدُّنیا؟ حلالُها حسابٌ' وحرامها عقاب)) (۲۹).

(۲۹) لم اجد الحدیث بنصه وروی: ''الدنیا حلالها حساب وحرامها عقاب'' ابن ابی الدنیا والبیہقی عن علی موقوفا باسناد منقطع ۔ قاله العراقی فی تخریج الاحیاء ۳۰/۲۲۰۔ انظر تذکرة الموضوعات للفتنی ص ۱۷۴ و کشف الخفاء للعجلونی ۱/۴۴۱۔۴۴۲۔

ترجمہ:۔ روز قیامت ایک آدمی کو لایا جائے گا جس نے مال کو حلال طریقہ سے جمع کیا تھا اور حلال ہی خرچ کیا تھا اسے کہا جائے گا حساب کے لئے پیش ہو تو اس کا حساب ہو گا' ایک دانہ کا بھی ایک ذرہ کا بھی اور ایک دانق (درہم کے چھٹے حصہ) کا بھی' کہ اس کو کہاں سے حاصل کیا تھا اور کس میں خرچ کیا تھا' پھر جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے آدم زاد! تو اس دنیا کا کیا کرے گا؟ جس کے حلال کا حساب دینا پڑے اور حرام کی سزا اٹھانی پڑے۔

اشعار:

فلا تأمن لذی الدنیا صلاحا — فانّ صلاحھا عین الفساد

ولا تفرح لمال تقتنیه — فانک فیه معکوس المراد

ترجمہ:۔

(۱) دنیادار کیلئے کامیابی کی امید مت کر' کیونکہ اس کی کامیابی عین فساد ہے۔

(۲) اور اس مال پر خوش مت ہو جس کو تو محفوظ کرتا ہے کیونکہ اس میں تیری حالت مراد کے خلاف ہے۔

حضرت بایزیدؒ کا انتقال کے وقت رونا اور ہنسنا

بعض عارفین فرماتے ہیں حضرت بایزید بسطامی اپنی موت کے وقت پہلے تو روئے پھر ہنس پڑے پھر رحلت فرمائی۔ ان کی وفات کے بعد ان کو خواب میں دیکھا گیا اور عرض کیا گیا: آپ موت سے پہلے کیوں روئے تھے اور اس کے بعد کیوں ہنس پڑے تھے؟ فرمایا: جب میں حالت نزع میں تھا تو ابلیس (اللہ اس پر لعنت کرے) میرے پاس آیا اور کہا: اے بایزید! تو میرے شکنجے سے آزاد ہو گیا ہے تو اس وقت میں اللہ کی طرف متوجہ ہو کر رو پڑا تو میرے پاس آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور کہا اے بایزید! آپ کا رب آپ سے فرماتا ہے تو خوف مت کھا اور غم نہ کر جنت سے خوش ہو جا تو اس وقت میں ہنس پڑا اور دنیا سے جدا ہو گیا۔

اشعار:۔

وقفتُ وأجفاني تفيضُ دموعُها وقلبي مِنْ خوف القطيعة هائمُ
وكلُّ مسيءٍ أوبقتهُ ذنوبه ذليلٌ حزينٌ مطرقُ الطَّرفِ نادمُ
فيا ربِّ ذنبي قد تعاظمَ قدرُه وأنتَ بما أشكوه يا ربِّ عالمُ
وأنت رؤوفٌ بالعبادِ مهيمنٌ حليمٌ كريمٌ واسعُ العفوِ راحمُ

ترجمہ:۔

(۱) میں گناہوں سے باز آیا' میری آنکھیں آنسو بہاتی ہیں اور دل فراق کے خوف سے پریشان ہے۔

(۲) ہر نافرمان کو اس کے گناہوں نے ہلاک کر دیا ہے' وہ ذلیل ہوتا ہے' غمگین ہوتا ہے' شرم کے مارے آنکھ جھک جاتی ہے۔

(۳) اے رب! میرے گناہ کی خطرناکی بہت بڑھ گئی ہے۔ اے پروردگار! جو درد میں عرض کر رہا ہوں' آپ اس کو خوب جانتے ہیں۔

(۴) آپ اپنے بندوں پر مہربان ہیں' کفیل ہیں' حلیم ہیں' کریم ہیں' بہت بخشنے والے مہربان ہیں۔

نصیحت

اے بھائی! کتنے دن ایسے ہیں جو تو نے امید کے سہارے کاٹے ہیں۔ کتنی زندگی ایسی ہے جس میں تو نے اپنی دینی ذمہ داری کو ضائع کیا ہے۔ کتنے کان ایسے سننے والے ہیں لیکن ان کو خوف دلانا تنبیہ نہیں کرتا۔

حضرت جابر بن زیدؓ کی آخری خواہش

اور مومن کی موت کی کیفیت

جب حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ کے انتقال کا وقت آیا تو ان سے پوچھا گیا:

آپ کیا پسند کرتے ہیں؟

فرمایا: ایک نظر حضرت حسنؓ کو دیکھنا چاہتا ہوں تو یہ پیغام حضرت حسنؓ کو پہنچا دیا گیا تو وہ ان کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: اے جابر! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا: حکم خداوندی (موت) کو واقع ہونے والا پاتا ہوں، اے ابو سعید! مجھے ایسی حدیث بیان کرو جس کو آپ نے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو تو حضرت حسنؓ نے فرمایا: اے جابر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ:۔ مومن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک راستہ پر ہے، اگر وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو قبول کرتا ہے، اگر لغزش کی معافی مانگتا ہے تو معاف کرتا ہے اور اگر عذر معذرت کرتا ہے تو اس کی معذرت قبول کرتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ مومن اپنی روح نکلنے سے پہلے اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرتا ہے تو حضرت جابر نے فرمایا: ''اللہ اکبر'' میں اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوں، پھر فرمایا:

اے اللہ! میرا نفس آپ سے ثواب کی طمع کر رہا ہے، میری اس طلب کو پورا فرمادے اور خوف وگھبراہٹ سے محفوظ کر دے۔

اس کے بعد انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور موت آ گئی۔ رضی اللہ عنہ (۳۰)

(۳۰) الخبر دون الحدیث فی الحلیہ ۸۹/۳۔

حضرت داؤد طائی کی توبہ

حضرت داؤد طائیؒ کی توبہ کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ یہ ایک مرتبہ قبرستان میں گئے اور ایک عورت سے قبر کے پاس روتے ہوئے یہ شعر سنے:

اشعار:

تزید بلیَ فی کل یوم ولیلة　　وتسال لِمَ تبلی وأنت حبیبُ
مقیم إلی أن یبعث الله خلقه　　لقاؤک لا یُرجی وأنت قریب

(۳۱)

ترجمہ:۔

(۱) ہر دن رات جسم کو گھلا دینے والا غم بڑھ رہا ہے اور تو پوچھتا ہے کیوں گھلی جا رہی ہو؟ تو میرا محبوب ہے (تیرے فراق نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے)۔

(۲) جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو زندہ کھڑا کرے گا تم اس وقت تک یہاں پر رہو گے۔ تمہاری ملاقات کی امید نہیں ہے، جبکہ تم (میرے) قریب بھی ہو۔

(۳۱) انظر صفوة الصفوة ۳/۱۳۲، والطبقات ص ۴۴ للمصنف وکتاب التوابین ص ۱۹۶۔۱۹۷ لموفق الدین بن قدامہ المقدسی۔

چھٹا خطاب

اے برادران! ان نفوس کو نکیل ڈالو' ان دلوں کو گناہوں سے باز رکھو اور سمجھ آنے والے انداز کی عبرت آمیز کتابیں پڑھو۔ اے حضرت! جس کا اجل پیچھے ہو اور امیدیں سامنے ہوں' اے جرائم میں مبتلا ہونے والو! اے سونے والو جاگو! تم نے کتنے سال برباد کر دیئے ساری دنیا نیند میں ہے اس کے جھوٹے خواب بہت شیریں ہیں اور بوڑھے کا عقل بھی اس میں بچے والا ہے لیکن جس آدمی نے بھی اپنے نفس کو دبا لیا حقیقت میں وہی عقلمند ہے' یہ غفلت انتہاء کو پہنچ چکی ہے اور سزائیں قریب آچکی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ سلامتی عطاء فرمائے۔

دنیا سے محبت اور بدکاروں کی فرمانبرداری کا عذاب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بستی سے گذرے' جس میں سب لوگوں کو مردہ پایا اور وہ گلیوں میں مونہوں کے بل گرے پڑے تھے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے بہت متعجب ہوئے اور فرمایا: اے حواریو! یہ سب لوگ (اللہ کے) عذاب اور غضب کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی میں مرتے تو ایک دوسرے کو دفن کرتے۔ انہوں نے عرض کیا: اے روح اللہ! ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قضیہ اور قصہ کو معلوم کریں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس کے متعلق دعا فرمائی تو ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ جب رات کا وقت ہو تو ان کو بلانا یہ تمہیں جواب دیں گے۔

جب رات آئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بلند جگہ پر چڑھ گئے اور پکارا'

اے بستی والو! تو ان میں سے ایک شخص نے ان کو جواب دیا۔ "لبیک یا روح اللہ" فرمایا: تمہارا کیا قضیہ ہے؟ تمہارا کیا واقعہ ہے؟ عرض کیا: اے روح اللہ! رات کو ہم عافیت سے سوئے تھے لیکن صبح کو ہلاکت میں جا گرے۔ فرمایا: ایسا کیوں ہوا؟ عرض کیا: ہماری دنیا سے محبت کی وجہ سے بدکاروں کی فرمانبرداری کی وجہ سے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا سے تمہاری محبت کیسی تھی؟ کہا جس طرح سے بچے کو ماں سے ہوتی ہے جب وہ سامنے آئی ہم خوش ہوئے جب چلی گئی ہم غمگین ہوئے اور رونے لگے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے فلانے! تیرے ساتھیوں کو کیا ہوا؟ وہ کیوں نہیں جواب دیتے؟ کہا: ان کو طاقتور سخت فرشتوں کے ہاتھوں دوزخ کی لگام پڑی ہوئی ہے۔ فرمایا: پھر تو نے مجھے کیوں جواب دیا تو بھی تو ان میں سے ہے؟ کہا: ہوں تو میں ان میں لیکن ان میں سے نہیں ہوں جب ان پر عذاب آیا تو ان کے ساتھ مجھ پر بھی آ پڑا میں اس وقت دوزخ کے کنارے پر لٹکایا گیا ہوں۔ مجھے پتہ نہیں مجھے اس سے نجات ملے گی یا اس میں جھونک دیا جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔ (آمین) (حلیہ ابو نعیم ۶۱/۴۔)

نصیحت

اے زندگی کے مسافر! تو حدود کو پھلانگ چکا ہے اپنی مصیبت پر رو ایسا نہ ہو کہ تو مردود ہو جائے اے وہ! جس کی بہت سی عمر بیت چکی اور ماضی لوٹ نہیں سکتی تجھے نصیحتوں نے رہنمائی کی ہے اور بڑھاپے نے آگاہ کیا ہے کہ موت قریب ہے اور زبان حال پکار کر کہہ رہی ہے۔

﴿یٰأَیُّھَا الْاِنْسٰنُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدْحًا﴾ (الانشقاق: ۶)

ترجمہ: اے انسان تو اپنے رب کے پاس پہنچنے تک (یعنی مرنے کے

وقت تک) کام میں کوشش کرر ہا ہے (یعنی کوئی نیک کام میں لگا ہوا ہے اور کوئی برے کام میں)۔

اشعار:

لمّا انقضى زمن التّواصل والرِّضا
قد صرت تطلبُ ردَّ أمر قد مضى
هلّا أتيت ووقتُ وصلك ممكنٌ
وبياضُ شيبك في العوارض ما أضا

ترجمہ:۔

(۱) جب وصال اور خوشنودی کا زمانہ گذر گیا تو تو اسکی بازگشت پر مصر ہوگیا۔

(۲) تو کیوں نہیں آیا' جب وصال کا وقت موجود تھا اور عوارضات میں تیرے بڑھاپے کی سفیدی رنگ لائی تھی۔

اے برادر! یہ خدا کی طرف متوجہ ہونے اور استغفار کرنے کا موقع ہے اور گناہوں سے دور ہونے کا وقت ہے۔

(من بلغ أربعين سنة ولم يغلب خيره على شرّه' فليتجهز إلى النار) (۳۲)

ترجمہ:۔ جو چالیس برس کی عمر کو پہنچ گیا لیکن اس کی نیکی برائی پر غالب نہ ہوئی وہ دوزخ کی تیاری کرلے۔

---

(۳۲) موضوعات ابن جوزی ۱/۱۷۸۔۱۷۹ از ارشاد حضرت ابن عباس بلفظ: ''من اتی......'' ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوئی وانظر تنزیہ الشریعہ (۱/۲۰۵) ابن عراق۔

اشعار:

أتيتُک راجياً يا ذا الجلال ... ففرّج ما ترى مِنْ سوءِ حالي
عصيتُک سيّدي ـ ويلي ـ بجهلي ... وعيب الذّنبِ لم يخطُر ببالي
إلى مَنْ يَشتكي المملوکُ إلاَّ ... إلى مولاه يا مولى الموالي
فويلي، ليتُ أُمّي لم تلِدني ... ولا أعصيک في ظُلَمِ اللَّيالي
وها أنا ذا عُبيُدُک عبدُ سوءٍ ... ببابک واقفٌ ياذا الجلالِ
فإن عاقبتَ يا ربي، فإني ... محقٌّ بالعذاب وبالنَّکال
وإن تعفو فعفوک أرتجيه ... وليحسس إنْ عفوتَ قبيح حالي

ترجمہ:۔

(۱) اے ذوالجلال! آپ سے امید لگا کر آیا ہوں، آپ جو میری بدحالی دیکھ رہے ہیں اس کو سنوار دیں۔
(۲) مجھے اپنی جہالت پر افسوس ہے، میں نے آپ کی نافرمانی کی ہے اور گناہ کا عیب میرے دل میں نہیں کھٹکا۔
(۳) غلام اپنے آقا سے ہی التجاء کر سکتا ہے، آپ تو آقاؤں کے بھی آقا اور مولیٰ ہیں۔
(۴) افسوس! کہ مجھے میری ماں نہ جنتی، اور میں اندھیری راتوں میں آپ کی نافرمانی نہ کرتا۔
(۵) میں آپ کا وہی چھوٹا سا غلام گناہ گار بندہ ہوں، اے ذوالجلال! آپ کے دروازہ پر حاضر ہوا ہوں۔
(۶) اے پروردگار! اگر آپ مجھے سزا دیں تو میں بلاشبہ عذاب اور سزا کے لائق ہوں۔
(۷) اور اگر معاف کر دیں تو آپ سے معافی کا امیدوار ہوں اور بہت

ہی خوب ہو اگر آپ میری بدحالی کو بہتر کر دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اے میرے بندو! تم نہیں جانتے' میں نے دنیا کو تکلیف اور امتحان کا مقام بنایا ہے۔

میں فضل واحسان کے منازل میں اس کو فضیلت بخشوں گا جو گناہ اور عصیان کے مقامات سے دور رہے گا اور ان سے توبہ کرے گا۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم میرے دروازہ پر نہیں آئے' میرے عظیم فضل وثواب میں رغبت نہیں کی اور میری پکڑ اور عذاب سے خوف نہیں کھایا؟

اے وہ جس کی غفلت بڑھ گئی! اور مدہوشی طویل ہو گئی۔ خود پر مولیٰ کی شفقت واحسان کو سوچ' اللہ کی قسم تم پر لازم ہے اپنی پشت سے گناہوں اور خطاؤں کے بوجھ توبہ کے ذریعہ سے دور کر لو' اپنے دلوں سے علام الغیوب کی طرف متوجہ ہو جاؤ' اپنے چہروں کو آنسوؤں کے قطرات سے دھو ڈالو اور عاجزی وانکساری کا کمبل اوڑھ لو۔

اشعار:

رکبت مآثمی فلقیتُ ذُلّاً — وسالت عبرتی طلا ووبلا
وصرت أعاتِبُ القلبَ المبلاً — إلی مَنْ یَشتکی المملوک إلّاً
إلی مولاہ یا مولی الموالی — فلُطفُک بی إلٰہ العرش أولی

ترجمہ:۔

(۱) میں گناہوں میں مبتلا رہا اور ذلت کو جا پہنچا' میرے آنسو ہلکی اور تیز بارش کی طرح بہہ پڑے۔

(۲) میں گناہ گار دل کو عتاب کرنے لگ پڑا' یہ بندہ کس کی طرف فریاد لے کر جائے مگر

(۳) اپنے مولیٰ کی طرف' اے غلاموں کے آقا' اے الٰہ العرش! مجھے آپ کے لطف کی بہت ضرورت ہے۔

ساتواں خطاب

برادران گرامی! اپنی غفلت سے بیدار ہو جاؤ' غفلت کی نیند بہت بھاری ہے۔ آخرت کی تیاری کرلو' یہ دنیا مسافر خانہ ہے اور اس کے راستہ میں دو پہر کا آرام ہے۔

خطا کار اور فرمانبردار میں فرق کرو

بعض روایات میں آیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی ''اے میرے نبی! فرق کر اس کے درمیان جس نے میری نافرمانی کی اور میرے احکام کی مخالفت کی اور اس کے درمیان جس نے ساری عمر میرے کام اور میرے ذکر میں گذار دی' میرے دروازہ پر پڑا رہا اور اپنے رخسار میری چوکھٹ پر رگڑ دیئے۔ خطا کاروں کی شرمندگی پر بھی افسوس ہے اور بے کار کی ندامت پر بھی افسوس ہے۔

اشعار:

اخلُو بنفسک إن أردتَ تقرُّبا ودعِ الأنام بمعزل یا عانی
واعمل علی قطع العلائق جملةً فی العیش فی خرقِ الحجاب الفانی

ترجمہ:۔

(۱) اگر تو قرب چاہتا ہے تو اپنے نفس کی خواہشات چھوڑ دے۔ اے متوجہ! لوگوں کو ایک جانب کر دے۔

(۲) حجاب فانی کے ہٹانے کیلئے ساری زندگی میں تمام تعلقات سے

کٹ جا۔

غریب کون ہے؟

ایک حدیث میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

(یا أصحابی، أتدرون من المفلس؟) قالوا: یا رسول اللہ، المفلس عندنا من لیس له دینارٌ ولا درهمٌ. فقال لهم: (لیس هو ذلک، إنما المفلس من یأتی یوم القیامة بصلاةٍ وصیامٍ وزکاةٍ وصدقةٍ، ثمَّ یأتی وقد شتم هذا، ولطم هذا، وأکل مال هذا، وسفک دم هذا، فیعطی هذا من حسناته، وهذا کذلک، حتی تفنی حسناته قبل أن یؤدّی ما علیه، فتوخذ خطایاهم، فتحمل علی خطایاه، ویُقذف به فی النّار، فهذا هو المفلس) (۳۳)

ترجمہ:۔ اے میرے صحابہ! تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ ہمارے نزدیک وہ آدمی مفلس ہے (جسکے پاس) نہ دینار ہو نہ درہم۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: یہ مفلس نہیں ہے، بلکہ وہ آدمی مفلس ہے جو روز قیامت نماز بھی لائے گا، روزہ بھی، زکوۃ بھی اور صدقہ بھی، لیکن اس نے ایک کو گالی دی ہوگی، ایک کو تھپڑ مارا ہوگا، ایک کا مال کھایا ہوگا، ایک کا خون بہایا ہوگا، تو ایک کو اس کی کچھ نیکیاں دیدی جائینگی اور دوسرے کو کچھ حتی کہ گناہ ختم ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائینگی تو ان کی خطائیں اس پر ڈال دی جائیں گی اور اس کے ساتھ ہی اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائیگا۔ یہ ہے حقیقی مفلس۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی محرومی سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

---

(۳۳) ہذا معنی الحدیث۔ رواہ مسلم (۲۵۸۱) بغیر ہذا اللفظ۔

سانپ مکھیاں ہٹا رہا تھا

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی زیارت کو حاضر ہوا اور ان کو مسجد میں ڈھونڈھا' تو نہ ملے' مجھے بتلایا گیا وہ ابھی مسجد سے نکلے ہیں تو میں ان کی تلاش میں نکل پڑا اور ان کو گرمی کے زمانہ میں ایک وادی میں سوتے پایا اور دیکھا کہ ایک سانپ ہے جو آپ کے سر کے پاس ہے اور اس کے منہ میں چنبیلی کی ٹہنی ہے' جس کے ساتھ حضرت سے مکھیاں ہٹا رہا ہے' میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا تو اس سانپ کو اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی عطاء فرمائی' جس نے ہر چیز کو قوت تکلم عطاء فرمائی ہے۔ وہ مجھے کہنے لگا اے جوان! کیوں تعجب کر رہے ہو؟ میں نے کہا: تمہارے اس کام سے' اور میرے تعجب کی بڑی وجہ تیرا گفتگو کرنا ہے' جبکہ تو اولاد آدم کا دشمن ہے' تو اس نے کہا: اللہ عظیم کی قسم! ہمیں اللہ تعالیٰ نے نافرمانوں کا دشمن بنایا ہے' نیک لوگوں کے تو ہم تابعدار ہیں۔

اشعار:

فعالي قبيح وظنّي حسنٌ — وربي غفورٌ كثير المنَنْ
تُبارزُ مولاک يا من عصي — وتخشي من الجار لمّا فطِنْ
ركبتُ المعاصي وشيبي معي — فوالله يا نفسُ ما ذا حَسَنْ
فقومي الدّياجي له وارغبي — وقولي له: يا عظيم المِنَنْ
وقولي له: يا عظيم الرّجا — إذا أنت لم تعفُ عنّي فمنْ
بحقّ النبي هو المصطفیٰ — بحقّ الحُسين بحقّ الحَسَنْ
أو يدْفعْ مثلي إلى مالكٍ — وتعلم أني ضعيف البدن

ترجمہ:۔

(۱) میرے کردار برے ہیں اور گمان نیک ہے' میرا رب غفور ہے اور کثیر الاحسان ہے۔

(۲) اے گناہ گار! تو اپنے مولیٰ کو تو چیلنج کرتا ہے اور پڑوسی کوئی شرارت

کرے تو اس سے ڈرتا ہے۔

(۳) میں اپنے بڑھاپے کے باوجود گناہوں میں ملوث رہا' اے میری جان! اللہ کی قسم یہ کون سی خوبی کی بات ہے؟

(۴) تو اس کی خدمت میں حاضر ہو اور شوق سے کہہ' اے بڑے احسان کے مالک!

(۵) اور اس سے عرض کر اے بڑی امید کا مرکز! جب تو معاف نہیں کرے گا تو کون معاف کرے گا؟

(۶) اپنے نبی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل مغفرت کر دے' حضرت حسینؓ و حسنؓ کے طفیل معاف کر دے۔

(۷) کیا میرے جیسا مالک (داروغہ دوزخ) کے پاس دھکیلنے کے قابل ہے؟ آپ تو جانتے ہیں' میں ضعیف البدن ہوں۔

عبرت آمیز حکایت

حضرت حسن بصریؒ کے وعظ کی حالت

حضرت حسن بصریؒ ایک دن لوگوں کو وعظ کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو لوگ ان کے قریب بیٹھنے کے لئے ان پر جمگھٹا کرنے لگے' آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے بھائیو! تم میرے قرب کے لئے مجھ پر ٹوٹے جا رہے ہو' قیامت کے دن تمہاری کیا حالت ہوگی؟ جب اصحاب تقویٰ کی مجالس قریب کی جائیں گی اور ظالمین کی دور' اور کم گناہوں والوں کو حکم ہوگا تم گذر جاؤ اور گناہوں سے لدے ہوؤں کو حکم ہوگا دوزخ میں جاؤ۔ کاش مجھے علم ہوتا' کہ میں گناہوں سے بوجھل لوگوں کے ساتھ دوزخ میں گروں گا' یا معمولی گناہ گاروں کے ساتھ دوزخ کو عبور

کر جاؤں گا۔ اس کے بعد آپ رونے لگ گئے‘ یہاں تک کہ غشی طاری ہوگئی اور آپ کے آس پاس کے حضرات بھی رو پڑے پھر آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور پکارا‘ اے بھائیو! تم دوزخ کے خوف سے کیوں نہیں روتے ہو؟ سن لو! جو آدمی دوزخ کے خوف سے رو پڑا‘ اس کو اللہ تعالیٰ اس دن دوزخ سے نجات عطا فرما دیں گے‘ جب مخلوقات کو زنجیروں اور طوقوں کے ساتھ گھسیٹا جائے گا۔ اے بھائیو! تم اللہ تعالیٰ کے شوق میں کیوں نہیں روتے ہو؟ سن لو! جو شخص بھی اللہ کے شوق میں روئے گا‘ کل جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی تجلی فرمائیں گے اور مغفرت کے ساتھ جھانکیں گے اور نافرمانوں پر اس کا غصہ سخت ہوگا تو اس کو اپنے دیدار سے محروم نہیں رکھیں گے۔

اے بھائیو! تم روز قیامت کی پیاس کے خوف سے کیوں نہیں روتے ہو؟ جس دن مخلوقات کو زندہ کھڑا کیا جائے گا اور اس کے ہونٹ خشک ہو چکے ہوں گے اور حضرت محمد ﷺ کے حوض کے سوا کہیں پانی نہ ملے گا‘ تو ایک جماعت پانی پئے گی اور ایک کو روک دیا جائے گا۔

سن لو! جو آدمی اس دنیا کی پیاس کے خوف سے رو پڑا‘ تو اس کو اللہ جنت کے چشموں سے سیراب کریں گے۔

پھر حضرت حسن بصریؒ نے پکار کر فرمایا: میں اس دن خسارہ میں ہوں گا‘ جب میری پیاس حوض رسول ﷺ سے نہیں بجھائی جائے گی۔

پھر آپ روتے جاتے تھے اور یہ کہتے جاتے تھے‘ اللہ کی قسم! میں ایک دن نیک خواتین میں سے ایک کے پاس سے گزرا جو یہ کہہ رہی تھی:۔

الٰہی! میں نے اپنی زندگی آپکے شوق اور آپ سے امید کے ساتھ کڑوی کر دی ہے تو میں نے اس عورت سے کہا: اے عورت تو اپنے عمل کو اپنے یقین پر دیکھ رہی ہے؟ تو کہنے لگی‘ اس کی محبت اور ملاقات کے شوق نے مجھے مسرور کر رکھا ہے۔

تیرا کیا خیال ہے‘ وہ مجھے عذاب میں ڈال دیگا جبکہ میں اس سے محبت کرتی ہوں؟

بس میں اسی اثناء میں اس سے گفتگو کر رہا تھا کہ میرے رشتہ داروں میں سے ایک چھوٹا سا بچہ گزرا' اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور بوسہ دے دیا۔

تو وہ عورت مجھے کہنے لگی: کیا آپ اس بچے سے محبت کرتے ہیں؟

میں نے کہا: ہاں!

تو وہ رونے لگ گئی کہ اگر مخلوقات کو پتہ چل جاتا کہ ان کے ساتھ کل کیا ہونے والا ہے تو ان کی آنکھیں کبھی ٹھنڈی نہ ہوں اور نہ ہی دنیا کی کسی شے کے ساتھ ان کے دل لذت اٹھا سکیں۔

فرماتے ہیں: میں اسی حالت میں تھا کہ اس کا بیٹا اس کے سامنے آیا' جس کا نام ضیغم تھا۔ اس کو کہنے لگی۔ اے ضیغم! تیرا میرے متعلق کیا خیال ہے۔ میں تجھے قیامت کے دن میدان محشر میں دیکھ سکوں گی یا میرے اور تیرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی جائے گی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: (یہ بات سن کر) بچے نے ایک چیخ ماری' میں تو سمجھا کہ اس کا جگر پھٹ گیا ہوگا پھر وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو عورت اس پر رونے لگ گئی اور میں اس کے رونے کی وجہ سے رونے لگ پڑا۔

جب اس بچے کو ہوش آیا تو وہ عورت کہنے لگی: اے ضیغم!

تو لڑکے نے کہا: جی اماں!

کہنے لگی: تو موت کو پسند کرتا ہے؟

کہا: ہاں۔

کہنے لگی: میرے بچے کیوں؟

تو اس نے جواب دیا تاکہ میں اس کی طرف لوٹ جاؤں جو آپ سے بہتر ہے اور وہ ارحم الراحمین ہے۔ جس نے مجھے تیرے پیٹ کے اندھیروں میں غذا کھلائی اور تنگ راستوں سے نکالا' اگر وہ چاہتا تو اس تنگ راستہ سے نکلتے وقت

مجھے موت دے دیتا' حتیٰ کہ تو بھی اپنے دردوں کی شدت سے مرجاتی' لیکن اس نے اپنی رحمت اور لطف سے مجھ پر بھی اور تم پر بھی اس کو آسان کر دیا۔ کیا تو نے سنا نہیں ہے اللہ عزوجل ارشاد فرماتے ہیں:

﴿نَبِّئْ عِبَادِيْ أَنِّيْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ - وَأَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾ (الحجر: ۴۹-۵۰).

ترجمہ:۔ (اے نبی) میرے بندوں کو بتلا دیں کہ میں غفور ورحیم ہوں اور میرا عذاب ہی دردناک ہے۔

اور رونا شروع کر دیا اور پکارتا رہا' اگر کل کو میں اللہ کے عذاب سے نجات نہ پا سکا تو ہلاکت ہی ہلاکت ہے اور پھر روتا ہی چلا گیا۔ حتیٰ کہ بے ہوش ہو گیا اور زمین پر گر پڑا تو اس کی ماں اس کے قریب ہوئی اور ہاتھ سے ٹٹولا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ اللہ اس پر رحم فرمائے اور وہ عورت رونے لگ گئی اور کہنے لگی: اے ضیغم! اے اپنے مولیٰ کی محبت کے مقتول' وہ یہی کہتی رہی حتیٰ کہ اس نے ایک چیخ ماری اور زمین پر گر گئی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: میں نے اس عورت کو ہلایا تو وہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔ اللہ تعالیٰ اس لڑکے پر اور عورت پر رحمت فرمائے اور ان کے طفیل ہم پر بھی رحمت فرمائے۔

آٹھواں خطاب

میرے بھائیو! یہ دنیا زہر قاتل ہے، لوگ اس کے فتنوں سے بے خبر ہیں، کتنی نظریں ایسی ہیں جو پہلی نظر میں بھلی لگتی ہیں لیکن بعد کی تکلیف میں اس کی کڑواہٹ سہنے کی طاقت نہیں۔ آدم زاد! تیرا دل ایک ضعیف دل ہے اور تیری رائے حقیقت میں موئی عقل ہے۔ تیری آنکھ آزاد ہے اور زبان گناہوں کی مرتکب ہوتی ہے، تیرا جسم گناہ کر کر کے تھک جاتا ہے۔ کتنی نگاہیں ایسی ہیں جن کو اہمیت نہیں دی جاتی، مگر اس سے قدم پھسل جاتے ہیں۔

عاتبتُ قلبي لمّا رأيتُ جسمي نحيلا
فلام قلبي طرفي وقال كنت الرّسولا
فقال طرفي لقلبي: بل كنت أنت الذليلا
فقلتُ: كُفّا جميعاً تركتماني قتيلا (۳۴)

ترجمہ:۔

(۱) جب میں نے اپنے جسم کو کمزور دیکھا تو دل کو ڈانٹنے لگا۔
(۲) تو دل نے آنکھ کو ملامت کی اور کہا: تو ہی تو مخبری کرتی ہے۔
(۳) آنکھ نے میرے دل سے کہا: بلکہ تو اس کی نشاندہی کرتا ہے۔
(۴) میں نے (جواب دیا) تم دونوں (اپنے گناہوں سے) رک جاؤ، تم دونوں نے مجھے مار ڈالا ہے۔

(۳۴) ذم الھوی ابن جوزی ص ۱۰۶

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے:۔

النَّظرةُ تزرع فی القلب الشَّهوة.

ترجمہ:۔ دل میں شہوت کا بیج نظر بوتی ہے۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: جس نے اپنی آنکھ کو آزاد کر دیا' اس کا درد بڑھ گیا۔ ابراہیم (ابن عباس بن صول الکاتب) فرماتے ہیں:

ومن کان یؤتی من عدوٍ وحاسدٍ

فإنی من عینی أوتی ومن قلبی

ترجمہ:۔ جو کچھ کسی دشمن اور حاسد سے پہنچتا ہے' وہ میری آنکھ اور دل کے سبب سے آتا ہے۔

بری نظر سے دیکھنے والے کو کیا سزا ملی؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس خون بہاتے ہوئے حاضر ہوا۔ جناب نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا' یہ تیری کیا حالت ہے؟ کہا: میرے پاس سے ایک عورت گزری تھی' میں نے اس کی طرف دیکھ لیا۔ اس کے بعد میری آنکھ اس کی تاک میں رہی اور میرے سامنے ایک دیوار آ گئی' جس نے مجھے ضرب لگائی اور یہ کر دیا' جو آپ دیکھ رہے ہیں تو جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(إنَّ اللہ إذا أراد بعبدٍ خیراً عجَّل له عقوبَته فی الدُّنیا)

(۳۵).

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو دنیا میں اس کو سزا دینے کی جلدی فرما دیتے ہیں۔

(۳۵) مستدرک حاکم ۱/۳۴۹' ۴/۳۷۶' ۶۰۸ عن عبداللہ بن مغفل وصححہ علی شرط مسلم ووافقہ الذہبی۔ ورواہ الطبرانی فی المعجم الکبیر ۱۱/۳۱۳ (حدیث ۱۱۸۴۲) وصححہ الہیثمی فی مجمع الزوائد ۱۰/۱۹۱' ۱۹۲' الاسماء والصفات ص ۱۵۴

غیب کا تھپڑ

حضرت ابو یعقوب نہر جوریؒ فرماتے ہیں: میں نے طواف میں یک چشم آدمی دیکھا، جو طواف کے دوران یہ کہہ رہا تھا "اعوذبک منک" میں آپ سے آپ کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے اس سے کہا: یہ کیا دعا ہے؟ (جو تم کر رہے ہو) اس نے کہا: میں پچاس سال سے مجاور ہوں، میں نے ایک دن ایک شخص کو دیکھا تو اس کی تعریف کر دی تو اچانک ایک تھپڑ میری آنکھ پر آ لگا، جس سے میری آنکھ میرے گال پر آ پڑی تو میں نے آہ بھری تو دوسرا رسید ہوا اور کسی کہنے والے نے کہا: اگر تو نے پھر آہ کی تو ہم اور لگائیں گے۔

اشعار:

دعونی أناجی مولی جلیلاً	إذا اللیلُ أرخی علیَّ السُّدولا
نظرتُ إلیک بقلبٍ ذلیلٍ	لأرجو بہ یا إلٰھی القبولا
لکَ الحمدُ والمجدُ والکبریاءُ	وأنت الإلٰہ الذی لن یزولا
وأنت الإلٰہُ الذی لم یزل	حمیداً کریماً عظیماً جلیلاً
تُمیتُ الأنام وتُحی العِظامَ	وتنشی الخلائق جیلاً فجیلا
عظیمُ الجلال کریمُ الفِعال	جزیلَ النوال تُنیل السُّؤولا
حبیبُ القلوب غفورُ الذُّنوب	تُواری العیوب تُقیل الجھولا
وتعطی الجزیل وتُولی الجمیل	وتأخذ منْ ذا وذاک القلیلا
خزائنُ جودِک لا تنقضی	تعُمُّ الجوادَ بھا والبخیلا

ترجمہ:۔

(۱) جب مجھ پر رات نے اپنے پردے (اندھیرے) ڈال دیئے ہیں تو مجھے چھوڑ دو، میں اپنے مولیٰ جلیل سے مناجات کرنا چاہتا ہوں۔

(۲) میں نے آپ کی طرف کمزور دل سے نگاہ اٹھائی ہے۔ اے الٰہی! مجھے اس کے ذریعے قبولیت کی امید ہے۔

(۳) تعریف، بزرگی اور کبریائی آپ کے لائق ہے، آپ وہ معبود ہیں جو کبھی نہیں مٹیں گے۔

(۴) آپ ہی وہ معبود ہیں جو کبھی نہیں مٹے (آپ) تعریف، بزرگی، عظمت اور بڑے مرتبہ والے ہیں۔

(۵) آپ زندوں کو ماریں گے، ہڈیوں کو زندہ کریں گے اور مخلوقات کو ایک ایک جماعت کی شکل میں اٹھائیں گے۔

(۶) آپ جلال میں عظیم ہیں، افعال میں کریم ہیں، عطایا میں بڑے ہیں، ہر سوال کو پورا کرتے ہیں۔

(۷) دلوں کے محبوب ہیں، گناہوں کو بخشنے والے ہیں، عیوب کو چھپاتے ہیں، انسان کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔

(۸) بڑا انعام بخشتے ہیں، خوبی کا مالک بناتے ہیں، اس سے اور اس سے معمولی سا نیک عمل بھی قبول کر لیتے ہیں۔

(۹) آپ کی عنایات کے خزانے ختم نہیں ہوتے، یہ سخی اور بخیل سب کے لئے کھلے رہتے ہیں۔

اویس قرنیؒ کی وفات کی کرامات

ایک بزرگ فرماتے ہیں: ہم سرزمین عراق سے نکلے۔ ہمارا مکہ اور مدینہ منورہ جانے کا ارادہ تھا۔ ہمارے قافلہ میں بہت سے لوگ تھے، اہل عراق میں سے ایک آدمی ہمارے سامنے آیا اور ہمارے ساتھ چل پڑا، گندم گوں اور سرخ رنگ کا تھا، رنگ پیلا پڑ چکا تھا، کثرت عبادت کی وجہ سے چہرہ کا خون ختم ہو چکا تھا، مختلف چیتھڑوں سے بنے ہوئے پرانے کپڑے پہن رکھے تھے، ہاتھ میں عصا تھا اور ساتھ ہی ایک تھیلی میں معمولی سا توشہ سفر تھا۔

فرمایا: کہ یہ عابد زاہد آدمی حضرت اویس قرنی تھے۔ جب اہل قافلہ نے ان کو

اس حالت میں دیکھا تو پہچان نہ سکے اور ان سے کہنے لگے۔ ہمارا خیال ہے کہ تو غلام ہے؟ فرمایا: ہاں (میں غلام ہوں) انہوں نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ تو برا غلام ہے۔ اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے تو ان سے فرمایا: ہاں۔ انہوں نے کہا: تو جب سے اپنے آقا سے بھاگا ہے اپنے آپ کو کیسا پاتا ہے؟ اور اب تیرا کیا حال ہے؟ اگر تو اس کے پاس رہتا تو تیری یہ حالت نہ ہوتی' واقعی طور پر تو گناہ گار اور قصوروار غلام ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: ہاں اللہ کی قسم! میں گناہ گار غلام ہوں' میرا آقا تو بہترین آقا ہے۔ تقصیر تو میری طرف سے ہے' اگر میں اس کی اطاعت کرتا اور رضا جوئی کرتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا' پھر آپ رونے لگ گئے۔ قریب تھا کہ آپ کی روح پرواز کر جاتی۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں: پس لوگوں نے آپ پر ترس کھایا اور انہوں نے یہی سمجھا کہ آپ دنیا کے کسی آقا کے غلام ہیں' حالانکہ وہ آقا سے رب العزت مراد لے رہے تھے۔

قافلہ والوں میں سے ایک آدمی نے ان سے کہا: تم ڈرو نہیں۔ میں تمہیں تمہارے آقا سے امان دلا دوں گا' تم اس کے پاس جاؤ اور معافی مانگو تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا: میں اس کے پاس جانے کو تیار ہوں اور جو کچھ اس کے پاس ہے' اس کا مشتاق ہوں' وہ بزرگ فرماتے ہیں یہ حضرت اویس قرنی جناب رسول اللہ ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے سفر فرما رہے تھے۔

پس یہ قافلہ اسی دن روانہ ہو گیا اور تیزی سے سفر کرنے لگا' جب رات کا وقت آیا تو یہ بیابان میں اتر گئے۔ یہ رات ٹھنڈی یخ اور خوب بارش والی تھی۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: قافلہ والوں میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے کجاوے اور خیمے میں پناہ لی اور حضرت اویس قرنی کو کہیں ٹھکانا نہ ملا اور انہوں نے کسی سے کچھ نہ مانگا۔ فرماتے ہیں: انہیں یہ بات کھٹکی ہو گی کہ دنیاوی معاملات میں کسی مخلوق سے کیوں سوال کروں' ان کی تو تمام حاجات اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف تھیں۔

پس اس رات میں آپ کو ایسی شدید ٹھنڈ پہنچی کہ اس کی سختی سے جوڑ جوڑ ہل گئے اور سردی ایسی غالب ہوئی کہ آپ درمیان رات میں انتقال فرما گئے۔ جب صبح ہوئی اور کوچ کا ارادہ کیا تو کسی نے ان کو پکارا۔ اے جوان! کھڑا ہو' لوگ روانہ ہوئے چاہتے ہیں لیکن انہوں نے ان کو کوئی جواب نہ دیا تو آپ کے پاس آدمی آیا اور ہلایا تو آپ کو مردہ پایا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں فرمائے۔ اس نے پکار کر کہا: اے قافلہ والو! وہ آدمی جو اپنے آقا سے بھاگا ہوا تھا وہ مر چکا ہے۔ تمہیں جانا مناسب نہیں' اس کو دفن کر کے جاؤ تو انہوں نے کہا: اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔

تو ایک نیک آدمی جوان کے ساتھ تھا' اس نے کہا: یہ آدمی تائب آدمی تھا۔ اپنے مولیٰ کی طرف متوجہ تھا' جو کچھ اس نے (گناہ) کئے ان پر شرمندہ تھا' ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ہمیں نفع عطاء فرمائے۔ وہ اس کی توبہ کو قبول کر چکا ہے۔ اگر ہم نے اس کو بغیر دفن کئے چھوڑ دیا تو ہم ڈرتے ہیں کہ ہم سے اس کی باز پرس نہ کی جائے۔ تم پر لازم ہے کہ اس کے لئے قبر کھودو' اس کو اس میں دفن کرنے کے لئے صبر کرو' انہوں نے کہا: یہ ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہیں ہے تو ایک نے دوسرے سے کہا: کسی جاننے والے سے پوچھ لو تو اس سے انہوں نے پوچھا تو اس نے بتایا: تمہارے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کا فیصلہ ہے تم میرے ساتھ ایک آدمی کو روانہ کرو' میں تمہیں پانی لا دوں گا تو اس آدمی نے ڈول لیا اور پانی کی طرف چل دیا۔ جب وہ قافلہ سے نکلا تو وہ ایک پانی کے کنویں کے پاس کھڑا تھا تو اس نے کہا: یہ بڑی عجیب بات ہے' جس کی میں نے کوئی مثال نہیں دیکھی یہ تو ایسی جگہ ہے جہاں کوئی پانی نہیں تھا اور نہ اس کے آس پاس کہیں پانی کا نام ونشان تھا۔

تو وہ شخص ان قافلہ والوں کے پاس لوٹ آیا اور ان سے کہا: تمہاری مشقت کٹ گئی۔ تم لکڑیاں جمع کرو تو انہوں نے شدید ٹھنڈ کی وجہ سے پانی کو گرم کرنے

کے لئے لکڑیاں جمع کیں، جب وہ پانی لینے آئے تو اس کو گرم کھولتا ہوا پایا تو ان کا تعجب مزید بڑھ گیا اور اس شخص کی وجہ سے گھبرا گئے اور کہنے لگے۔ اس آدمی کا ایک قصہ اور شان ہے۔

وہ بزرگ فرماتے ہیں: کہ ان قافلہ والوں نے آپ کی قبر کھودنا شروع کی تو مٹی کو جھاگ سے زیادہ نرم پایا اور زمین کستوری کی طرح خوشبو پھیلا رہی تھی۔ انہوں نے ساری دنیا میں اتنی پاکیزہ خوشبو کبھی نہیں سونگھی تھی۔ پس اس وقت ان کا خوف بڑھ گیا اور رعب و گھبراہٹ سوار ہوگئی۔ جب یہ قبر سے نکلنے والی خاک کو دیکھتے تھے تو اس کی شکل تو خاک جیسی ہوتی اور جب سونگھتے تو خوشبو کستوری جیسی ہوتی۔

تو اہل قافلہ نے آپ کے لئے ایک خیمہ لگا دیا اور آپ کو اس میں رکھ دیا اور ان کے کفن دینے میں باہمی کشاکشی میں مبتلا ہو گئے۔ اس قافلہ کے ایک آدمی نے کہا: میں ان کو کفن دوں گا۔ دوسرا کہنے لگا: میں کفن دوں گا، تو ان کی رائے اس پر متفق ہوئی کہ ان میں سے ہر شخص ایک ایک کپڑا دے دے۔ پھر انہوں نے دوات اور کاغذ لیا اور آپ کی شکل وصورت تیار کی اور کہا: کہ ہم جب مدینہ منورہ پہنچیں گے تو امید ہے کہ کوئی نہ کوئی ان کو جانتا ہوگا اور انہوں نے اس تصویر کو اپنے سامان میں رکھ لیا۔

پس جب انہوں نے آپ کو غسل دے لیا اور کفانے کا ارادہ کیا اور ان کے اوپر سے کپڑے ہٹائے تو ان کو جنت کا کفن پہنے ہوئے دیکھا اور دیکھنے والوں نے اس کی مثل نہیں دیکھا تھا اور آپ کے کفن پر کستوری اور عنبر لگا ہوا پایا۔ جس نے دنیا کی خوشبوؤں کو ماند کر رکھا تھا۔ آپ کی جبین پر بھی کستوری کی ایک مہر تھی اور قدموں پر بھی اسی طرح کی ایک مہر تھی۔

تو انہوں نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہ عزوجل نے خود ان کو کفن دے دیا ہے اور بندوں کے کفنوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ ہم

امید کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نیک بندے کی (اس خدمت کی) وجہ سے ہمیں جنت عطاء فرمائیں گے اور آپ کو اس (ٹھنڈی) رات میں بے یارو مددگار چھوڑ دینے پر سخت شرمندہ ہوئے۔ جس سے ان کا انتقال ہو گیا۔

پھر ان لوگوں نے آپ کو دفن کرنے کے لئے اٹھایا اور ایک نرم جگہ پر رکھ دیا' تاکہ آپ کی نماز جنازہ ادا کریں۔ جب انہوں نے (جنازہ میں) اللہ اکبر کہا تو آسمان سے زمین تک اور مشرق سے مغرب تک تکبیر کی آوازیں سنیں۔ جن سے ان کے کلیجے اور آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور سخت گھبراہٹ کی وجہ سے اور جو انہوں نے اپنے سروں کے اوپر سے سنا تھا' اس کے رعب کے چھا جانے سے ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آپ کی نماز جنازہ کیسے ادا کریں۔

اس کے بعد آپ کو قبر کی طرف لانے کے لئے اٹھایا تو ایسے لگا جیسے ان سے آپ کو اچکا جا رہا ہے اور یہ لوگ آپ کا کوئی بوجھ نہیں محسوس کر پا رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کو قبر کے پاس لائے' تاکہ دفن کر دیں اور دفن کر دیا اور سارا قافلہ آپ کے معاملہ میں حیران ہو کر واپس لوٹا۔ پھر جب ان لوگوں نے اپنا سفر پورا کر لیا اور مسجد کوفہ میں آئے اور آپ کے واقعہ کی اطلاع دی اور آپ کی شکل وصورت بیان کی اس وقت لوگوں کو معلوم ہوا اور مسجد کوفہ میں (صدمہ میں بے اختیار) رونے کی آوازیں بلند ہو گئیں۔ اگر یہ صورت پیش نہ آئی ہوتی تو آپ کی موت کا کسی کو بھی علم نہ ہوتا اور نہ آپ کی قبر کا پتہ ملتا' کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو لوگوں سے چھپا رکھا تھا اور ان سے بھاگے ہوئے تھے۔ اللہ ان سے راضی ہو اور ان کی برکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ (آمین)

نواں خطاب

برادران گرامی! یہ غفلت کب تک ہے؟ تمہیں مہلت دیئے بغیر طلب کر لیا جائے گا، تم پر خدا کی قسم ہے اپنی زندگی کو تیاری میں مصروف کر دو اور اپنے برے اعمال کی اصلاح کر لو۔ اپنی موت کے منتظر رہو۔ دنیا نے تمہیں کوچ کا الارم دے دیا ہے اور تم اجل سے کھیل رہے ہو، حالانکہ یوم حساب تمہارے سر پر ہے۔ گناہوں کے وزنی ہونے پر اور رفیق بد پر حسرت ہے، تیاری کی کمی اور راستہ کی دوری پر افسوس ہے۔

اے دنیا کی توجہ سے دھوکہ میں پڑنے والے! اس کی جھوٹی آس کے فتنہ میں مبتلا ہونے والے! تو سیدھے راستہ سے بھٹک گیا ہے اور اپنے کاموں میں فریب خوردہ ہے۔ اے بے کار! تو کب تک توبہ کو ٹالتا رہے گا؟ تو اس ٹال مٹول میں معذور نہیں ہے، کب تک تیرے متعلق کہا جاتا رہے گا، یہ آزمائش اور دھوکہ میں پڑا ہے۔

اے مسکین! نیکی کمانے کے اوقات گزرتے چلے جا رہے ہیں اور تو ان اوقات کو ضائع کرتا چلا جا رہا ہے تو اپنے کو مقبول سمجھتا ہے کہ مردود؟ تو اپنے کو ملنے والا جانتا ہے یا دور کر دیا جانے والا۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ کل کو بہترین سواریوں پر سوار ہوگا یا اپنے مونہہ کے بل گھسیٹا جائے گا، کیا دیکھتا ہے تو دوزخیوں میں سے ہے یا ارباب محلات اور قصور میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! ہلکے پھلکے (گناہوں سے

پاک) لوگ کامیاب ہوگئے اور بے کار لوگ وہاں پر نقصان میں پڑنے والے ہیں۔ انجام کار سب امور اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اشعار:

مالی أراکَ علی الذُّنوبِ مُواظبا ... أأخذتَ مِنْ سُوءِ الحساب أمانا

لا تغفلنَّ کأنَّ یومَک قد أتی ... ولعلَّ عُمرَکَ قد دنا أو حانا

ومضی الحبیبُ لحَفْرِ قبرک مُسرعاً ... وأتی الصَّدیقُ فأنذر الجیرانا

وأتَوْا بغسَّالٍ وَجاووا نحوَہ ... وبدا بغسلِکَ میتاً عُریانا

فغُسِلْتَ ثمَّ کُسِیتَ ثوباً للبلی ... ودَعَوْا لحمل سریرک الإخوانا

وأتاک أھلُک للوداع فودَّعوا ... وجرت علیک دُموعُھم غدْرانا

فخَفِ الإلٰہ فإنَّہ مَنْ خافہ ... سکَنَ الجِنَان مُجاوراً رِضوانا

جنَّات عَدْن لا یَبیدُ نعیمُھا ... أبداً یخالطُ روحہ رَیْحَانا

ولمن عصی نارٌ یقالُ لھا: لظی ... تشوی الُوجوہَ وتحرِقُ الأبدانا

نبکی وحُقَّ لنا البکا یا قومَنا ... کی لا یؤاخذنا بما قد کانا

ترجمہ:۔

(۱) میں حیران ہوں، تمہیں گناہوں میں مصروف ہی دیکھتا ہوں۔ کیا تو نے حساب بد سے امان لے رکھی ہے۔

(۲) تو غافل مت ہو، تیرا دن بھی آ چکا ہے اور تیری عمر بھی قریب باختتام ہے۔

(۳) تیرا دوست جلدی سے تیرے لئے قبر کھودنے کو چل پڑا ہے اور تمہارا دوست بھی آ گیا ہے اور پڑوسی بھی ڈر گئے ہیں۔

(۴) وہ غسل دینے والے کو لائے ہیں اور تمہاری میت تک پہنچ چکے ہیں اور تیری میت بوقت غسل بے ستر ہوگئی۔

(۵) تجھے غسل دے دیا گیا اور بوسیدہ ہونے کے لئے کفن پہنا دیا گیا اور

تیری چارپائی اٹھانے کو بھائی بلائے ہیں۔

(۶) تیرے اہل واولاد تیرے پاس الوداع کے لئے آئے ہیں' انہوں نے تجھے الوداع کہا ہے اور تیرے لئے ان کے دھوکے کے آنسو بہے ہیں۔

(۷) خدا کا خوف کر' کیونکہ جو شخص اس سے ڈرتا ہے جنت میں رہتا ہے اور (جنت کے فرشتہ) رضوان کا پڑوسی بنتا ہے۔

(۸) جنت عدن میں رہے گا' جس کی نعمتیں کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ اس کی روح خوشبو سے معطر رہے گی۔

(۹) جو نافرمانی کرے گا' اس کے لئے دوزخ ہے' جس کا نام لـظـىٰ (بھڑکنے والی) ہے' جو چہرہ بھون ڈالے گی اور بدن جلا ڈالے گی۔

(۱۰) اے ہماری قوم! ہم روتے ہیں اور ہمیں رونا ہی چاہئے کہ ہمارے گناہوں کی باز پرس نہ ہو۔

مرنے والے سے پانچ فرشتوں کا خطاب

جناب نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(إذا كانَ ابنُ آدمَ في سياقِ الموت' بعث الله إليه خمسة مِنَ الملائكة:

أمَّا الملَكُ الأوّل' فيأتيه وروحه في الحُلقوم فيناديه: يا ابنَ آدم' أين بدنُك القويُّ؟ ما أضعفه اليومَ؟ أين لسانك الفصيح؟ ما أسكته اليومَ؟ أين أهلُكَ وقرابتُك؟ ما أوحشكَ منهمُ اليومَ!

ويأتيه الملَكُ الثّاني إذا قُبض روحه' ونُشر عليه الكفنُ' فيناديه: يا ابنَ آدمَ' أين ما أعددت من الغِنى للفقر؟ أين ما أعددت مِن الخرابِ للعمران؟ أين ما أعددت مِن

الإنس للوَحشة؟

ويأتيه الملك الثَّالث إذا حُمِلَ على الأعناق، فيناديه: يا ابنَ آدمَ، اليومَ تُسافر سفراً بعيداً لم تُسافِرْ سفراً أبعدَ منه، اليوم تزورُ قوماً لم تزُرْهم قبلَ هٰذا قطُّ، اليومَ تدخل مُدخلاً ضيقاً لم تدخُلْ أضيقَ منه، فطُوبى لک إنْ فُزْتَ برضوان الله، وويلٌ لک إن رجعت بسخط الله.

ويأتيه الملکُ الرَّابع إذا اُلحِدَ في قبره، فيناديه: يا ابنَ آدم، بالأمسِ كنتَ على ظهرها ما شياً، واليوم صِرْتَ في بطنها مضطجعاً. بالأمسِ كُنت على ظهرها ضاحكاً، واليومَ أصبحتَ في بطنها باكياً. بالأمس كنتَ على ظهرها مُذنباً، واليوم أمسيتَ في بطنها نادماً.

ويأتيه الملک الخامس إذا سُوِّيَ عليه التُّرابُ، وانصرف عنه الاهل والجيران والأصحاب، فيناديه: يا ابن آدم، دفنوک وتركوک، ولو أقاموا عندک ما نفعوک. جمعتَ المالَ وتركتَه لغيرک. اليوم تَصيرُ إمَّا لجنَّةٍ عالية، أو إلى نارٍ حامية. (۳۶).

ترجمہ:۔ جب انسان موت کی کش مکش میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس پانچ فرشتے مبعوث فرماتے ہیں۔

پہلا فرشتہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے جب انسان کی روح اس کے حلق میں ہوتی ہے۔ یہ اس سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔ اے انسان! تیرا طاقتور بدن کہاں ہے؟ اس کو آج کس نے کمزور کر دیا؟ تیری خوش بیان زبان کہاں ہے؟ آج اس کو کس نے خاموش کر دیا؟

تیرے گھر بار اور رشتے والے کہاں ہیں، آج ان سے کس چیز نے تجھے وحشت زدہ کر دیا ہے؟

(۳۶) قال محشی بحر الدموع ابراہیم باجس عبد المجید: لم اجد ہذا الحدیث والظاہر علیہ الوضع۔

اور دوسرا فرشتہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے جب اس کی روح قبض ہو چکی ہوتی ہے اور کفن ڈالا جا چکا ہوتا ہے۔ یہ اس کو آواز دے کر کہتا ہے:

اے انسان! وہ کہاں ہے، جس کو تو نے دولت سے فقیری کیلئے تیار کیا؟ وہ کہاں ہے جو تو نے ویرانے سے آبادی کے لئے تیار کیا؟ وہ کہاں ہے جو تو نے انس سے وحشت کیلئے تیار کیا۔

تیسرا فرشتہ اس کے پاس اس وقت آتا ہے، جب اس کا جنازہ کندھوں پر اٹھایا جاتا ہے، یہ اس کو پکار کر کہتا ہے: اے انسان! آج تو نے بہت دور کا سفر کرنا ہے، اتنا طویل سفر تو نے کبھی نہیں کیا۔ آج تو ایسی قوم سے ملاقات کرے گا جس سے تو نے کبھی ملاقات نہیں کی۔ آج ایسی تنگ جگہ میں داخل ہوگا کہ اس سے زیادہ تنگ جگہ میں کبھی داخل نہیں ہوا، تجھے بشارت ہو اگر تو اللہ کی خوشنودی سے سرفراز ہو گیا اور ہلاکت ہو، اگر اللہ کی ناراضی میں مردود ہوا۔

اس کے پاس چوتھا فرشتہ اس وقت آتا ہے جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے۔ یہ اس کو پکار کر کہتا ہے۔ اے انسان! کل کو تو اس کی پشت پر چلتا تھا، آج اس کے پیٹ میں لیٹے گا، کل تو اس کی پشت پر ہنستا تھا آج اس کے پیٹ میں روئے گا۔ کل تو اس کی پشت پر گناہ کرتا تھا، آج اس کے پیٹ میں شرمندگی اٹھائے گا۔

پانچواں فرشتہ اسکے پاس اس وقت آتا ہے جب میت پر مٹی برابر کی جا چکی ہوتی ہے اور گھر والے، رشتہ دار اور دوست واپس جا چکے ہوتے ہیں، یہ پکار کر کہتا ہے: اے انسان! تجھے انہوں نے دفن کر دیا اور چھوڑ گئے۔ اگر یہ تیرے پاس قیام بھی کرتے تب بھی تجھے کوئی نفع نہ پہنچا سکتے، تو نے مال جمع کیا اور دوسرے کیلئے چھوڑ آیا، آج یا تو جنت کے اونچے درجہ میں منتقل ہوگا یا جلتی ہوئی آگ میں۔

ایک بزرگ کی کیفیت اور ماں کی تڑپ

ایک عابد سے منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے طاقت کے زمانہ میں تیری

نافرمانی کی اور کمزوری کے زمانہ میں تیری اطاعت کی‘ جب میں موٹا تازہ تھا تو میں نے تجھے غصہ دلایا اور جب دبلا پتلا ہوا تیری عبادت کی‘ کاش مجھے معلوم ہو جائے کہ آپ نے مجھے میرے خوف سمیت قبول فرمالیا ہے یا میرے جرم کے سپرد کر دیا ہے۔ وہ بزرگ فرماتے ہیں: پھر ان پر غشی طاری ہوگئی اور زمین پر گر پڑے اور ان کی پیشانی پھٹ گئی تو ان کی ماں ان کی طرف اٹھی اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پیشانی کو پونچھا اور روتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی: دنیا میں میری آنکھ کی ٹھنڈک‘ آخرت میں میرے دل کا ثمرہ‘ اپنی بوجھل بڑھیا (ماں) سے گفتگو تو کر اور پریشان ماں کو جواب تو دے۔ وہ بزرگ بیان کرتے ہیں: یہ نوجوان اپنی بے ہوشی سے ہوش میں آیا اور اپنے ہاتھ جگر پر رکھے ہوئے تھا اور روح جسم میں تڑپ رہی تھی‘ آنسو اس کے رخسار اور داڑھی پر لگاتار بہہ رہے تھے تو اس نے بڑھیا سے کہا: اے ماں! یہ وہی دن ہے‘ جس سے تو مجھے ڈرایا کرتی تھی اور یہی وہ اکھاڑہ ہے جس سے مجھے خوف دلاتی تھی۔ یہ ہولناکیوں کا میدان ہے اور بوجھ اترنے کی جگہ ہے۔ ہائے گذرے ہوئے زمانوں پر افسوس اور ان طویل زمانوں پر افسوس جن میں میں نے اپنے بخت نہیں سنوارے۔

اے اماں! مجھے اپنی جان کی فکر ہے کہ میں طویل مدت تک دوزخ میں نہ پڑا رہوں۔ میں گھبراتا ہوں‘ اگر مجھے اس میں سر کے بل پھینک دیا جائے۔ میں اس کے صدمہ میں ہوں‘ اگر اس میں ہی میرے سانس ٹوٹ گئے۔

اے اماں! میں جو کہوں ویسا کر دو۔

ماں نے کہا: میرے بچے جان تم پر قربان۔ کیا چاہتے ہو؟

کہا: میرا رخسار مٹی پر رکھ دے اور اپنے پاؤں سے اس کو روند دے‘ تاکہ میں دنیا میں ذلت کا مزہ چکھ لوں اور اپنے آقا و مولیٰ کی لذت پالوں‘ شاید وہ مجھ پر ترس کھائے اور شعلہ مارتی ہوئی دوزخ سے نجات بخشے۔

اس کی ماں کہتی ہے کہ میں اسی وقت اٹھی اور اس کے رخسار کو خاک سے لتھیڑ دیا اس وقت اس کی آنکھوں سے پرنالہ کی طرح آنسو جاری تھے اور میں نے اپنے قدم سے اس کے رخسار کو لتاڑا تو وہ کمزور آواز سے کہنے لگا' جو گناہ کرتا ہے اور نافرمان بنتا ہے اس کی یہی سزا ہے' جو خطاء کرتا ہے اور برائی کرتا ہے اس کی یہی جزاء ہے۔ اس کی یہی سزا ہے جو اپنے مولیٰ کے دروازہ پر نہیں آتا' اس کی یہی سزا ہے جو خداوند برتر وبالا کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔

ماں کہتی ہے: پھر اس نے اپنا رخ قبلہ کی جانب کیا اور کہا:

لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ' لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ إِنِّی کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ.

ترجمہ:۔ میں حاضر ہوں' حاضر ہوں' آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ پاک ہیں' میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔

وہ بزرگ بیان کرتے ہیں' پھر وہ جوان اسی جگہ پر انتقال کر گیا۔ بعد میں اس کی ماں نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے جو بادل سے نمودار ہوا ہو' تو اس سے پوچھا: اے بیٹے! تیرے ساتھ تیرے مولیٰ کا معاملہ کیسا رہا؟ کہا: میرا مرتبہ بلند کر دیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب بخشا تو ماں نے پوچھا: اے بیٹے! وہ بات جو میں نے تیری موت کے وقت سنی تھی وہ کیا تھی؟ کہا: اے اماں! ایک ہاتف نے پکارا تھا اور مجھے کہا تھا: اے عمران اللہ کے قاصد کے پاس آ جا تو میں نے اس کو جواب دیا تھا اور اپنے رب عزوجل کے سامنے لبیک کہی تھی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

دسواں خطاب

برادران گرامی! سفر (آخرت) ہم پر لازمی ہے' ہمیں کیا ہو گیا جو ہمارے قیام کی جگہ نہیں ہے۔ اس کو ہم جائے قیام بناتے ہیں' سال منزلیں ہیں' مہینے مرحلے ہیں' دن میل ہیں' سانس قدم ہیں' گناہ چور ہیں' منافع جنت ہے اور نقصان دوزخ ہے۔

انسان کے چھ سفر

جب سے ہماری تخلیق کی گئی اس وقت سے وقت قرار تک ہم چھ سفروں میں منتقل ہوتے رہیں گے' ہمارا پہلا سفر مٹی سے خمیر کا ہے' دوسرا سفر پشت سے رحم کا ہے' تیسرا سفر رحم سے زمین تک کا ہے' چوتھا سفر زمین کی پشت سے قبر تک کا ہے' پانچواں سفر قبر سے میدان محشر تک کا ہے۔ چھٹا سفر میدان محشر سے مقام اقامت تک کا ہے یا جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف۔ ہم نے آدھا راستہ طے کر لیا ہے اور باقی بہت کٹھن ہے۔ اے رنج اور صدمہ میں شور مچانے اور واویلا کرنے والے' حیلہ سازی دوسرے کے لئے چھوڑ دے' راحت میں رہے گا تو آرام (اور وقتی) راحت کو ترجیح دیتا ہے اور سابقہ خطرناک گناہوں کو بھول گیا ہے' اگر تو گناہوں کی تلافی کے لئے دل سے متوجہ ہوتا تو تیرے فکر و غم آسان ہو جاتے۔

اے برادر! دنیا سے دور رہ' کیونکہ دنیا تاریک راہ گذر ہے' اس سے اپنی حسب ضرورت غذا حاصل کر اور یہ بھی ذہن نشین رکھ کہ تو نے بھی مرنا ہے۔

حبشی بزرگ

امام ابن المبارک فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں حاضر ہوا جبکہ لوگ بارش کے قحط میں مبتلا تھے اور مسجد حرام میں بارش کی دعا کر رہے تھے۔ میں ان لوگوں میں بنی شیبہ کے دروازہ کی جانب تھا کہ ایک غلام آیا جس پر کھدر کے دو ٹکڑے تھے' ایک کو چادر کے طور پر باندھے ہوئے تھا دوسرے کو اپنے کندھے پر ڈالے ہوئے تھا اور وہ میرے پہلو میں ایک پوشیدہ جگہ میں پڑ گیا' میں نے اس سے سنا تو وہ یہ کہہ رہا تھا:

اے میرے مالک! گناہوں کی کثرت اور عیبوں کی سیاہی نے (انسانوں کے) چہروں کو بوسیدہ کر دیا ہے۔ آپ نے ہم سے آسمانوں کی بارش اس لئے روک لی' تاکہ اس سے مخلوق کو تنبیہ کرے۔ اے حلیم و بردبار! میں آپ سے التجا کرتا ہوں' اے وہ ذات جس کو آپ کے بندے صرف محسن جانتے ہیں' ان کو ابھی ابھی بارش دیدے۔

حضرت امام ابن المبارک فرماتے ہیں: وہ یہی کہتا جا رہا تھا ''ان کو ابھی بارش دیدے' انکو ابھی بارش دیدے'' یہاں تک کہ فضا بادل سے بھر گئی اور بادل سے مشکیزوں کے موتہوں کے برابر بڑی بڑی بوندیں گرنے لگیں اور وہ غلام اپنی اسی جگہ پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح ادا کرنے لگ گیا۔ پس میں نے رونا شروع کر دیا' یہاں تک کہ وہ اٹھ گیا تو میں بھی اس کے پیچھے ہولیا' حتیٰ کہ میں نے اس کے مکان کا پتہ لگا لیا' پھر میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا وجہ ہے میں آپ کو افسردہ دیکھ رہا ہوں؟ میں نے انہیں بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارا غیر سبقت لے گیا ہے اور اللہ نے ہمارے علاوہ اس سے دوستی کر لی ہے۔

تو انہوں نے پوچھا: کیا واقعہ ہے؟ تو میں نے ان کو سارا واقعہ عرض کیا تو ان کی چیخ نکل گئی اور (بیہوش ہو کر) زمین پر گر گئے۔

پھر فرمایا: اے ابن مبارک! تم پر افسوس ہے۔ مجھے اس کے پاس لے چلو۔ میں نے عرض کیا: فی الحال وقت کم ہے، میں اس کے حالات کا پتہ لگاتا ہوں۔

جب کل ہوئی اور میں نے صبح کی نماز ادا کر لی تو اس کے مکان پر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا، تو (اس غلام کے) دروازہ پر ایک بوڑھا بیٹھا تھا جس کے نیچے چادر بچھی ہوئی ہے، جب اس نے مجھے دیکھا تو پہچان گیا اور کہنے لگا۔ اے ابو عبدالرحمٰن! خوش آمدید! کیسے تشریف آوری ہوئی ہے؟ میں نے کہا: مجھے ایک غلام کی ضرورت ہے، اس نے کہا: اچھی بات ہے۔ میرے پاس بہت غلام ہیں، جس کو چاہو پسند کر لو۔ تو اس نے چیخ کر ایک غلام کو بلایا تو ایک موٹا تازہ غلام نکلا تو اس نے کہا: یہ نیک سیرت ہے، میں آپ کے لئے اس کو پسند کرتا ہوں۔

میں نے کہا: مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد وہ ایک کے بعد دوسرے کو بلاتا رہا، یہاں تک کہ اس نے اس غلام کو بلا لیا، جب میں نے اس کو دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔

اس بوڑھے نے کہا: یہ درست ہے؟ میں نے کہا: ہاں۔

تو اس نے کہا: اس کو تو میں کسی صورت بھی فروخت نہیں کروں گا۔

میں نے کہا: کس لئے نہیں بیچو گے؟

اس نے کہا: میں نے اس گھر میں اس کی بہت برکات دیکھی ہیں، جب سے یہ میرے پاس آیا ہے مجھے کوئی مصیبت نہیں پہنچی۔

میں نے اس سے پوچھا: اس کا کھانا کہاں سے آتا ہے۔

کہا: کھجور کی رسیاں بٹ کر درہم کا چھٹا حصہ یا اس سے کم و بیش کما لیتا ہے۔ اگر یہ بک جائیں تو یہی اس کی گزر اوقات ہے ورنہ سارا دن ویسے ہی گزار دیتا ہے۔ مجھے غلاموں نے اس کے متعلق بتلایا ہے کہ یہ ان لمبی راتوں میں بھی نہیں سوتا اور کسی سے میل جول نہیں رکھتا، اپنے نفس کا بڑا خیال رکھتا ہے اور میں بھی اس کے ساتھ دل سے محبت کرتا ہوں۔

میں نے اس بوڑھے سے کہا: حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان ثوری (یہ دونوں نہایت اونچے درجہ کے بزرگ اور محدث فقیہ ہیں) کے پاس بغیر کسی کام کے چلو۔ حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: (جب وہ ان سے ملاقات کر کے واپس آیا تو) میں دوبارہ اس کے پاس گیا اور نہایت ہی منت وسماجت کر کے سوال کیا تو اس نے کہا: آپ کا میرے پاس چل کر آنا بڑی اہمیت رکھتا ہے' آپ جس کو چاہیں لے جائیں۔

حضرت ابن مبارک فرماتے ہیں: میں نے اس غلام کو خرید لیا اور اسے ساتھ لے کر حضرت فضیل کے مکان کی طرف چل پڑا۔ میں کچھ دیر ہی چلا تھا کہ اس نے مجھے کہا: اے میرے آقا!

میں نے اسے کہا: لبیک۔

اس نے کہا: آپ لبیک نہ کہیں' غلام ہی اس لائق ہے کہ وہ اپنے آقا کو لبیک کہے۔

میں نے اس سے کہا: اے میرے دوست آپ کی کیا حاجت ہے؟

اس نے کہا: میں کمزور بدن ہوں' خدمت کی طاقت نہیں رکھتا' کسی دوسرے غلام سے آپ کو زیادہ فائدہ ہوتا۔ اس بوڑھے نے آپ کے لئے اس غلام کو پیش کیا تھا جو مجھ سے موٹا تازہ اور طاقتور تھا۔

میں نے کہا: اگر میں آپ سے خدمت لوں تو اللہ تعالیٰ میری طرف رحمت کی نظر ہی نہ کرے۔ میرے آپ کو خریدنے کا مقصد یہ ہے کہ میں آپ کو اولاد کی جگہ دوں گا' آپ کی شادی کراؤں گا اور میں خود آپ کی خدمت کروں گا۔

تو وہ رو پڑا۔

میں نے اس سے کہا: آپ کو کس شے نے رلایا ہے؟

اس نے کہا: آپ یہ کیوں کریں گے؟ آپ نے میرا کوئی ربط اللہ تعالیٰ سے

یقیناً دیکھ لیا ہے۔ ورنہ آپ نے صرف مجھے ان غلاموں میں سے کیوں خریدا؟
میں نے کہا: واقعی! اس کے سوا آپ سے میری حاجت نہیں ہے۔
اس نے مجھے کہا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں آپ مجھے اس رابطہ کے متعلق ضرور بتلائیں۔
میں نے کہا: تمہاری دعا کی قبولیت کی وجہ سے۔
تو اس نے کہا: انشاء اللہ مجھے لگتا ہے کہ تو نیک آدمی ہے۔ اللہ کی مخلوق میں کچھ نیک لوگ ہوتے ہیں، جن کی شان اپنے محبوب لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیتا ہے اور ان کے حالات کا اظہار بھی اپنے پسندیدہ حضرات کے سامنے کرتا ہے۔
پھر اس نے کہا: آپ کچھ دیر میری انتظار کریں، میری رات کی کچھ رکعتیں باقی رہتی ہیں۔ (میں ان کو پورا کرنا چاہتا ہوں)۔
میں نے کہا: حضرت فضیل کا گھر یہ (سامنے) ہے۔
اس نے کہا: نہیں مجھے یہیں پر اچھا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مہلت نہیں دیتے، پھر وہ مسجد میں داخل ہو گیا اور بہت دیر تک نماز میں مشغول رہا، پھر میرے پاس اپنے ایک ارادہ کے ساتھ آیا اور میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا: اے ابو عبدالرحمٰن آپ کا کوئی کام ہے؟
میں نے کہا: کیوں؟
اس نے کہا: کیونکہ میں واپس جانا چاہتا ہوں۔
میں نے کہا: کہاں جانا چاہتے ہو؟
اس نے کہا: آخرت کی طرف۔
میں نے کہا: ایسا نہ کرو، کچھ وقت تو مجھے دیدو کہ میں آپ سے فائدہ حاصل کرسکوں۔

اس نے کہا: زندگی تو اس وقت تک پسند تھی، جب تک معاملہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تھا لیکن اب جب آپ اس پر مطلع ہو گئے ہیں تو آپ کے علاوہ کوئی اور بھی مطلع ہوسکتا ہے۔ جس کی مجھے ضرورت نہیں ہے، پھر وہ مونہہ کے بل گر پڑا اور یہ کہہ رہا تھا:

اِلٰھی اقبِضنی السَّاعة السَّاعة،

(ترجمہ:۔ اے مالک! اسی وقت میری جان قبض کر لے) پس میں نے اس کے قریب ہو کر دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ خدا کی قسم! میں جب بھی اس کو یاد کرتا ہوں تو بہت غمزدہ ہوتا ہوں، میری نظر میں دنیا چھوٹی ہو جاتی ہے اور عمل حقیر معلوم ہوتا ہے۔ اللہ اس پر بھی رحمت فرمائے اور اس کے طفیل ہم پر بھی رحمت فرمائے (آمین) (۳۷)۔

---

(۳۷) صفوۃ الصفوۃ ۲/ ۲۶۸۔ ۲۷۲، طبقات ق ۱۴۰۔ ۱۴۱، الرقۃ والبکاء ابن قدامہ ۲۵۷، ۲۵۹

گیارہواں خطاب

اے حضرت! کب تک عابدوں اور زاہدوں کی شکل وصورت اپناؤ گے۔ تمہارے دل کی غفلت کا حال تو وہی ہے جس سے تم باخبر ہو۔ تیرا ظاہر تو اجلا ہے اور باطن لمبی امیدوں میں لتھڑا ہے۔ جس کو مال کی محبت مائل کر لے' وہ خدا کی محبت کے قابل نہیں ہوتا۔ اگر مجاہدہ اور مشقت کی تکلیف نہ ہوتی تو لوگوں کو مردانگی کا خطاب نہ ملتا۔

اے مردہ دل! دنیا میں تیرا وعدہ درست ہے لیکن آخرت میں محال ہے۔ اگر تو جوانی میں نیک اعمال کی طرف راغب نہیں ہوا تو بڑھاپے میں ہو جا۔ سر کے سفید ہو جانے کے بعد کھیل کود درست نہیں ہوتی۔ جب بڑھاپے کی لغزش انسان کو (خدا سے) دور کر دیتی ہے تو کہا جاتا ہے تو نے شباب کو غفلت میں ضائع کیا اور بڑھاپے میں اعمال بد پر روتا ہے۔ اگر تجھے خبر ہوتی جو تیرے لئے تیار ہو چکا ہے تو تو طویل طویل راتوں میں رویا کرتا۔

اللہ سے دوستی کا بہترین طریقہ

حضرت ذوالنون (مصری) رحمۃ اللہ علیہ لوگوں سے وعظ کہہ رہے تھے تو ان سے ایک آدمی نے کہا: اے حضرت! میں کیا کروں؟ میں جب بھی اپنے آقا ومولیٰ کے کسی دروازہ پر حاضر ہوتا ہوں تو مجھے کوئی نہ کوئی مصیبت اور امتحان آ گھیرتا ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا: اے بھائی! اپنے مولیٰ کے دروازہ پر اس

حالت میں حاضری دے، جس طرح سے چھوٹا بچہ اپنی ماں سے لپٹتا ہے، جب اس کی ماں اس کو مارتی ہے، یہ پھر بھی اس کی طرف لپکتا ہے اور جب اس کو دور پھینکتی ہے اس کے قریب ہوتا ہے، وہ اسی طرح کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی ماں اسے گلے لگا لیتی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد

منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبادت کی خاطر زمین میں سفر کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: میری سواری میرے پاؤں ہیں، بال میرا لباس ہیں، خوف خدا میرا شعار ہے، زمین کی گھاس میرے لئے خوشبودار پودے ہیں، جو کی روٹی میرا طعام ہے، رات کے اندھیرے میرا سایہ ہیں، جہاں مجھے رات ٹھکانا دیدے وہی میرا مسکن ہے اور جس شخص پر موت آنی ہو اس کے لئے یہ بہت ہے۔

جنگل کا ولی

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ (مشہور بزرگ ہیں) فرماتے ہیں: میں نے مکہ مکرمہ میں ایک بدوی (خانہ بدوش عربی) کو دیکھا جو صوفیاء کرام کی خدمت کر رہا تھا۔ میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو کہا: میں ایک صحرا میں تھا وہاں میں نے ایک غلام دیکھا۔ سر سے ننگا تھا، نہ تو اس کے پاس توشہ سفر تھا، نہ مشکیزہ نہ لاٹھی، میں نے دل میں کہا: میں اس جوان سے ملتا ہوں۔ اگر یہ بھوکا ہوگا تو اس کو کھانا کھلاؤں گا، اگر پیاسا ہوگا تو پانی پلاؤں گا۔ اس نے بتلایا کہ میں اس کی طرف چل دیا۔ حتیٰ کہ اس کے اور میرے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا تو وہ اچانک مجھ سے دور ہوا، یہاں تک کہ میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں نے کہا: یہ شیطان تھا تو آواز آئی۔ (یہ شیطان) نہیں بلکہ سکران (اللہ کی محبت میں مست) ہے۔

تو میں نے اس کو آواز دی۔ اے فلاں! جس ذات نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

مبعوث فرمایا ہے۔ میں اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں تو میرے لئے رک جا' تو اس نے کہا: اے جوان! تو نے مجھے بھی (روک کر) تھکا دیا ہے اور اپنے آپ کو بھی۔

میں نے اس سے کہا: میں نے آپ کو اکیلا دیکھا تھا' اس لئے آپ کی خدمت کے ارادہ سے آیا تھا۔

اس نے کہا: جس کے ساتھ اللہ ہو وہ اکیلا کیسے ہو سکتا ہے؟

میں نے کہا: میں نے آپ کے ساتھ توشہ سفر نہیں دیکھا؟

اس نے کہا: جب مجھے بھوک لگتی ہے تو اللہ کا ذکر میرا توشہ بن جاتا ہے اور جب مجھے پیاس لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ میری طلب اور مراد ہوتی ہے۔

میں نے اس سے کہا: میں بھوکا ہوں' مجھے کھانا کھلا دو۔

اس نے کہا: کیا تم اولیاء کی کرامات کا یقین نہیں رکھتے؟

میں نے کہا: کیوں نہیں؟ لیکن میرا دل مطمئن ہو جائے گا۔ تو اس نے زمین پر اپنا ہاتھ مارا' جبکہ زمین ریتلی تھی پھر ایک مٹھی اٹھائی اور کہا: اے دھوکہ خوردہ! کھا۔ تو وہ ستو تھا' جتنا لذیذ ہوتا ہے اس سے کہیں زیادہ لذیذ تھا۔ میں نے اس سے کہا: اس کو کس شے نے لذیذ ترین بنایا ہے۔

اس نے کہا: صحرا میں اولیاء کے پاس اس طرح کی بہت سی نعمتیں ہیں اگر تو سمجھے۔

تو میں نے کہا: مجھے پانی بھی پلاؤ' تو اس نے زمین پر پاؤں مارا تو وہاں پر شہد اور پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا تو میں بیٹھ گیا تاکہ اس چشمہ سے پانی پیوں پھر جو میں نے اپنا سر اٹھایا تو اسے نہ دیکھا۔ معلوم نہیں وہ کس طرح غائب ہو گیا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ وہ کس طرف گیا۔ پس میں اس وقت سے آج تک نیک لوگوں کی خدمت کر رہا ہوں' شاید کہ میں اس طرح کے ولی کی زیارت کر سکوں۔

اے محترم! تو کب تک ان کے حالات سنتا رہے گا اور ان کے نقش قدم پر نہیں چلے گا۔

توبہ کرنیوالوں کی صحبت اختیار کر' شاید انکے راستہ پر چلنے کی توفیق مل جائے۔ اے مردود! اپنی خدا سے دوری سے عبرت پکڑ' تیری طرح کے لوگ روتے اور چلاتے ہیں۔ اے متروک! خدا سے کچھ عذر معذرت کرلے' شاید خواری سے محفوظ ہوسکے اور انکساری' افسوس اور غمگین زبان سے یہ کہہ۔

اشعار:

كم ذا التَّلَوُّمُ لا إقلاعَ يصحُبه — ولا عزيمةَ هٰذا العجزُ والكسلُ
وكم أُردِدُ أقوالاً ملفَّقةً — ما ينفعُ القولُ إنْ لم يصدُقِ العملُ

ترجمہ:۔

(۱) جس کو گناہوں پر ملامت کی جارہی ہے وہ کتنا عاجز اور سست ہے گناہوں کو چھوڑنا اور عزیمت کو اختیار کرنا اس کو حاصل نہیں۔

(۲) میں کب تک مختلف نصیحتوں سے اس کو باز رکھوں گا جب تک عمل نہ ہو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔

بڑے تعجب کی بات ہے' میں کب تک متروک کو عتاب کرتا رہوں گا اور یہ عتاب کب تک فائدہ دے گا۔ میں کب تک غفلت میں بہرے کو پکارتا رہوں گا۔ کاش وہ پکار کو سن لے۔ میں کب تک تیرے دل سے باتیں کروں گا اور تیرے قبول کرنے کی طمع میں رہوں گا۔

تیرے لئے عبرت کا مقام ہے' اے خشک آنکھ والے! جو کبھی نالہ بر نہیں ہوتی' شرمندگی کے نشان پڑ جانے سے دل میں انکساری نہیں آتی۔ تیرا دل فانی کی محبت میں لگا ہوا ہے اور خود حرام کو جمع کرنے میں لگا ہے۔ اے غافل! اس کے جمع کرنے کا تجھ سے حساب لیا جائے گا' اس کا ذخیرہ اس کے لئے کر رہا ہے جو تجھے کوئی فائدہ نہ دے گا تو اسی طرح سے اس کھیل کے میدان میں ہوگا کہ اعلان ہو

گا۔ سفر آخرت کو چل اب تیرے واپس آنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

ایک ولی کی نصیحت

حضرت علی بن ابی صالح فرماتے ہیں: میں لکام (۳۸) پہاڑ کے علاقہ میں گھوم رہا تھا اور زاہدوں اور عابدوں کی تلاش میں تھا۔ میں نے اس پہاڑ پر ایک آدمی کو دیکھا۔ پیوند والے کپڑے پہنے ہوئے ایک چٹان پر بیٹھا تھا اور گردن زمین کی طرف جھکائی ہوئی تھی۔

میں نے اس سے کہا: اے شیخ! آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

اس نے کہا: نگہبانی اور حفاظت کر رہا ہوں۔

میں نے کہا: آپ کے سامنے تو پتھر پڑے ہوئے ہیں پھر کس شے کی نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہیں۔

اس نے کہا: اپنے دل کے خیالات کی نگہبانی کر رہا ہوں اور اپنے مولیٰ کے احکام کی حفاظت کر رہا ہوں۔ تجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے تجھے میرے سامنے ظاہر کیا ہے یہاں سے چلے جاؤ۔ تم نے میرے مولیٰ سے میری توجہ کو ہٹا دیا ہے۔

میں نے کہا: مجھے کوئی نصیحت کریں جس کا مجھے فائدہ ہو۔

اس نے کہا: جو دروازہ پر پڑا رہا اس نے خدمت کا ثبوت دے دیا جس نے گناہوں کو بہت یاد کیا اس نے ندامت کا خوب اظہار کیا جو اللہ کے ساتھ دوسروں سے مستغنی ہو گیا اس کو محتاجی کا خوف نہیں ہوگا۔

پھر مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ (۳۹)۔

---

(۳۸) یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو انطاقیہ شہر اور ابن لیون اور مصیعہ اور طرسوس کے اردگرد ہے (معجم البلدان یاقوت حموی ۲/۲۲) علامہ حموی مذکورہ کتاب کے صفحہ ۱۱ جلد ۴ میں فرماتے ہیں: ان علاقوں میں ابدال حضرات رہا کرتے ہیں۔

(۳۹) صفوۃ الصفوۃ ۴/۳۴۳۔

بارہواں خطاب

جس کے سفر دنیا کی طلب میں تیز ہیں اس کی جھوٹی امید کی گرہ کب کھلے گی۔ جب تو آخرت کی طلب کرے گا تو دنیا سے کیسے منقطع ہوگا۔ جب اس کے لئے تھوڑا وقت نکالے گا تو فائدہ کیسے اٹھائے گا۔

تعجب ہے تو نے فانی کی طلب میں سفر کی تیاری کسی ہوئی ہے۔ اس کے راستہ میں تو بہت رہزن ہیں۔ زندگی امانت ہے جس کی جوانی کو تو نے (خدا کے احکام کی) خیانت میں برباد کیا۔ اس کے بڑھاپے کو فضول گذار دیا۔ اب اخیر عمر میں تو روتا اور کہتا ہے میری عمر ضائع ہوگئی۔ خیانتی اپنی خرید وفروخت میں کب کامیاب ہوسکتا ہے۔

تو دنیا کی طلب میں تندرست ہے اور آخرت کی طلب میں بیمار ہے۔ اے کوتاہ ہمت! تقویٰ کے راستوں میں کتنا ترقی کی ہے؟

اے باتونی! اے تاریک رات جیسی عمر والے! طاقتوری کے بعد بڑھاپے کی فجر طلوع ہوچکی ہے۔ مردود لوگوں کے ساتھ مردود ہونے سے پہلے توبہ کرنے والوں کی صحبت اختیار کر۔

﴿وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾

(النمل: ۸۰)

ترجمہ:۔ اور آسمان وزمین میں کوئی ایسی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

اشعار:

إذا أنا لم أصبرْ على مَنْ أحبُّه — وإن حال عن وصلي فما أنا صانعُ
أأتركُهُ والقلبُ مِنْ فرط حبّه — أسيرٌ بما تُطوى عليه الأضالعُ
أأسمعُ فيه العذلَ والوَجْدُ حاكمٌ — فما يغنني بالعذل ما أنا سامعٌ
أأسلوه والشوق يمنع سلوتي — وأكتم ما قد أظهرته المدامع؟
ويعتبني قلبي إذا زاد وجدُه — فأضرِبُ صَفْحاً دونَه وأُمانعُ
وإن زاد بي أشتكيه' فحسبُه — على كلِّ حالٍ عند شكواي شافِعُ
فلا عِيشَةٌ تصفو ولا موعدٌ يَفِي — ولا نظرٌ يُسلي ولا الصَّبرُ نافع
أرى الدَّهر يمضي بُرهةً بعد برهةٍ — ولم أُلْفِ ما مالت إليه المطامعُ
فإن ضِقْتُ ذرْعاً بالَّذي قد لقيتُه — فكلُّ مَضِيقٍ فهو في الحبِّ واسعُ

ترجمہ:۔

(۱) جس سے میں محبت کرتا ہوں' اگر اس پر کفایت نہ کروں اور اگر میرے وصال کے درمیان رکاوٹ پڑ جائے تو میں کیا کروں؟

(۲) تو کیا میں اس کو چھوڑ دوں' حالانکہ میرا دل اس کی فرط محبت میں جکڑا ہوا ہے' جس طرح سے پسلیاں جکڑی ہوئی ہیں۔

(۳) کیا میں اس کے متعلق ملامت کو قبول کرلوں' حالانکہ محبت حاکم ہے' جو کچھ میں سن رہا ہوں۔ اس سے مجھے ملامت نجات نہیں دلا سکتی۔

(۴) کیا میں اس کو تسلی دوں؟ حالانکہ شوق میری تسلی سے روکتا ہے۔ کیا میں چھپالوں جس کو آنسوؤں نے ظاہر کردیا ہے؟

(۵) جب اس کی محبت بڑھتی ہے تو میرا دل مجھے عتاب کرتا ہے۔ کیا اس کے ماسوا سے مونہہ پھیرلوں اور اس کی حمایت کروں۔

(۶) اگر میرا درد بڑھ جائے تو اس سے عرض کروں' مجھے ہر حال میں وہی کافی ہے۔ میرے درد کے وقت وہی اس کا مداوا کرنے والا ہے۔

(۷) زندگی پاکیزہ نہیں ہے' وعدہ پورا ہونے والا نہیں ہے۔ کوئی نظر تسلی

بخش نہیں ہے اور کوئی صبر نفع بخش نہیں ہے۔

(۸) میں وقت کو دیکھ رہا ہوں' جو لمحہ بہ لمحہ گذر رہا ہے لیکن جس کی طرف امیدوں کا میلان ہے میں اس کی تیاری نہیں کر سکا۔

(۹) جس سے میری ملاقات ہوئی ہے' اگر میں اس سے ایک ہاتھ بھی تنگی کروں تو ہر تنگی محبت میں کشادگی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت کرنیوالی خاتون

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک نیک عورت کو دیکھا۔ جب میں اس کے قریب گیا تو وہ میرے پاس آئی اور سلام کہا۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا تو اس نے مجھ سے کہا: آپ کہاں سے آ رہے ہیں؟ میں نے کہا: ایسے حکیم کے پاس سے جس کی مثال نہیں ملتی تو اس نے ایک زوردار چیخ ماری' پھر کہنے لگی۔ تم پر افسوس ہے تو نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ غربت کی وحشت کیسے سمجھ لی تھی کہ اس سے علیحدگی اختیار کی' حالانکہ وہ غرباء سے انس رکھتا ہے۔ کمزوروں کا مددگار ہے۔ آقاؤں کا آقا ہے۔ تیرے دل نے اس کی جدائی کو کیسے اچھا سمجھ لیا۔

مجھے اس کی بات نے رلا دیا تو اس نے کہا: کیوں روتے ہو؟

میں نے کہا: مرہم زخم پر آ پڑا ہے اور تیزی سے کامیابی ہوئی ہے۔

کہنے لگی: اگر تو سچا تھا تو رویا کیوں ہے؟

میں نے کہا: کیا سچا روتا نہیں ہے۔

کہنے لگی: نہیں۔

میں نے کہا: کیوں نہیں روتا؟

کہنے لگی: اس لئے کہ رونا دل کو راحت بخشتا ہے' جو عقل مندوں کے نزدیک عیب ہے۔ میں نے کہا: مجھے کوئی نصیحت کرو۔ جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ

بخشیں۔ کہنے لگی: اپنے مولیٰ کے شوق ملاقات کی خاطر اسکی عبادت میں لگا رہ۔ اس کے اولیاء کیلئے اللہ کی ملاقات کا ایک دن مقرر ہے' جس میں وہ ان کو دیدار کرائے گا۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو دنیا میں اپنی محبت کا جام پلایا' اس کے دیدار کے بعد ان کو کوئی پیاس نہیں گھیرے گی پھر وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) متوجہ ہو کر رونے لگی اور کہنے لگی:

إلٰهي وسيّدي' إلى كم تدعُني في دارٍ لا أجِدُ لي فيها أنيساً يُساعدُني على بلائي'

ترجمہ:۔ الٰہی وسیدی! آپ مجھے اس دنیا میں کب تک زندہ رکھیں گے' جس میں میرا کوئی انیس نہیں جو میری مصیبتوں میں میرا ہاتھ بٹائے۔

اس کے بعد یہ شعر کہتی رہی:

إذا كان داءُ العبد حبَّ مليكهِ
فمَنْ دُونه يَرْجي طبيباً مداويا(۴۰)

ترجمہ:۔ جب غلام کی مصیبت اس کے آقا کی محبت ہی ہو تو اس کے بعد کس طبیب کے علاج کی آرزو ہو سکتی ہے۔

برادرم! جب تیرے مولیٰ نے تجھے اپنے دروازہ سے دور کر دیا تو تو کس کے دروازہ پر جائے گا اور کون سے راستہ پر چلے گا اور کس جانب کا ارادہ کرے گا؟ اپنے مولیٰ کا دروازہ پکڑ' شاید تیری واپسی سودمند ہو۔

اشعار:

حنينُ قُلوبِ العارفين إلى الذّكر ... وتذكارُهم عند المناجاة بالسّرّ
وأجسامهم في الأرض سكرى بحُبّه ... وأرواحُهم في ليل حُجُب العُلى تسرى
عِبادٌ عليهم رحمةُ الله أُنزلتْ ... فظلُّوا عُكوفاً في الفَياقي وفي القفْرِ
وراعوا نجوم اللّيلِ لا يرقُدُونه ... بادمانِ تثبيتِ اليقين مَعَ الصّبر

(۴۰) صفوة الصفوة ۴/۲۲۷۔۲۲۸ مؤلفہ از امام ابن جوزیؒ

فهذا نعيمُ القومِ إن كنت فاهماً — وتعقل عن مولاك آدابَ مَنْ يدري
فما عرّسُوا إلّا بقُربِ حبيبهم — ولا عرّجوا عنْ مسّ بُؤسٍ ولا ضُرّ
أُديرتْ كؤوسٌ للمنايا عليهمُ — فغفوا عن الدُّنيا كإغفاءِ ذي سُكرِ
همومهُم جالت لدى حُجُبِ العُلى — وهم أهلُ وُدّ الله كالأنجُمِ الزُّهرِ
فلا عيش إلّا مع أُناسٍ قلوبُهم — تحنُّ إلى التّقوى وترتاح للذِّكرِ

ترجمہ:۔

(۱) عارفین کے دل ذکر کے ساتھ مشغول رہتے ہیں اور خاموشی کے ساتھ مناجات کے وقت اللہ تعالیٰ کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔

(۲) اور ان کے اجسام اللہ کی محبت کی وجہ سے زمین میں مدہوش رہتے ہیں اور اللہ کے حجابات کی تاریکی میں ان کی روحیں سرگوشی کرتی ہیں۔

(۳) یہ ایسے حضرات ہیں جن پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور یہ چٹیل میدانوں میں ٹھکانے بنا لیتے ہیں (یعنی تارک دنیا بن جاتے ہیں)۔

(۴) رات کو ستاروں کی نگہبانی کرتے ہیں (یعنی) صبر اور (اللہ پر) بھروسہ کے ساتھ (راتوں کو) عبادت کے لئے نہیں سوتے۔

(۵) اگر تو سمجھے اور اپنے مولیٰ کے آداب جاننے والے کی طرح علم رکھے تو انسانوں کے لئے نعمت یہی ہے۔

(۶) یہ لوگ اپنے حبیب کے قرب کے علاوہ کوئی خوشی نہیں سمجھتے اور نہ ہی کسی تکلیف اور مضرت میں گھبراتے ہیں۔

(۷) ان کے سامنے ان کی آرزوؤں کے جام گھومتے ہیں لیکن وہ دنیا سے ہلکی نیند کی طرح گذر جاتے ہیں، جس طرح سے نشہ والا ہلکی نیند کرتا ہے۔

(۸) ان کے خیالات اللہ تعالیٰ کے حجابات کے پاس پاس گھومتے ہیں۔ یہ چمکدار ستاروں کی طرح اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔

(۹) ان کی زندگی ان حضرات کے ساتھ گزرتی ہے جن کے دل تقویٰ سے معمور ہوتے ہیں اور ذکر الٰہی سے راحت پاتے ہیں۔

تقویٰ کا انعام............حکایت

ایک بزرگ کے متعلق روایت ہے۔ فرماتے ہیں: کہ میں ایک راستہ پر چل رہا تھا اور روزہ کی حالت میں تھا۔ میں نے ایک بہتی ہوئی نہر دیکھی تو (روزہ اور سفر کی سختی دور کرنے کیلئے) اس میں ایک غوطہ لگایا' جب سر نکالا تو پانی پر تیرتے ہوئے ایک بہی (ایک پھل کا نام ہے جو سیب سے مشابہ ہے اور کابل وکشمیر میں پیدا ہوتا ہے) کو دیکھا تو میں نے اس کو اس لئے اٹھالیا کہ اس سے روزہ افطار کروں گا۔

یہ بزرگ فرماتے ہیں: جب میں نے اس سے افطار کرلیا تو شرمندہ ہوا اور کہا کہ میں نے ایسی شے سے روزہ افطار کیا ہے جو میری ملکیت میں نہیں ہے۔ پس جب صبح ہوئی تو میں چل پڑا اور اس باغ کے دروازہ کو کھٹکایا جس سے وہ نہر نکلتی تھی تو اس سے ایک بوڑھا آدمی نکلا۔ میں نے اس سے کہا: بابا جی! آپ کے باغ سے کل ایک بہی نکلا تھا' میں نے اس کو لے کر کھالیا تھا۔ اب میں اس پر پشیمان ہوں۔ امید ہے کہ آپ میرے لئے اس کا کوئی حل بیان کریں گے۔

اس نے کہا: میں تو اس باغ میں مزدور ہوں' مجھے اس باغ میں چالیس سال گزر گئے ہیں۔ میں نے اس سے کبھی ایک پھل بھی نہیں چکھا۔ باغ کی کوئی چیز میری ملکیت میں نہیں ہے۔

میں نے کہا: پھر یہ باغ کس کا ہے؟

اس نے کہا: یہ ان دو بھائیوں کا ہے جو فلاں جگہ پر رہتے ہیں۔

یہ بزرگ فرماتے ہیں: میں اس جگہ گیا تو مجھے ایک بھائی ملا۔ میں نے اس کے سامنے وہ قصہ بیان کیا تو اس نے کہا: آدھا باغ میرا ہے اور تو اس بہی میں میرے آدھے حصہ سے آزاد ہے۔

میں نے کہا: مجھے آپ کا بھائی کہاں ملے گا؟

اس نے کہا: فلاں جگہ پر ملے گا۔

تو میں اس کے پاس پہنچ گیا اور اس کے سامنے اپنا قصہ بیان کیا تو اس نے مجھے کہا: اللہ کی قسم! میں تجھے ایک شرط سے آزاد کردوں گا۔

اس نے کہا: تم سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور میں تمہیں اس کے سو دینار بھی دوں گا۔

تو اس عابد نے کہا: افسوس کی بات ہے۔ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو دیکھتا نہیں تیرے ایک بہی کی وجہ سے مجھے کتنا مشقت پہنچی ہے۔ تم مجھے اس (کے مؤاخذہ) سے آزاد کرو۔

اس نے کہا: اللہ کی قسم' مذکورہ شرط کے بغیر ہرگز آزاد نہیں کروں گا۔

لیکن جب عابد نے بہت اصرار دیکھا تو تسلیم کرلیا اور کہا: اچھا کردو' تو اس نے (عابد کو) سو دینار دیئے اور کہا: ان سے جتنا چاہو میری بیٹی کے حق مہر میں دیدو تو اس عابد نے سارا مال واپس کردیا تو اس آدمی نے کہا: نہیں کچھ واپس کردو۔

فرماتے ہیں: اس نے عابد کے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کردیا تو لوگوں نے اس کو ملامت کی اور کہا: تیری بیٹی کے لئے ارباب دولت اور بڑے لوگوں نے نکاح کا پیغام دیا اور تو نے ان کو اپنی بیٹی نہیں دی' اس فقیر کو کیسے دے دی جو بالکل کنگال ہے؟

اس نے ان سے کہا: میں نے پاک دامنی اور دین داری کو ترجیح دی ہے۔ اس لئے کہ یہ آدمی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں سے ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

تیرہواں خطاب

اے نیک سیرت حضرات کے راستہ کو نہ دیکھنے والے! تیرے اوپر لازم ہے تو نورِ نظر کی اصلاح کر۔ تاریک دل شک کے کانٹوں پر چل رہا ہے اور تجھے اس کی پرواہ نہیں۔ توبہ کرنے والے کی ساری عمر عبادت میں گزرتی ہے، دن کو روزہ رکھتا ہے تو رات کو جاگتا ہے۔ آرام پسند اور بے کار آدمی کا سارا وقت غفلت میں کٹتا ہے، اس کی بصیرت غور و فکر سے نابینا ہو چکی ہے۔ جو شخص دنیا سے بے رغبتی کا مزہ چکھ چکا ہے، اس کو رات کا جاگنا اور اس میں تہجد ادا کرنا بہت لذت دیتا ہے۔

اگر تجھے رات کے اوائل میں تہجد ادا کرنے والے نہیں ملتے تو ان کو سحری کے وقت دیکھ لے۔ غفلت کی نیند سے بیدار ہو جا، اب تو (تجھ پر) بڑھاپے کی فجر پھوٹ پڑی ہے۔ اگر تو ہدایت کے دروازہ سے اور اس کے اعمال سے دور رہا تو تجھ پر پیچھے رہنے کی (اور دوزخ میں داخل ہونے کی) ذلت آ پڑے گی۔

برے عبادت گزار نہ بنو

جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(لا یکونن أحدکم کالعبد السّوء، إن خاف عمل، وإن لم یخف فلا یعمل، أو کالأجیر السُّوء، إن لم یعط أجراً وافراً لم یعمل. (۴۱).

(۴۱) احیاء العلوم ۴/۲۶۳، اتحاف السادۃ المتقین ۹/۵۶۸، کتاب الزہد ابن مبارک وابو نعیم فی الحلیہ ۴/۵۳، ۵۴ کلاہما عن وھب بن منبہ قال حکیم من الحکماء بلفظہما۔

ترجمہ:۔ تم میں سے کوئی ایک بھی اس برے غلام کی طرح نہ بنے کہ اگر ڈرتا ہے تو کام کرتا ہے۔ اگر نہیں ڈرتا تو کام نہیں کرتا اور اس برے مزدور کی طرح بھی نہ بنے' کہ اگر اس کو وافر مزدوری نہ ملے تو عمل نہ کرے (بلکہ تمہیں چاہئے کہ تم مزدوری اور ثواب کا لحاظ کئے بغیر خوب سے خوب طور پر عبادت میں مصروف رہو)۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اے داؤد! عاشق اللہ تعالیٰ کے حکم اور بردباری کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور عارفین حضرات اللہ تعالیٰ کے لطف کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اور صدیقین (جن سے کبھی گناہ سرزد نہیں ہوتا) یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بساط انس میں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو کھلاتے بھی ہیں اور پلاتے بھی ہیں۔

حضرت ابوبکر رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عطاءؒ نے فرمایا: جب حضرت آدم نے درخت سے کھایا تھا تو ہر مخلوق نے ان کو دور کر دیا اور اپنے قریب آنے سے منع کیا اور ان کے قرب سے بعید ہوگئی' مگر عود کے درخت نے ان کو پناہ دیدی اور ہر شے ان کے غم میں روئی تھی' مگر سونا اور چاندنہ رویا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی طرف وحی فرمائی (یعنی ان سے پوچھا) تمہیں کیا ہے؟ تم اس محب پر کیوں نہیں روتے جس کو اس کے محبوب نے چھوڑ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: اے ہمارے اللہ! ہم اس محب پر کیوں روئیں جس نے اپنے محبوب کی نافرمانی کی ہے تو اللہ جل شانہ نے فرمایا: مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں تمہیں ضرور عزت دوں گا اور تمہیں ہر چیز کی قیمت بنادوں گا اور اولاد آدم کو تمہارا خادم بنادوں گا۔

اور عود کی طرف اللہ تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی کہ تجھے کیا ہوا جو تو نے اپنے مولیٰ سے دور کو پناہ دی؟

تو اس نے کہا: اس پر اپنی طرف سے ترس کھاتے ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے میری عزت اور جلال کی قسم! میں تجھے دنیا میں

آگ میں جلاؤں گا، تجھ سے جلانے کے بعد ہی نفع اٹھایا جا سکے گا کیونکہ تو نے اس کو پناہ دی۔ جس نے اپنے مولیٰ کے پڑوس میں اس کے سامنے اور اسکے دیکھتے ہوئے لغزش کھائی۔

اشعار:

لقد وردَ التُّقادةُ فما وَرَدْنا ... فهمنا والهِينَ وما فَهِمنا
أحبَّتَنا بطِيبِ الوَصْلِ جُودُوا ... فغيرُ الجُودِ منكم ما عرفنا
فإن جدتُم فعفوكُمُ رجَوْنَا ... وبابكُمُ الكريم به وقَفْنا
تذلَّلنا ببابكُمُ عساكُم ... بلطف جنابِكُمُ فارضَوُا علينا
وحَقِّكُمُ لقد جئنا حمَاكُمْ ... وآوينا لكم لٰكِنْ طُرِدْنا
وحالت بيننا حُجبُ المعاصي ... ولولا الذَّنْبُ عنكم ما حُجبنا
وما كان النَّوى والبُعدُ مِنكُمْ ... ولٰكن أصله مِمَّا اقترفنا
فتحتُمْ بابَ جُودِكُم امتناناً ... علينا بعد جُرمٍ كان منَّا
فلمْ نصلُح لقربِكُمْ ولكن ... أسأنا ثمَّ تُبنا ثمَّ عُدنا
وعامَلْناكُم بالعَدْلِ دَهْرًا ... وعاهدناكُم زَمناً فخُنَّا
ولم يُنقَضْ لكم عهدٌ ولكن ... علينا قد نقضْنا ما نقضْنا
طُرِدْنا بالجرائمِ عَنْ رضاكم ... ولو كُنَّا له أهلاً قُبلنا
وأقررْنَا بزلَّتنا لديكم ... فجودُوا بالرِّضا، إنَّا اعترفنا
وَمَنْ يرجو العبيدُ سوى الموالي ... فأنتم راحمونا كيف كنَّا
وهل في غيركم عنكم بديلٌ ... وهل لولاكم للحقِّ معنى
فما أشهى وِصالَكُمُ وأحلى ... وما أعلى مقامَكُم وأسنى
فعزَّتُنا تذلُّلنا إليكم ... وأشرف حالِنَا لكُمُ ان خَضعْنا
بجاه محمَّدٍ خيرِ البرايا ... تشفَّعنا لكم وبه اعتصمنا

علیہ تحیۃ ما لاح برق وتاق لحبہ قلب المعنی

ترجمہ:۔

(۱) تقویٰ کی تعلیم تو نازل ہو چکی، لیکن ہم نے اس کو حاصل نہیں کیا۔ افسوس کہ ہم نے اس کو نہیں سمجھا۔

(۲) آپ نے ہمیں ترغیب دی کہ بہترین ملاقات کی تیاری کرو۔ ہم تمہاری بدعملی کو قبول نہیں کریں گے۔

(۳) اگر تم نے (آخرت کیلئے) محنت کی تو تمہاری معافی کی ہمیں امید ہے۔اس لئے ہم آپ کے معافی کے دروازہ پر آپڑے ہیں۔

(۴) ہم آپ کے دروازہ پر اپنی ذلت کا اظہار کر رہے ہیں' امید ہے آپ اپنے لطف کے ساتھ ہم سے راضی ہو جائیں گے۔

(۵) آپ کا (جو اپنی مخلوق پر اپنے فضل سے رحمت کرنے کا) حق ہے' اس کی وجہ سے حمایت طلب کرنے کے لئے آئے ہیں اور آپ سے پناہ طلب کی ہے' مگر مردود کر دیئے گئے ہیں۔

(۶) ہمارے درمیان گناہوں کا پردہ حائل ہو گیا ہے۔ (اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ) اگر تم گناہ نہ کرتے تو ہم پردہ نہ کرتے۔

(۷) (یہ عاجز و مسکین کہتے ہیں) یہ بُعد اور دوری آپ کی طرف سے نہ ہوتی' اس کی اصل وجہ یہ ہمارے گناہ ہیں جن کا ہم نے ارتکاب کیا ہے۔

(۸) ہمارے جرائم کے بعد آپ نے اپنی سخاوت کا دروازہ ہم پر احسان کے طور پر کھول دیا ہے۔

(۹) ہم آپ کے قرب کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے۔لیکن ہم نے نافرمانی کی پھر توبہ کی پھر گناہوں میں پڑ گئے۔

(۱۰) آپ نے ہمارے ساتھ مدت دراز تک انصاف کا معاملہ فرمایا اور

ہم نے آپ کے ساتھ ایک زمانہ تک (اسلام کا) معاہدہ کیا پھر اس میں خیانت کی۔

(۱۱) آپ کے لئے معاہدہ ٹوٹنے کا کوئی نقصان نہیں، ہم نے جو عہد توڑا ہے اس کا وبال ہم پر پڑے گا۔

(۱۲) آپ کی رضا سے ہم جرائم کی وجہ سے مردود کر دیئے گئے۔ اگر ہم رضا کے قابل ہوتے تو ہمیں قبول کر لیا جاتا۔

(۱۳) ہم نے آپ کے سامنے اپنی لغزشوں کا اقرار کیا ہے، ہم اعتراف کرتے ہیں اب تو ہم پر اپنی رضا کی عنایت فرما دیں۔

(۱۴) غلام اپنے آقاؤں کے سوا کس سے امید باندھیں، ہم جیسے بھی ہیں آپ ہم پر ترس کھائیں۔

(۱۵) آپ کے سوا آپ کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے۔ اگر آپ نہ ہوں تو حق کا کیا معنی رہ جاتا ہے۔

(۱۶) آپ کی ملاقات کتنا ضروری اور کتنا شیریں ہے اور آپ کا مقام و مرتبہ کتنا اعلیٰ اور برتر ہے۔

(۱۷) ہماری عزت تو آپ کے سامنے عاجزی اور ذلت اختیار کرنا ہے۔ اگر ہم آپ کے سامنے جھک جائیں تو ہماری یہ حالت آپ کے نزدیک باقی حالتوں سے بڑے درجہ کی ہے۔

(۱۸) ساری مخلوقات سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل (جو) ہم گناہ گاروں کے لئے سفارش کرتے ہیں اور انہی کا دامن تھامتے ہیں۔

(۱۹) آپ پر صلوٰۃ وسلام ہوں، جب تک بجلی چمکتی رہے اور دل بے قرار اس کی محبت میں آنسو بہاتا رہے۔

چودہواں خطاب

کب تک گناہوں پر ڈٹا رہے گا؟ ان سے کنارہ کشی کب اختیار کرے گا؟ تیرا بدن کھیل میں مصروف ہے اور تیرا دل تقویٰ (اختیار نہ کرنے) سے خراب ہے تو نے جوانی غفلت میں برباد کر دی اور بڑھاپے میں زمانہ شباب پر روتا ہے۔ مجلس میں تو ضائع شدہ عمل پر روتا ہے اور جب اس سے نکلتا ہے تو گناہوں میں پڑ جاتا ہے۔ میرے وعظ و نصیحت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا' تیرے سامنے (عبرت کا) دروازہ بند ہو چکا ہے' میں کب تک تیرے دل سے باتیں کروں گا اور اس کو مخفی خطرات سے آگاہ کروں گا؟

اے پیارے! تیرا دل مشغول ہے تو خطاب کو کیسے سمجھے گا؟ ابلیس کی اس خوشی پر افسوس جب تجھے بارگاہ خداوندی سے دھتکار دیا جائے گا۔ یہ مقام سب غموں کا تمہ ہوگا' توبہ کی جگہ یہی زندگی ہے۔ توبہ کرنے والوں کی جماعت اپنے اپنے احباب کے پاس رخصت ہوگئی۔

اے بارگاہ خداوندی سے دور اور مردود کی وحشت! جب تو کوئی سبب بھی قرب خداوندی کا نہیں پا سکے گا اور اپنے دوستوں سے کٹ جائے گا' ذلت وانکساری کے ساتھ اور موسلا دھار آنسوؤں کے ساتھ قافلہ کے آخری دستے سے منسلک ہو جا اور یوں کہہ: ایک سرگردان ہے جو محرومی کے جنگل میں رہ گیا ہے' بدبختی کے ویرانے میں تنہا گیا ہے' پردہ کے پیچھے روندا جا رہا ہے۔ جب اس نے

حاضری کا ارادہ کیا اس کو گناہوں کی وجہ سے دربانوں نے حاضری سے روک دیا۔ اس کا کوئی زادِ سفر نہیں' کوئی سواری نہیں اور کچھ طاقت نہیں وہ کہاں جائے؟ شاید غیب کے پردوں کے پیچھے سے کوئی شفقت ظاہر ہو جو تیری مصیبتوں کی مشکلات کو آسان کردے۔

ان اقوام کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جنہوں نے بلاحجاب آخرت کا مشاہدہ کیا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبرداروں کے لئے اجر وثواب تیار فرمایا۔ اس کا معائنہ کیا ہے۔ تمہیں معلوم ہے انہوں نے اپنے بدن کیوں دبلے کرڈالے' اپنے جگر پیاسے' اپنی گردنیں (اللہ کے لئے کیوں) جھکا دیں اور اسی کے ذکر کو اپنی پونجی اور مراد کیوں بنایا۔

اشعار:

يا رجال اللّيل مهلاً عرّسُوا — إنّني بالنّوم عنكم مشتغلُ
شَغلتني عنكمُ النّفسُ الّتى — تقطعَ اللّيلَ بنوْمٍ و كَسَلُ
أنا بطّالٌ و أنتمُ رُكع — زاد تفريطي وزدْتُم فى العملُ
قلت: مهلاً سادتى أهلَ الوفا — حمل القومُ وقالوا: لا مَهَلُ

ترجمہ:۔

(۱) اے رات کے عبادت گذار! کچھ دیر تو آرام کرلو' میں بھی نیند کی وجہ سے تمہاری اس عبادت سے بے توجہ ہوں۔

(۲) مجھے میرے نفس نے جو رات نیند اور سستی سے طے کرتا ہے' اس نے تم سے بے توجہ کردیا ہے۔

(۳) میں فضولیات میں ہوں اور نماز میں میری کوتاہی بڑھ گئی اور تم عمل میں آگے نکل گئے۔

(۴) میں نے کہا: اے اہل وفا میرے سردارو! کچھ انتظار کرلو' وہ اس سے بے توجہ ہوکر کہنے لگے انتظار کی مہلت نہیں ہے۔

مقام حظیرۃ القدس کے حصول کا طریقہ

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایک نبی کی طرف وحی فرمائی کہ اگر تیرا ارادہ یہ ہو کہ تو میرے ساتھ (مقام) حظیرۃ القدس میں رہے تو دنیا سے کنارہ کش ہو جا اور اس طرح سے الگ اور غمگین اور پریشان ہو جا، جس طرح سے بچھڑے ہوئے پرندہ کی جنگل میں حالت ہوتی ہے، یہ پانی کے چشموں پر جاتا ہے، درخت کے اطراف سے کھاتا ہے جب رات ہوتی ہے تو یہ اکیلا دوسرے بے جنس پرندوں کے خوف سے اپنے اللہ کے انس میں رات کاٹتا ہے۔

مجھ سے عبرت سیکھو

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک عابد ایک راہب (لوگوں سے کنارہ کش اپنے عبادت خانہ میں رہنے والے) کے پاس سے گذرے تو اس سے کہا: اے راہب! تم موت کو کس طرح سے یاد کرتے ہو؟

اس نے کہا: میں ایک قدم نہیں اٹھاتا اور دوسرا قدم نہیں رکھتا، مگر اس کا دھڑکا لگا رہتا ہے کہ موت نہ آ جائے۔

عابد نے کہا: نماز کے لئے تیری چستی کی کیا حالت ہے؟

راہب نے کہا: میں نے کسی سے نہیں سنا جو جنت کا علم رکھتا ہے، اس پر جو گھڑی بھی آئے وہ اس میں دو رکعتیں ادا نہ کرے۔

عابد نے کہا: اے راہب! تم راہبوں کو کیا ہوا ہے جو تم یہ سیاہ چیتھڑوں کو اپنا لباس بناتے ہو؟

راہب نے کہا: اس لئے کہ یہ مصیبت والوں کا لباس ہے۔

عابد نے کہا: اے راہبوں کی جماعت! کیا تم میں سے ہر ایک مصیبت میں ہے؟

راہب نے کہا: اے بھائی! گناہ گاروں کے لئے گناہوں سے زیادہ بڑی

مصیبت کون سی ہے۔ یہ عابد کہتے ہیں: مجھے جب بھی یہ بات یاد آتی ہے تو رو پڑتا ہوں۔ (۴۲)۔

(فائدہ) یہ سیاہ کپڑے پہننے کا جو ذکر ہے، راہب کے عمل سے ہے جو ہماری شریعت اسلام سے پہلے گذرے ہیں۔ ان کا عمل شریعت میں اب معتبر نہیں، چنانچہ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "لا رھبانیہ فی الاسلام" اسلام میں رہبانیت نہیں۔ چنانچہ اس ارشاد سے رہبانیت اور اس کے سارے کام منسوخ ہو گئے ہیں۔ (۴۲)

ایک زاہد کے اشعار:

حضرت عتبی فرماتے ہیں: تارکین دنیا میں سے ایک زاہد نے یہ ابیات کہے ہیں:

ویوم تری الشمس قد کُوِّرت — وفیه تری الأرضَ قد زُلزِلَتْ
وفیه تری کلُّ نفسٍ غداً — إذا حُشِر الناس مَا قدَّمتْ
أترقدُ عیناک یا مُذنِباً — وأعمالُکَ السُّوءُ قد دُوِّنتْ
فأمَّا سعیدٌ إلی جنَّةٍ — وکفَّاه بالنُّورِ قد خُضِّبَتْ
وأمَّا شقیٌّ کُسِي وجهه — سواداً وکفَّاه قد غُلِّلَتْ

ترجمہ:۔

(۱) اس دن جب تو سورج کی روشنی کو لپٹا ہوا دیکھے گا اور زمین کو زلزلوں میں دیکھے گا۔

(۲) اور جو کچھ انسان آگے بھیج چکا ہے، کل لوگوں کو زندہ کھڑا کرنے کے وقت اس کو (سامنے) دیکھے گا۔

(۳) اے گناہ گار! تیری آنکھیں سوگئی ہیں؟ جب کہ تیری بداعمالیاں جمع کردی گئی ہیں۔

---

(۴۲) حلیہ ابونعیم ۴/۴۴، بخوہ عن وھب بن منبہ مختصرا۔

(۴) سعادت مند تو جنت کی طرف جائے گا اور اس کے ہاتھوں کو نور سے منور کر دیا جائے گا۔

(۵) اور بدبخت کے منہ پر سیاہی ڈال دی جائیگی اور ہاتھوں کو جکڑ دیا جائیگا۔

دنیا کی لذتوں سے کنارہ کشی

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے کسی سفر میں روانہ ہوئے، جب گرمی بہت محسوس ہوئی تو پگڑی منگوائی اور باندھ لی پھر فوراً اتار ڈالی۔ ان سے عرض کیا گیا: اے امیر المومنین! آپ نے اسے کیوں اتار دیا ہے؟ اس نے تو آپ کو گرمی سے بچانا تھا۔ فرمایا: مجھے کچھ اشعار یاد آ گئے تھے، جن کو پرانے زمانہ کے لوگوں نے کہا ہے وہ اشعار یہ ہیں۔

مَنْ كان حين تَمَسُّ الشّمس جبهته أو الغبارُ يخافُ الشَّيْنَ والشَّعثا

ويألفُ الظّلَّ كي تبقى بشاشتُه فسوف يسكُنُ يوماً راغماً جدثا

في قعرِ مظلمةٍ غبراءَ موحشةٍ يُطيلُ تحتَ الثَّرى في جوفها اللّبثا

ترجمہ:۔

(۱) وہ آدمی جس کے چہرے کو دھوپ لگتی ہے یا غبار پڑتا ہے تو اس کے عیب دار اور پراگندہ ہونے سے ڈرتا ہے۔

(۲) اور سایہ ڈھونڈھتا ہے تاکہ اس کی تروتازگی قائم رہے۔ یہ عنقریب ایک دن قبر میں خاک آلود ہوگا۔

(۳) ایسے تاریک گڑھے میں غبار آلود اور وحشت میں ہوگا اور تحت الثریٰ (ساتوں زمینوں کے نیچے مقام سجین میں جہاں کافروں اور بدکاروں کی روحیں ڈالی جاتی ہیں) میں طویل عرصہ گذارے گا۔

(فائدہ) مذکورہ اشعار کے ساتھ علامہ ذہبی نے یہ شعر بھی ذکر کیا ہے:

یا نفسُ قبل الرَّدی لم تُخلقی عبثا تـجهَّـزی بـجهـازٍ تبـلغين بـه (۴۳)

ترجمہ:۔اے نفس ردی ہونے سے پہلے (آخرت کی) تیاری کر لے جہاں تو نے (ہر حال میں) پہنچنا ہے تو فضول نہیں پیدا کیا گیا۔

لوگ اولیاء کی بچی ہوئی نعمتوں سے خوشحال ہیں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ اپنے حواریوں کے پاس تشریف لائے جبکہ ان پر غبار کے آثار تھے اور چہروں سے نور چھلک رہا تھا۔فرمایا: اے آخرت کے بیٹو! ناز ونعمت میں رہنے والے تمہاری نعمت کے بچے ہوئے سے آسودہ حال ہیں۔

اولیاء کے چہرے بارونق کیوں ہیں؟

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا گیا: تہجد گذاروں کی کیا خصوصیت ہے کہ یہ لوگ دوسروں سے زیادہ پررونق چہروں والے ہیں؟ فرمایا: یہ اللہ کے ساتھ خلوت اختیار کرتے ہیں، جس کے ثمرہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے (مخلوق) نور کا لباس پہنا رکھا ہے۔

حضرت ابو ماجدؒ فرماتے ہیں: میں صوفیاء سے محبت کرتا تھا' اس وجہ سے میں ایک دن ایک عالم کی مجلس میں ان کی تلاش میں حاضر ہوا تو میں نے مجلس میں ایک شخص کو دیکھا' جس کی زیارت کی ہر شخص آرزو رکھتا تھا لیکن جب وہ شخص اس عالم وقاری سے اللہ اللہ سنتا تو اس کے آنسو نہ تھمتے۔

میں اس کی کم سنی اور عنفوان شباب کے ساتھ ساتھ لگاتار آنسو بہنے اور مسلسل رونے سے حیران تھا تو میں نے ایک بزرگ سے اس کے بارے میں سوال کیا تو اس نے فرمایا: یہ توبہ تائب ہے' بہت روتا ہے بہت نماز پڑھتا ہے' رقیق القلب ہے اور محبت میں مغلوب الحال ہے۔

(۴۳) سیر اعلام النبلاء ۵/۱۳۸ و ما بعدھا۔

ہم اسی حالت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿فَاذْكُرُونِيْٓ أَذْكُرْكُمْ﴾ (البقرة: ۱۰۲).

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)۔

تو وہ شخص اپنے قدموں کے بل کھڑا ہوا اور یہ کہنے لگا: میرے سردار! جس کے دل میں تیری یاد کے علاوہ ہے وہ ناکام ہوا۔ اے دلوں کے محبوب! ساری کائنات میں آپ کے علاوہ کوئی اس قابل ہے کہ اس کو یاد کیا جائے؟ (یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی یاد کے قابل نہیں ہے)۔

اشعار:

تھتُّکی فی الھوی حلا لی — وعاذِلی مالَہُ ومالی
یلومُنی فی الغرامِ جھلاً — وکلّما لامنی حلالی
قالوا: تسلّیتَ قلتُ: کلّا — یا قوم مثلی یکون سالی
قالوا: تعشّقتَ قلتُ: أھلاً — لقد تعشّقتُ لا أُبالی

ترجمہ:۔

(۱) خواہشات کی پیروی کرنے میں میری رسوائی درست ہے تو اپنے اور حقوق کے متعلق مجھے تنبیہ کر۔

(۲) وہ مجھے لاعلمی کی وجہ سے محبت خداوندی میں ملامت کرتا ہے اور وہ جب بھی مجھے ملامت کرتا ہے میرے لئے درست ہے۔

(۳) لوگ کہتے ہیں: کیا تو نے تسلی پائی ہے؟ میں کہتا ہوں ہرگز نہیں اے لوگو! میرے جیسے کو تسلی کب ہوگی؟

(۴) وہ کہتے ہیں: تجھے عشق (خداوندی) ہو گیا ہے؟ میں نے جواب دیا ضرور میں نے بلا دھڑک محبت کی ہے۔

عشق ومحبت میں اولیاء کی چار قسمیں

حضرت ابو علی (الدقاقؒ) فرماتے ہیں: مقام عشق ومحبت میں بزرگوں کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ بزرگ جس نے اپنے دل میں اللہ کی عظمت اور محبت کو غالب کر دیا اور دوسروں کا ذکر چھوڑ کر اس کے ذکر میں مشغول ہو گیا اور مخلوقات اس کو خدا کے انس ذکر سے نہ موڑ سکی۔ یہ وہی شخص ہے اللہ تعالیٰ نے جس کی صفت اس فرمان میں ذکر کی ہے۔ فرماتے ہیں:

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تو تجارت روکتی ہے اور نہ خرید وفروخت روکتی ہے۔

﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ﴾ (النور: ۳۷).

دوسری قسم: وہ بزرگ ہے جس نے اللہ تعالیٰ سے سچی اطاعت کا معاہدہ کیا ہے اور عبودیت اور مخلصانہ پاکدامنی کا خوب اظہار کرتا ہے اور اللہ کے احکام کو کامل طور پر بجالاتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں بیان کی ہے۔

﴿رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عٰهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ﴾ (الأحزاب: ۲۳).

ترجمہ:۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو معاہدہ کیا اسکو پورے طور پر نبھایا۔

تیری قسم: وہ بزرگ ہے جو اللہ کے لئے بولتا ہے اور اللہ کے بارے میں بولتا ہے اور اللہ کی وجہ سے بولتا ہے۔ معروف کا حکم کرتا ہے، برائیوں سے تمام مخفی اسرار کے ساتھ منع کرتا ہے۔ اس کے بعد ظاہر نفوس سے اور اغیار سے منع کرتا ہے، یہ وہ درجہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے بیان فرمایا ہے:

﴿وَجَآءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَسْعٰى ......﴾ (يٰسٓ: ۲۰).

چوتھی قسم: وہ بزرگ ہے جو بذات خود اپنے مخفی راز کے متعلق گفتگو کرے یا کراماً کاتبین سے (معلوم کر کے) گفتگو کرے۔ اس کے اپنے بھید پر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی واقف نہ ہو سکے۔ یہی وہ شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيْثِ﴾ إلى قوله: ﴿ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ (الزمر: ۲۳).

یہی وہ بزرگ ہیں جو بظاہر بے غم اور آزاد نظر آتے ہیں اور حقیقت میں مستعد اور غمگین ہوتے ہیں۔

اشعار:

إليک وإلّا لا يفيدُ سرى السّارى ولا حرف إلّا ما تلاه لک القارى

فيا مُنيتي يا بُغيتى بل ورحمتي ويا جنّتي فى كلِّ حالٍ ويا نارى

إذا صحَّ منک الاعتقادُ فكلُّ ما على الأرض فانٍ مِنْ شُموسٍ وأقمارِ

ترجمہ:۔

(۱) اپنی فکر کرو، ورنہ تمہیں تسلی دینے والے کی تسلی فائدہ نہیں دیگی اور نہ ہی کوئی نصیحت مفید ہوگی۔ ہاں جو کسی قاری نے تلاوت کیا تو (اس کے سننے کا) ثواب ہوگا۔

(۲) اے میری آرزو! اے میرے مرغوب! بلکہ اے میری رحمت! اور ہر حال میں میری جنت اور اے (ہر حال میں میری) دوزخ!

(۳) جب آپ کی طرف سے محبت ثابت ہو جائے تو جو کچھ بھی زمین پر ہے سب فنا ہونے والا ہے۔ چاہے سورج ہو یا چاند (مجھے ان سے کوئی خوف نہیں)۔

مالک بن دینارؒ کی عبادت

حضرت مغیرہ بن حبیبؒ فرماتے ہیں: میں اللہ سے محبت کرنے والوں کے مجاہدہ اور عارفین کی مناجاتیں سنا کرتا تھا اور مجھے اس بات کی حرص تھی کہ ان کی حالت کی مجھے اطلاع ہو۔ اس کے لئے میں حضرت مالک بن دینار کے پاس گیا اور چھپ کر ان کو دیکھنے لگا اور کئی راتوں تک ان کی لاعلمی میں تاک میں رہا۔ وہ عشاء کے بعد وضو کرتے اور نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ کبھی ایک دو آیت کے تکرار میں ساری ساری رات گزر جاتی اور کبھی آہستہ آہستہ تلاوت کو بڑھا دیتے۔ جب آپ سجدہ کرتے اور نماز سے فارغ ہونے کا وقت قریب ہوتا تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے اور لگاتار روپڑتے اور یوں دعا کرتے:

گم کردہ راہ کی فریاد اور پریشان حال کے دکھ درد کی وجہ سے اے الٰہی! میرے مالک میری سرگوشیوں کا مداویٰ اور میری بیماری سے واقف! آپ کا فرمان آپ کے فضل اور احسان کے ساتھ سبقت لے گیا ہے۔ آپ کا ارشاد ہے: ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ (المائدة : ۵). اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

محبّ اپنے حبیب کو عذاب نہیں دیتا' آپ مالک کے بڑھاپے کو دوزخ پر حرام کردیں۔ الٰہی آپ کو جنتی اور دوزخی کا علم ہے' مالک (بن دینار) کس میں کا ہے اور مالک کا گھر کون سا ہے۔ (یہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں)۔

پھر وہ اس طرح سے صبح ہونے تک (اللہ تعالیٰ سے) مناجات کرتے رہتے اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے ادا فرماتے (۴۴)۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

---

(۴۴) حلیہ ۲/ ۳۶۱، ۶ / ۲۴۷

پندرہواں خطاب

تجھے محرومی نے محروم کر دیا۔ یہی توبہ تائب ہونے والوں کی جماعت ہے ان کے ساتھ چل تو بھی (اس منزل کو خوبی سے) طے کرلے۔ تیرے پاس آنسو کا کوئی پروانہ نہیں اور نہ افسوس کرنے والا دل ہے میں تمہیں تنہا دیکھ رہا ہوں۔ یہ بڑھاپے کی گھنٹی ہے جو اگلے سفر کی تنبیہ کر رہی ہے۔ آخرت کے لئے تیاری کرلے۔ کتنے عذر کرے گا؟ کب تک سستی کرے گا؟ کب تک غافل رہے گا؟ میں تجھے روز قیامت معذور نہیں سمجھتا (کہ آسانی سے تیری نجات ہو جائے گی) تیری ملاقات کا گھر (آخرت) ویران ہے اور تیری ہجر کا گھر آباد ہے۔ آگے ہو شاید تجھے توبہ مجبور کر دے اور مجبور ہو کر سحری کے وقت ایک سجدہ تو ایسا ادا کر دے جو تجھے اللہ سے جوڑ دے اور (آخرت کی) ہولناکیوں سے نجات دیدے۔

﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ (الرعد: ۱۵).

ترجمہ:۔ اور جتنے آسمان میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں سب خوشی سے اور مجبوری سے اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں اور ان کے سائے بھی صبح کو اور شام کو (اللہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں)۔

ان حضرات کی خوبی اللہ کے لئے ہے جن کے دل اللہ کی یاد میں مصروف ہیں۔ غیر کا ان میں کوئی نصیب اور حصہ نہیں اگر وہ بولتے ہیں تو اللہ کے ذکر کے ساتھ اگر حرکت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اگر وہ گھبراتے ہیں تو اس

کے عتاب کے ساتھ ان کی روزی اللہ کی یاد ہے ان کے اوقات اللہ تعالیٰ سے مناجات کے ساتھ مزین ہیں۔ اس کے بغیر وہ ایک پل چین نہیں پاتے اور نہ ہی اس کی خوشنودی کے بغیر ایک لفظ بولتے ہیں۔

حیاتی مِنک فی رُوحِ الوصال — وصبری عَنکَ مِنْ طلَب المُحال
وکیفَ الصَّبرُ عنکَ وأیُّ صبرٍ — لعطشانٍ عَنِ الماءِ الزُّلال
إذا لَعِبَ الرِّجال بکلِّ شیءٍ — رأیتُ الحُبَّ یلعبُ بالرِّجال(۴۵)

ترجمہ:۔

(۱) آپ کی طرف سے میری زندگی روح کے وصال میں ہے اور آپ سے محال کی طلب سے میں کنارہ کش ہوں۔

(۲) آپکے بغیر صبر کیسے ہوسکتا ہے، پاکیزہ پانی سے پیاسے کو صبر کب ہوتا ہے۔

(۳) جب لوگ ہر شے سے کھیلتے ہیں تو میں نے محبت کو دیکھا ہے، جوان لوگوں سے کھیل رہی ہے۔

آپ ﷺ سے روایت کی گئی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں:

(إذا بلغَ العبدُ أربعینَ سنة، ولم یغلِب خیرُہُ علی شرہ، قبّلہ الشّیطانُ بین عینیہ، وقال: فدیتُ وجھاً لا یُفلحُ أبداً، فإنْ منَّ اللہُ علیہ، وتابَ إلیہ، واستنقذہ مِنَ الضَّلالة، واستخرجہ مِنْ غمراتِ الجَھالة، یقول الشیطان لعنہ اللہ: یا ویلاہ، قطع عمرہ بالضَّلالة، فأقرَّ بالمعصیة عینی، ثم أخرجہ اللہُ مِنَ الجھالة بتوبتہ ورجوعہ إلی ربہ). (۴۶)

ترجمہ:۔ جب انسان چالیس سال کی عمر کو پہنچتا ہے اور اس کی نیکیاں برائیوں

---

(۴۵) المدہش ابن جوزیؒ ص ۲۲۲۔۳۲۳۔

(۴۶) احیاء العلوم غزالی ۳/ ۲۸۔۲۹ قال العراقی لم اجد لہ اصلا۔

پر غالب نہیں آتیں تو شیطان اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیتا ہے اور کہتا ہے: میں نے اپنی محنت تجھ پر صرف کی ہے تو کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر احسان فرمادیں اور وہ توبہ کرلے اور گمراہی سے اس کو ہٹا دے اور جہالت کی سختیوں سے نکال لے تو شیطان (اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے) کہتا ہے۔ ہائے افسوس! اس نے اپنی ساری عمر گمراہی میں گذاری اور میری آنکھوں کو نافرمانی کیساتھ ٹھنڈا رکھا' پھر اللہ تعالیٰ نے اسکو اس کی توبہ کی وجہ سے اور اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کی وجہ سے نکال لیا۔

ایک عالم کے امتحان کی حکایت

بعض حکایات میں مذکور ہے کہ بغداد کے فقہاء میں سے ایک ایسا شخص تھا جس کی طرف لوگ علم اور اصلاح کے لئے آتے جاتے تھے۔ یہ شخص بہت بڑا افاضل تھا۔

اس نے حج بیت اللہ شریف اور نبی کریم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کا ارادہ کیا۔ اپنے شاگردوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے تیار کیا اور ان سے یہ عہد لیا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے توکل پر چلیں گے۔

جب ان حضرات نے کچھ راستہ طے کرلیا تو ایک عیسائی کے گرجا گھر تک جا پہنچے۔ ان کو گرمی اور پیاس نے حال سے بے حال کردیا تھا۔ انہوں نے کہا: اے استاذ! ہم اس گرجا گھر کی طرف چلتے ہیں اور دن ٹھنڈا ہونے تک اس کے سایہ میں رہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (اگلے سفر کو) چل پڑیں گے تو شیخ (استاد) نے فرمایا: جیسے چاہو کرلو تو یہ لوگ اس گرجا گھر کی طرف چلے گئے اور اس کی دیوار کے پاس اتر گئے' ان کی تھکاوٹ بھی بہت تھی اور پیاس بھی، طالب علم تو سب سو گئے اور یہ شیخ نہ سویا۔

یہ شیخ ان کو سوتا ہوا چھوڑ کر وضو کے لئے پانی طلب کرنے چلا گیا۔ اس نے سر

جو اٹھایا تو ایک کمسن عورت کو دیکھا۔ گویا کہ وہ نکلنے والے سورج کی طرح (خوبصورت) ہے۔ جب شیخ نے اس کو دیکھا تو ابلیس نے (اس کو) اس کے دل میں بٹھا دیا۔ یہ وضو کو بھی بھول گئے اور پانی کو بھی' بس اب اس کو صرف اور صرف اسی عورت کی لگن تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر آہستہ سے دروازہ کھٹکایا تو ایک راہب (عیسائیوں کا عبادت گذار) باہر نکلا اور پوچھا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: میں فلاں عالم ہوں اور اپنا پورا تعارف کرایا اور نام بتلایا۔

راہب نے کہا: اے فقیہ المسلمین! آپ کیا چاہتے ہیں؟

کہا: اے راہب! یہ لڑکی جو گرجا گھر کے اوپر سے نمودار ہوئی تھی' تمہاری کیا لگتی ہے؟

راہب نے کہا: یہ میری بیٹی ہے' لیکن آپ کیوں پوچھتے ہیں؟

شیخ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے میرا نکاح کر دو۔

راہب نے کہا: یہ ہمارے دین میں ناجائز ہے۔ اگر جائز ہوتا تو میں لڑکی کے مشورہ کے بغیر اس کا نکاح آپ سے کر دیتا۔ لیکن میں نے اس کے حق میں اپنے دل میں ایک عہد کیا ہوا ہے کہ میں اس کا نکاح اسی سے کروں گا جس کو وہ اپنے لئے پسند کرے گی۔ میں اس کے پاس جاتا ہوں اور اس کو آپ کے متعلق اطلاع کرتا ہوں۔ اگر وہ اپنے لئے آپ کو پسند کر لیتی ہے تو میں اسے آپ سے بیاہ دوں گا۔

تو شیخ نے کہا: بڑی خوشی اور مہربانی کے ساتھ۔

وہ راہب اپنی بیٹی کے پاس گیا اور سارا قصہ سنایا۔ جسکو وہ شیخ بھی سن رہا تھا۔

لڑکی نے کہا: ابا جان! آپ اس سے مجھے کیسے بیاہیں گے۔ میں عیسائیت پر ہوں اور وہ دین اسلام پر ہے۔ اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ اِلَّا یہ کہ وہ بھی عیسائی ہو جائے۔

تو راہب نے بیٹی سے کہا: تیرا کیا خیال ہے؟ اگر وہ تیرے دین میں داخل ہو

جائے تو اس سے شادی کر لے گی؟

اس نے کہا: ہاں۔ (کرلوں گی)

شیخ عالم کا تقاضا اس اثناء میں بڑھتا چلا جا رہا تھا اور شیطان اس کے دل میں لڑکی کو خوب بنا سنوار رہا تھا۔ شیخ کے شاگرد سو رہے تھے' ادھر جو کچھ ہو رہا تھا اس کا ان کو کچھ پتہ نہ تھا۔

اسی وقت شیخ لڑکی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: میں اپنا دین اسلام چھوڑتا ہوں اور تیرے دین کو قبول کرتا ہوں۔

لڑکی نے شیخ سے کہا: یہ شادی عزت و وقار کی ہے' لیکن زوجیت کا حق اور مہر ادا کرنا ضروری ہے اور یہ حق تو کیسے ادا کرے گا۔ میرا خیال ہے کہ تو ایک فقیر آدمی ہے۔ بہرحال میں اپنے حق میں تم سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ ان خنزیروں کو ایک سال تک چراؤ گے اور یہی میرا حق مہر ہوگا۔

شیخ نے کہا: درست ہے۔ یہ تیرا حق ہے لیکن میری ایک شرط ہے کہ تو میرے سامنے اپنا چہرہ نہیں چھپائے گی' تاکہ میں صبح شام دیکھ سکوں۔

لڑکی نے کہا: ٹھیک ہے۔

شیخ نے اپنا وہ عصا اٹھایا جس سے خطبہ دیا کرتا تھا۔ اسے لے کر خنزیروں کی طرف لے جانے کے لئے ہانکنے لگا۔

یہ سب کچھ ہو گیا لیکن اس کے شاگرد نیند میں تھے' جب وہ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو شیخ کو تلاش کیا تو وہ نہ ملے۔ انہوں نے راہب سے پوچھا تو اس نے سارا قصہ سنا ڈالا۔

کوئی تو اس سے بے ہوش ہو کر گر پڑا اور رونے لگا اور اس کی حالت پر افسوس کرنے لگا پھر راہب سے پوچھا وہ کہاں ہے؟

کہا: وہ خنزیر چرا رہا ہے۔

تو وہ شاگرد اس کی طرف چل دیئے اور استاذ کو اپنے اس عصا کی ٹیک لگائے

ہوئے دیکھا جس سے خطبہ دیتا تھا۔ اسی سے وہ خنزیروں کو ہانک رہا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس سے کہا: اے ہمارے سردار! یہ کون سی مصیبت ہے جو آپ پر ٹوٹ پڑی ہے اور ہم اس کو قرآن اور اسلام کی فضیلت یاد دلاتے اور حضرت محمد ﷺ کی فضیلت بیان کرتے اور اس کے سامنے قرآن وحدیث پڑھتے رہے۔

شیخ نے ہمیں کہا: تم میرے پاس سے چلے جاؤ' جو تم مجھے یاد دلا رہے ہو اس کو میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ مجھ پر اللہ رب العالمین کی طرف سے امتحان نازل ہوا ہے۔

(شاگرد کہتے ہیں): ہم نے ان کو ساتھ لے جانے کی جتنی کوشش کی ناکام رہے۔ اس کے بعد ہم مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے اور ان کو چھوڑ دیا' لیکن ہمارے دلوں میں اس کی حسرت رہی۔

ہم نے حج کرلیا اور بغداد کی طرف واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ جب ہم اسی جگہ پر پہنچے تو کہا: آؤ شیخ کو دیکھتے چلیں۔ اس نے کیا کیا؟ شاید وہ شرمندہ ہوا ہو اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی ہو اور اپنے برے حال سے واپس ہو گیا ہو۔ کہتے ہیں کہ ہم اس کی طرف گئے تو اس کو سابقہ حالت پر پایا اور وہ خنزیر چرا رہا تھا۔ ہم نے اس کو سلام کیا۔ اس نے ہمیں سلام کا جواب دیا۔ ہم نے اس کے سامنے قرآن کریم پڑھا' اس نے ہمیں کوئی جواب نہ دیا تو ہم اس کے پاس سے چلے گئے لیکن اس کی خاطر ہمارے دلوں میں بہت حسرت رہی۔

کہتے ہیں: جب ہم گرجا گھر سے کافی دور نکل آئے تو ہم نے ایک سایہ دیکھا جو گرجا گھر کے کونہ سے ہماری طرف کو آرہا ہے اور زور زور سے پکار رہا ہے تو ہم اس کیلئے رک گئے۔ یہ وہی شیخ تھا جو ہمارے ساتھ آملا اور کہا:

أشهدُ أن لا إله إلَّا اللهُ' وأشهد أنَّ محمداً رسول الله.

میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی ہے اور جس حالت میں تھا اس سے واپس آگیا ہوں۔

اور یہ مصیبت ایک گناہ کی وجہ سے ہوئی جو میرے اور میرے پروردگار کے مابین تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی سزا دی تھی' یہ اسی کی مصیبت تھی جو تم نے دیکھی۔

کہتے ہیں: ہم ان (کے لوٹنے) سے بے حد درجہ خوش ہوئے اور بغداد آ گئے اور شیخ جتنا عبادت کرتے تھے' اب اس سے بھی زیادہ عبادت میں متوجہ ہو گئے۔ اسی طرح سے ہم شیخ کے گھر میں ایک دن پڑھ رہے تھے کہ ایک عورت نے آ کر دروازہ کھٹکایا۔ ہم اس کے پاس گئے تو اس سے پوچھا کیا کام ہے؟ کہنے لگی: شیخ کے پاس آئی ہوں۔ ان کو بتلاؤ فلاں راہب کی بیٹی آئی ہے اور آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا چاہتی ہے۔ تو شیخ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دیدی۔ جب وہ اندر آئی تو شیخ سے کہا: اے میرے سردار! میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں۔

شیخ نے پوچھا: اس کی کیا وجہ ہے؟

کہنے لگی: جب آپ مجھے چھوڑ کر آئے تھے تو مجھ پر نیند نے غلبہ کیا تو میں سو گئی اور میں نے خواب میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ کہہ رہے تھے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے علاوہ کوئی دین (سچا) نہیں ہے۔ یہ بات انہوں نے تین دفعہ فرمائی۔ اس کے بعد مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ اپنے اولیاء میں سے ایک کا امتحان لیا ہے۔ میں اسی وجہ سے آپ کے پاس آئی ہوں اور آپ کے سامنے حاضر ہوں۔ میں أشهد أن لا إله إلا الله' وأشهد أنَّ محمداً رسول الله. پڑھتی ہوں تو وہ بزرگ اس سے بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اس کے اسلام قبول کرنے کا احسان فرمایا اور اس کو اللہ کے حکم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقۂ اسلام پر بیوی بنا دیا۔

شاگرد کہتے ہیں: پھر ہم نے شیخ سے اس گناہ کے متعلق پوچھا جو ان سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرزد ہوا تھا۔

شیخ نے بتلایا: کہ میں ایک دن کسی گلی سے گزر رہا تھا تو ایک نصرانی مجھ سے چمٹ گیا' میں نے اس سے کہا: تجھ پر خدائی لعنت ہو۔ مجھ سے دور ہو جا تو اس نے کہا: (مجھ پر اللہ کی لعنت) کیوں ہو؟ میں نے کہا: اس لئے کہ میں تم سے بہتر ہوں۔ (یعنی میں مسلمان ہوں اور تو کافر ہے) تو نصرانی (عیسائی میری طرف) متوجہ ہوا اور کہا: تمہیں کس نے بتلایا کہ تم مجھ سے بہتر ہو؟ تمہیں علم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا منظور ہے جو تم یہ بات کہہ رہے ہو؟

اس شیخ کے متعلق مجھے بعد میں علم ہوا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے اور بہترین طریقہ سے اسلام پر عمل کر رہا ہے اور خوب عبادت کر رہا ہے۔ اسی بات کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے تنبیہ کی' جس کو تم نے دیکھا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت میں ایمان کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

سولہواں خطاب

توبہ تائب ہونے والی جماعت! آؤ گناہوں پر رولیں۔ یہ غم کھانے کی جگہ ہے۔ آؤ ہم آنسو بہالیں اور محرومی کی شکایت کرلیں۔ شاید کہ (اللہ سے) وصال کا زمانہ جس طرح سے پہلے حاصل تھا اب بھی لوٹ آئے۔

یہ بڑھاپے کی سفیدی اپنی آخرت کے وطن کی خرابی پر تنبیہ کررہی ہے۔ اے پیچھے رہ جانے والے! سواریاں نکل چکی ہیں۔ اے پیچھے رہ جانے میں پریشان ہونے والے! اے محرومی کے بیابان میں حیران پھرنے والے! تیرا دن دنیاوی ضروریات میں کٹتا ہے اور رات سونے میں گزرتی ہے۔ یہ خسارہ تو بالکل ظاہر ہے۔ جب شباب ختم ہوگا اور نفع نہیں کمایا ہوگا تو بڑھاپے میں بھی خسارہ پڑے گا۔ تیری امید تو بہت طویل ہے (امید پوری ہونے سے پہلے) تیرا کفن ہی تیار نہ ہوجائے۔

توبہ کے ساحل پر آجا۔ گناہوں کے سمندر طوفان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تو نے جوانی کی بہار لٹادی اور رحمان کی نافرمانیوں سے اپنے آپ کو آلودہ کرلیا اور بڑھاپے میں شرمسار ہوا۔ اگر تو نے توفیق نہ پائی تو محرومی ہے، جو آدمی اسباب جمع کرنے میں کمزور رہا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کھائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾ (الرعد: ۳۹)

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہتے ہیں مٹا دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں باقی رکھتے ہیں اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔

اشعار:

أتبني بناءَ الخالدينَ وإنَّما بقاؤُك فيها۔ لو عقَلْتَ۔ قليلُ
لقد كانَ في ظلِّ الأراكِ مَقيلٌ لِمَنْ كلُّ يومٍ يقتفيه رحيلُ

ترجمہ:۔

(۱) کیا تو ہمیشہ رہنے والی عمارت تعمیر کر رہا ہے۔ اگر تو عقل کرلے تیرا اس دنیا میں رہنا بہت تھوڑی مدت کے لئے ہے۔

(۲) جس کو رحلت کا دھڑکا لگا ہوا اس کو پیلو کے درخت کے نیچے دوپہر کے وقت کا آرام کافی ہے۔

حسن بصریؒ کی نصیحت

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: اے آدم زاد! تیرے لئے ایک زندگی دنیا کی ہے اور ایک آخرت کی۔ دنیا کی زندگی کو آخرت پر قربان مت کر۔ قسم بخدا! میں نے ایسی اقوام کو دیکھا ہے جنہوں نے اپنی عاقبت پر دنیا کو ترجیح دی اور ہلاک ہوئے' ذلیل ہوئے اور شرمندہ ہوئے۔

اے آدم کے بیٹے! دنیا کو آخرت کے بدلہ میں بیچ ڈال' دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ میں رہے گا۔ آخرت کو دنیا کے بدلہ میں نہ دے' ورنہ دونوں میں رسوا ہوگا۔

اے آدم کے بیٹے! جب تو نے آخرت کے لئے ذخیرہ کرلیا تو دنیا کی کوئی تکلیف تجھے ضرر نہ پہنچا سکے گی اور جب تو آخرت کی بہتری سے محروم رہا تو دنیا کی کوئی راحت تجھے فائدہ نہ پہنچا سکے گی۔

اے آدم کے بیٹے! یہ دنیا سواری ہے' اگر تو اس پر سوار ہوگا تجھے اٹھائے گی اگر تو نے اس کو اٹھایا تو یہ تجھے قتل کر دے گی۔

اے آدم کے بیٹے! تو اپنے عمل کے بدلہ میں گروی ہے اور تو موت تک پہنچنے والا ہے اور رب تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے والا ہے' جو کچھ تیری ہمت میں ہے اس کو آخرت کے لئے ذخیرہ کرلے۔ اس کا تجھے موت کے وقت علم ہو جائے گا۔

اے آدم کے بیٹے! اپنے دل کو دنیا میں مت لگا۔ اگر ایسا کرے گا تو ایک چمٹ جانے والے شر سے دل لگائے گا۔ (دنیا میں) جہاں تک پہنچ چکا ہے' رک جا (مزید آگے نہ بڑھ)

دنیا اور آخرت کی حقیقت.........عجیب حکایت

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ بصرہ کی گلی میں چل رہے تھے۔ آپ کے پاس سے بادشاہ کی ایک لونڈی گزری۔ اس کے ساتھ خدمت گار اور غلام بھی تھے۔ جب آپ نے اپنے پیچھے سے اس کی آہٹ سنی تو اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ سوار تھی۔ آپ نے اس کی چمک دمک دیکھی' شکل وشباہت دیکھی اور اس کی حالت دیکھی۔ (یاد رہے کہ لونڈی کو دیکھنا اسلام میں جائز ہے) تو پکار کر کے فرمایا: اے لونڈی! کیا تجھے تیرا آقا فروخت کرے گا۔

جب یہ کلمہ لونڈی نے آپ سے سنا تو آپ کی طرف دیکھا تو ان پر پھٹا پرانا چوغہ تھا لیکن شکل وصورت خوبصورت تھی۔ تواضع تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان چھلکتا تھا۔

لونڈی نے نوکروں سے کہا: میری سواری کو روک دو۔ انہوں نے سواری کو روک دیا۔ لونڈی نے اپنا سر آپ کی طرف گھمایا اور کہنے لگی: اے شیخ! اپنی بات میرے سامنے پھر دہراؤ۔

آپ نے فرمایا: کیا تیرا آقا تجھے فروخت کرے گا؟

کہنے لگی: میری مصیبت تم پر پڑے۔ اگر میرا مالک مجھے فروخت بھی کرے تو تیرے جیسا مجھے خرید بھی سکتا ہے۔

تو حضرت مالک بن دینار کو غلاموں نے گھیرے میں لے لیا۔ آپ نے فرمایا: میرے راستہ سے ہٹ جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں تو آپ ان کے ساتھ چل پڑے۔ حتیٰ کہ اس کے محل تک آپہنچے تو محل کے ملازمین لونڈی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اتارا اور وہ اندر داخل ہوگئی۔ حضرت مالک محل کے دروازہ پر تنہا رہ گئے۔ وہ لونڈی جب اپنے آقا کے پاس آئی تو کہنے لگی: اے میرے آقا! آپ کو ایک عجیب بات نہ بتاؤں؟

اس نے کہا: اے حسینہ! وہ کون سی بات ہے؟

کہنے لگی: اے مالک! مجھے ایک بوڑھا فقیر ملا ہے' جس نے پھٹا پرانا چوغہ پہن رکھا ہے۔ اس نے میرا حسن و جمال' رونق و کمال اور غلام دیکھے ہیں اور میری شکل وصورت نے اس کو حیران کر دیا ہے۔ اس نے مجھے کہا: کیا تمہیں تمہارا آقا فروخت کرے گا؟ تو اس کا آقا اس بات سے ہنس پڑا اور اس سے کہا: تو برباد ہو جائے۔ وہ شخص اب کہاں ہے؟ کہنے لگی: میں اس کو ساتھ لائی ہوں۔ اس وقت وہ محل کے دروازہ پر کھڑا ہے۔ آقا نے کہا: اس کو میرے سامنے پیش کرو۔

تو حضرت مالک بن دینار تشریف لائے لیکن وہ جوان آپ کو نہ پہچان سکا۔ جب آپ اس کی مجلس کے دروازہ پر رکے تو دیکھا کہ وہ گھر مختلف قسم کے قالینوں اور تکیوں سے آراستہ ہے اور محل کا مالک ایک اونچے تخت پر بیٹھا ہے۔ حضرت مالک بن دینار اس آدمی کی طرف دیکھنے لگ گئے۔ اس آدمی نے کہا: اے شیخ! تمہیں کیا ہوگیا' اندر آجاؤ۔ حضرت مالکؒ نے فرمایا: میں اس وقت تک اندر نہیں آسکتا جب تک کہ تم ان قالینوں کو اٹھا نہیں لیتے اور اس کے فتنہ کو مجھ سے دور نہیں کر دیتے۔ اس وقت تک نہ تو میں اس کی طرف نظر کروں گا اور نہ اس پر پاؤں رکھوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مالک محل کے دل میں ان کی ہیبت طاری کر دی اور

اطاعت ڈال دی اور اس نے ان غالیچوں اور قالینوں کو ہٹانے کا حکم دیدیا اور سنگ مرمر کا (فرش نظر) آنے لگ گیا اور خود مالک محل ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور کہا: اے شیخ! جہاں جی چاہے بیٹھ جا۔

آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! بالکل نہیں۔ جب تک کہ تو اس کرسی سے نہیں اترے گا اور اس سنگ مرمر پر نہیں بیٹھے گا (میں اندر نہ آؤں گا) تو یہ شخص (سنگ مرمر پر) بیٹھ گیا اور حضرت مالک بن دینار بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ محل کے مالک نے کہا: اے شیخ! کہو یہاں کس کام سے آئے ہو۔ مالک محل نے کہا: کیا تمہارے پاس اتنی دولت ہے جس سے اس کو خرید سکو۔

فرمایا: اس کی کیا قیمت ہے؟

اس نے کہا: اس کی شان‘ قدر‘ حال اور مالیت اتنے اتنے ہزار (دینار) ہے۔

حضرت مالک نے فرمایا: قسم بخدا! میرے نزدیک تو یہ کھجور کی دو پرانی گٹھلیوں کے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتی۔ حضرت مالک کی یہ بات سن کر مالک محل بھی ہنس پڑا۔ وہ لونڈی بھی ہنس پڑی اور دوسری لونڈیاں اور غلام جو پردے کے پیچھے تھے‘ یہ سب بھی ہنس پڑے۔

حضرت مالک بن دینار نے پوچھا: کس وجہ سے ہنستے ہو؟

مالک مکان نے کہا: تمہارے نزدیک اس کی اتنی معمولی قیمت کس وجہ سے ہے؟

حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: اس لئے کہ اس کے عیب بہت ہیں۔

مالک مکان نے کہا: اس کے عیب تمہیں کس نے بتائے ہیں؟

حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: میں اس کے ایسے ایسے عیب جانتا ہوں‘ جن کو تم نہیں جانتے۔

اس نے کہا: مجھے بھی بتلاؤ اور ان سے واقف بناؤ۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ عطر نہ لگائے تو اس کی یہ رونق نہ رہے۔ اگر مسواک نہ کرے تو مونہہ سے بدبو آنے لگے۔ اگر غسل نہ کرے تو میلی کچیلی ہو جائے۔ اگر کنگھا نہ کرے تو جوئیں پڑ جائیں اور پراگندہ بال ہو جائے۔ اگر کچھ عمر بڑھ جائے تو بوڑھی ہو جائے۔ اس کو بخار بھی آتا ہے۔ تھوک اور بلغم بھی۔ ماہواری بھی۔ پاخانہ بھی اور دوسری کئی گندگیاں اور مصیبتیں ہیں۔ اور شاید یہ تمہیں نہیں چاہتی، مگر اپنے نفس کے لئے اور تم سے محبت نہیں کرتی، مگر اپنے فائدہ کے لئے کہ وہ تم سے فائدہ حاصل کرے اور تم اس سے۔ یہ اپنے عہد کو پورا کرنے والی نہیں۔ یہ تیری محبت اور معاہدہ میں صادق نہیں۔ تمہارے بعد یہ جس کی ملکیت میں جائے گی اس کو تمہاری طرح کا دیکھے گی۔ میرے پاس اس لونڈی سے کہیں زیادہ بہتر لونڈی ہے، وہ کافور کے خمیر سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر اس کا لعاب کڑوے پانی میں ڈالا جائے تو وہ پاکیزہ بن جائے۔ اگر میت سے کلام کر لے تو (میت بھی) اس سے بول پڑے۔ اگر سورج کے سامنے اس کی کلائی ظاہر ہو جائے تو سورج بے نور ہو جائے۔ اگر رات کی تاریکی میں سامنے آئے تو اس کا نور چہار سو پھیل جائے۔ اگر اپنے زیوروں اور پوشاکوں سے آفاق کا رخ کرے تو سب کو چمکا دے۔ اگر زمین پر اس کی زلفوں کی خوشبو پھیلائی جائے تو ساری زمین اور اس کی اشیاء کو معطر کر دے۔ یہ خود خوشبو ہے۔ حسین ہے، نازنین ہے۔ اس کے جسم کو پورے سلیقوں اور خوبیوں کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے جو کستوری اور زعفران کے باغ میں پروان چڑھی ہے اور (جنت کے) تسنیم کے چشمہ سے آبدار اور چمک دمک رہی ہے۔ اس کی کیفیت کبھی خستہ نہ ہوگی۔ اس کی حالت کبھی نہ بدلے گی۔ اس کا وقت کبھی پیچھے نہیں رہے گا۔ اس کی محبت کبھی تبدیل نہ ہوگی۔ اس کا قد کاٹھ کبھی کمزور نہ پڑے گا۔ اے دھوکہ خوردہ! بتاؤ ان میں سے کون سی بڑی حیثیت رکھتی ہے۔ (تمہاری لونڈی یا میری)؟

مالک محل نے کہا: خدا کی قسم! اونچی حیثیت میں بڑی ہے جس کی آپ نے خوبیاں بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے! اس کی قیمت کیا ہے؟

حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: معمولی سی محنت (اس کی قیمت ہے) وہ یہ کہ اپنی رات میں ایک گھڑی فارغ کر کے اٹھو اور خالصتاً اپنے پروردگار کے لئے دو رکعتیں ادا کیا کرو اور جب کھانا اپنے سامنے رکھو تو بھوکے کو یاد کر لیا کرو اور اپنی خواہش کی بجائے اس کو ترجیح دیدو اور جب راستہ چلو تو اس سے پتھر اور کانٹے ہٹا دو اور اپنی زبان کو پاکیزہ کلام سے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر سے حرکت دیا کرو اور اپنی زندگی کے ایام معمولی سی روزی پر بسر کرو اور دنیا کے اس غفلت بھرے گھر کی طرف سے توجہ ہٹا لو۔ دنیا میں قناعت پسندی اور پختہ عزمی کیساتھ زندگی گزارو۔ قیامت کے دن اطمینان کے ساتھ آؤ گے اور ہمیشہ کیلئے (جنت میں) اللہ کے مہمان بن جاؤ گے۔ اس بات پر اس مالکِ محل نے پکار کر کہا: اے لونڈی!

لونڈی نے کہا: لبیک اے میرے سردار!

کہا: جو باتیں اس آدمی نے کہی ہیں ان کو تو نے سنا ہے؟

کہنے لگی: ہاں۔ سنا ہے۔

پوچھا: یہ اپنی بات میں سچا ہے یا جھوٹا؟

کہنے لگی: اللہ کی قسم! یہ سچا ہے۔

تو اس جوان نے کہا: تو تو اس وقت سے اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے اور یہ سامان تیرے لئے صدقہ ہے اور اے غلامو! تم بھی سب کے سب آزاد ہو اور یہ سامان تمہارے لئے صدقہ ہے اور اس گھر کو تمام اثاثہ اور مال ومتاع سمیت فقراء اور مساکین کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔

پھر اس نے اپنا ہاتھ ایک دروازہ کے پردہ کی طرف بڑھایا اور اسے لیکر اپنے بدن کو ڈھانپا اور جتنے لباس فاخرانہ اس پر تھے سب اتار پھینکے۔ لونڈی نے کہا:

اے میرے آقا! آپ کے بعد میری زندگی کا کوئی سوادنہیں ہے اس نے بھی اپنی پوشاکیں پھینک دیں اور ایک کھردرا کپڑا پہن لیا اور آقا کیساتھ نکل کھڑی ہوئی۔

حضرت مالک بن دینارؒ نے ان دونوں کو الوداع کہا اور ان کے لئے دعا فرمائی اور اپنا راستہ لیا اور ان دونوں نے اپنا راستہ لیا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے والا بتلاتا ہے کہ یہ دونوں ہمیشہ کے لئے اللہ عزوجل کی عبادت کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر موت آ گئی۔

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے اور ہمیں ان کی برکات سے نفع پہنچائے۔ (آمین) (۴۷)۔

---

(۴۷) کتاب التوابین ابن قدامہ صفحہ ۱۴۲۔۱۴۴

سترہواں خطاب

بغیر راستہ کے جانے کے اور توشہ سفر کے گمراہی میں پریشان! تجھے رحلت کی منادی کرنے والا کب بیدار کرے گا اور تو مال واولاد سے کنارہ کشی اختیار کرے گا' مجھے بتا تو کب بیدار ہو گا؟؟؟ گزری ہوئی جوانی واپس نہیں آئے گی۔

اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو بغیر سواری اور توشہ سفر کے آخرت کا سفر کیسے طے کرے گا۔ جب رحلت کا وقت ہوگا تو شرمندہ ہوگا۔ اخیر زندگی میں (گمراہی کے) مرض میں ہانکا جائے گا۔ جو کچھ تو نے جمع کیا اس کے تصرف سے تجھے منع کیا گیا اور دلوں کی پوری حسرتوں کے ساتھ تجھے سمجھایا گیا۔ سکرات لگ گئی اور بیمار پرسی کرنے والے روک دیئے گئے تو مختصر سے کپڑوں میں کفنا دیا گیا اور لکڑیوں پر تیرا جنازہ اٹھا لیا گیا۔ تنگ وتنہا قبر میں دفن کر دیا گیا' جس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ کل صبح تیرے سامنے حسرتیں ہوں گی اور شام کو (یعنی عالم برزخ کے ختم ہونے پر) قیامت کی طرف ہنکایا جائے گا اس کے بعد ہولناکیاں ہی ہولناکیاں ہوں گی۔ اگر تمہیں عقل ہو تو سمجھ لو کہ دوبارہ آخرت کی تیاری کرنے کے لئے تمہیں دنیا میں نہیں بھیجا جائے گا۔

نیکیوں کے سامان کرنے کو غنیمت سمجھو۔ گناہوں کے گٹھڑ ذلیل ورسوا کرنیوالے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ﴿٢٠﴾ وَتَذَرُوْنَ الْآخِرَةَ﴾
(القيامة: ٢٠ . ٢١).

ترجمہ: ہرگز نہیں بلکہ تم تو دنیا کو چاہتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔

اشعار:

احذرْ دُنياكَ وغِرَّتها ... واحذر أن تُبْدِلها طلبا
تبغي وُدّاً مِمّن قدِماً ... لك قد قتلتْ أُمّاً وأبا
وعلى الجيرانِ فقد جارت ... كُلّاً قهرت أولت عَطَبا
كَمْ مِنْ ملكٍ ذي مملكةٍ ... قد مالَ لها سُكْراً وصبا
أضحى في اللّحدِ ومقعدُهُ ... بترابِ اللّحدِ قد احتجبا
اطلُب مولاكَ ودَعْ دُنياكَ ... ففي أُخراكَ ترى عجَبا
كم مِنْ قصرٍ قد شِيدَ بنا ... بالموتِ وها أضحى خربا
يا طالِبَها، لا تَلْهُ بِها ... كم تاهَ بها مَلِكٌ غُصِبا
أين لما ضونَ؟ لقد سكنوا ... لحداً فرداً خَرِباً تربا
كانوا ومَضَوْا ثمَّ انقرضوا ... فتأدبْ أنتَ بِهِمُ أدبا
فالعمر مضى والشَّيبُ أتى ... والموتُ لِحَيْنِك قد قَرُبا
فأعِدَّ الزّادَ فما سفرٌ ... عمرُ الأيّامِ قدِ انتهبا
بادِر بالتَّوب وكُنْ فَطِنا ... لا تلقَ بجريتك النَّصبا
فلعلَّ اللهَ برحمتِهِ ... يُلقي بالعفوِ لنا سببا

ترجمہ:۔

(۱) دنیا سے بھی بچ اور اسکے دھوکہ سے بھی اور اسکو طلب کرنے سے بھی ڈرتا رہ۔

(۲) تو ایسی چیز سے محبت کرنا چاہتا ہے جس کو تو قدیم سے جانتا ہے کہ

اس نے تیری ماں اور تیرے باپ کو بھی تباہ کر دیا تھا۔

(۳) جو تیرے پڑوسی ہوئے تو ہر وقت ان پر ظلم کرتا رہا آخر کار ان کو تباہ کر دیا۔

(۴) کتنے صاحب حکومت بادشاہ گزرے ہیں اور حکومت کے نشے میں رہے ہیں۔

(۵) ایک صبح وہ بھی قبر میں جا پڑے اور مٹی کی قبر میں ٹھکانا بنا اور اسی میں روپوش ہو گئے۔

(۶) مولیٰ کی طلب کر اور دنیا کو ترک کر دے تو اپنی آخرت میں عجیب وغریب نعمتیں حاصل کرے گا۔

(۷) کتنے محلات ایسے ہیں جن کی عمدہ طریقے سے تعمیر کی گئی۔ وہ بھی موت آنے سے ویران ہو گئے۔

(۸) اے دنیا کے طالب! دنیا سے مت کھیل' جب یہ دنیا غیر کی ہوئی تو بہت سے بادشاہ پریشان ہوئے۔

(۹) مرنے والے کہاں ہیں۔ وہ بھی ویران کھنڈر میں اکیلے پڑے ہیں۔

(۱۰) کچھ عرصہ رہے پھر موت آ گئی اور نام ونشان مٹ گیا تو بھی ان سے عبرت حاصل کر لے۔

(۱۱) عمر بیت رہی ہے' بڑھاپا آ رہا ہے' موت تیری ہلاکت کے قریب ہے۔

(۱۲) توشہ سفر تیار کر لے اب باقی کتنا سفر رہ گیا ہے۔ زندگی کے دن پورے ہونے کو ہیں۔

(۱۳) توبہ کیلئے آگے بڑھ' عقل کر اپنے گناہوں کی وجہ سے مشقت

نہ اٹھا۔

(۱۴) شاید کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے طفیل آخرت کی سختیوں کو دور کرنے کے لئے معاف فرمادے۔

حلال خوری کے عجائبات

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں پہاڑوں سے لکڑیاں جمع کر کے لاتا تھا (اوران کو بیچ کر کے) گذر بسر کرتا تھا۔ اس میں میں تقویٰ اور حلال کی فکر رکھتا تھا۔ میں نے بصرہ کے اولیاء کی ایک جماعت کی خواب میں زیارت کی، جن میں حضرت حسن بصری، حضرت مالک بن دینار اور حضرت فرقد سنجی رحمتہ اللہ علیہم بھی تھے۔

میں نے ان سے عرض کیا: اے ائمہ مسلمین! مجھے حلال روزی کی ایسی رہنمائی کرو جس پر اللہ تعالیٰ کو حساب نہ دینا پڑے اور مخلوق کا احسان نہ اٹھانا پڑے تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور طرسوس (شہر کا نام ہے) سے مرج (بستی) کی طرف لے گئے وہاں پر ایک خبازی (دوا کا نام ہے) تھی۔ مجھے فرمایا: یہ ہے وہ حلال شے جس سے اللہ تعالیٰ حساب نہ لیں گے اور مخلوق کا احسان نہ ہوگا۔ حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتے ہیں: میں اس کو ایک طویل زمانہ تک کھاتا رہا (کچی خبازی بھی کھاتا رہا اور) پکی خبازی بھی کھاتا رہا، تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل کو پاکیزہ بنا دیا۔ میں نے کہا: اگر جنت والوں کو میرے جیسا دل عطاء فرمادیا جائے تو اللہ کی قسم وہ مزے میں رہیں گے۔

انہی ایام میں میں ایک دن شہر کے دروازہ سے نکلا تو ایک نوجوان ملا جو شہر میں داخل ہونا چاہتا تھا جو لکڑیاں میں بیچا کرتا تھا اس کی قیمت سے کچھ سکے بچے ہوئے تھے میں نے سوچا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے میں ان کو اس فقیر کے حوالہ کرتا ہوں۔ یہ اپنی ضرورت میں خرچ کر لے گا۔ جب وہ میرے قریب ہوا تو

میں نے اپنا ہاتھ جیب میں ڈالا تاکہ وہ اسے نکال کر کے دیدوں۔ تو میں نے اس کے ہونٹوں کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا جس سے میرے اردگرد کی ساری زمین سونا اور چاندی بن گئی اور اس کی چمک دمک سے میری یہ حالت ہوگئی کہ میری آنکھیں خیرہ ہونے لگیں۔

حضرت ابوسلیمان دارانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس واقعہ کے بعد میں ایک مرتبہ پھر شہر سے نکلا تو اس نوجوان کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے سامنے ایک برتن رکھا ہوا تھا جس میں پانی بھی موجود تھا۔ میں نے اسے سلام کیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ مجھ سے گفتگو کرے تو اس نے اپنا پاؤں پھیلایا اور پانی کا برتن پلٹ دیا پھر کہا: زیادہ بولنا نیکیوں کو چوس لیتا ہے جس طرح سے یہ زمین پانی کو چوس گئی ہے۔ تجھے اتنی بات کافی ہے۔

دنیا کی بے پروائی کی حکایت

کوفہ کے قاضی محمد بن غسان کوفی فرماتے ہیں: میں عید قربانی کے دن اپنی والدہ کے پاس آیا تو ان کے پاس ایک بڑھیا کو دیکھا۔ اس نے پرانے اور بوسیدہ کپڑے پہن رکھے تھے لیکن حسن بیان بہت خوب تھا۔ میں نے والدہ صاحبہ سے پوچھا: یہ عورت کون ہے؟ کہا: تمہاری خالہ عانیہ ہے جو جعفر بن یحیٰی برمکی کی ماں ہے جو ہارون رشید (بادشاہ) کا وزیر تھا۔ میں نے اسے سلام کیا تو اس نے بھی مجھے سلام کیا۔ میں نے اس سے حال پوچھا اور کہا: کہ تمہیں زمانہ نے اس حالت تک (کیسے) پہنچا دیا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟

کہنے لگی: ہاں اے بیٹے! ہم لٹانے اور ضائع کرنے میں لگے رہے، ہم سے زمانہ روٹھ گیا ہے۔

میں نے کہا: اپنی شان وشوکت کا کوئی واقعہ تو سناؤ۔

کہنے لگی: مختصر طور پر ایک واقعہ سن لے اور اسی پر باقی شان وشوکت کو قیاس کر

لے۔ آج سے تین برس پہلے ایسی (قربانی کی) عید میں نے گزاری ہے۔ اس وقت میرے سر کی چار سو اوڑھنیاں تھیں۔ میرا خیال یہ تھا کہ میرا بیٹا میرا نافرمان ہے حالانکہ اس نے قربانی میں رسم کے طور پر میرے پاس چار سو بکریوں کے سر اور تین سو بیلوں کے سر بھیجے تھے اور جو زیب وزینت اور لباس وغیرہ کی چیزیں تھیں وہ ان کے علاوہ تھیں لیکن آج میں تمہارے پاس دو بکریوں کی کھالیں مانگنے آئی ہوں۔ ایک کا کرتہ بناؤں گی اور ایک سر پر اوڑھوں گی۔ یعنی رات کے وقت سونے کے لئے مونہہ پر رکھ کر سویا کروں گی۔

قاضی محمد بن غسان فرماتے ہیں: اس کی اس بات نے مجھے غمگین کر دیا اور جو حالت میں نے اس کی دیکھی تھی۔ اس نے مجھے دکھی کر دیا اور اللہ کی قسم! اس کی بات نے مجھے رلا دیا۔ (اس کی یہ حالت دیکھ کر) جو دینار (سونے کے سکے) میرے پاس تھے، وہ میں نے اس کو ہدیہ کر دیئے۔ (۴۸)

نصیحت

میرے بھائی! دنیا کی حالت دیکھ لے، یہ کس طرح سے مونہہ موڑتی ہے اور اس کی نعمتیں کس طرح سے ختم ہوتی اور مٹ جاتی ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ شخص دھوکہ میں ہے جو اس کے دھوکہ میں آ جائے اور نیک بخت وہ ہے جو اس کے عیب کو دیکھے اور اس سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ دنیا کی مصیبتیں کئی قسم کی ہیں، ایک تو مال اور اولاد کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دوسری اسلام سے دور کر دیتی ہے یا کافر بنا دیتی ہے۔

عیسائی عورت کے عشق میں دیوانے کا انجام

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ہمارے پاس سے کچھ لوگ گزرے جو ایک مقتول کو گھسیٹ رہے تھے۔

(۴۸) البدایہ والنہایہ امام ابن کثیر ۱۰/۷۹ مختصرا۔

جب حضرت حسن بصریؒ نے اس کو دیکھا تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو میں نے اس کا قصہ دریافت کیا؟ تو آپ نے فرمایا: یہ مقتول اونچے درجہ کے عابدوں اور بڑے درجہ کے زاہدوں میں سے تھا۔

میں نے کہا: اے ابوسعید (یہ حضرت حسن بصریؒ کی کنیت ہے) آپ ہمیں اس کا واقعہ بتلائیں اور اس کے معاملہ سے مطلع فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: یہ شیخ اپنے گھر سے اس نیت سے نکلا تھا کہ وہاں جا کر کے نماز ادا کرے، اس نے اسی راستہ میں ایک عیسائی لڑکی کو دیکھا تو اس کے فتنہ میں پڑ گیا۔ اس لڑکی نے اس کو اپنے سے روکا اور کہنے لگی: میں اس وقت تک تجھ سے نکاح نہیں کروں گی جب تک کہ تو میرے مذہب میں داخل نہیں ہو جاتا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا اور اس کا معاملہ بڑھ گیا اور شہوت بھڑکی تو اس کی بدبختی غالب آ گئی۔ اس نے اس کی بات تسلیم کر لی اور اسلام کو چھوڑ بیٹھا۔

جب یہ نصرانی ہو گیا اور جو کچھ اس سے ہونا تھا ہو چکا وہ عورت پردہ کے پیچھے سے نکلی اور کہا: اے فلانے! تیرے اندر کوئی خیر نہیں ہے تو نے اپنا وہ دین بے قد شہوت کی خاطر چھوڑ دیا جس میں ساری زندگی کاٹی تھی لیکن میں عیسائیہ دین کو اس لئے چھوڑتی ہوں تا کہ اللہ واحد وصمد کے دربار میں ہمیشہ کے لئے کبھی نہ ختم ہونے والی نعمتیں حاصل کر لوں، پھر اس نے یہ تلاوت کی۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ﴾ (سورة الإخلاص).

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیں اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ اس نے کسی کو نہیں جنا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔ اس کا کوئی ہم پلہ نہیں ہے۔

تو لوگ اس کے قصہ سے حیران ہوئے اور اس سے پوچھا گیا تو نے اس سورت کو پہلے سے یاد کر رکھا تھا۔

اس نے بتایا: اللہ کی قسم! بالکل نہیں، میں تو اس کو کبھی جانتی بھی نہ تھی لیکن جب

اس آدمی نے میرے سامنے اصرار کیا تو میں نے خواب میں دیکھا جیسے میں دوزخ میں داخل ہو رہی ہوں تو میری جگہ دوزخ میں یہ شخص آ گیا ہے تو اس صورت کو دیکھنے سے میں بہت ڈر گئی اور بڑا خوف چھا گیا تو مجھے (کسی نے) کہا تم ڈرو نہیں اور غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو تیرے بدلہ میں فدیہ بنا دیا ہے پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت میں داخل کر دیا تو وہاں پر میں نے ایک سطر لکھی ہوئی دیکھی۔ میں نے اس کو پڑھا تو یہ لکھا ہوا تھا:

﴿يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ﴾ (الرعد: ۳۹).

ترجمہ:۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب (لوح محفوظ) انہی کے پاس (رہتی) ہے۔

پھر اس شخص نے مجھے سورۂ اخلاص سکھائی تو میں نے اس کو یاد کرنا شروع کر دیا۔ جب میں بیدار ہوئی تو اس کو یاد کر چکی تھی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ وہ عورت تو مسلمان ہو گئی لیکن یہ شیخ ارتداد کی حالت میں عیسائیت پر قتل کر دیا گیا۔

نسأل الله العافية.

ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اٹھارہواں خطاب

اے گناہ کرنے والے اور توبہ نہ کرنے والے! تیرے کتنے گناہ لکھے جا چکے ہیں۔ اللہ تیرا بھلا کرے جھوٹی امید کو چھوڑ۔ مجھے تیری زندگی کے برباد ہونے پر بہت افسوس ہے اہل دل (نیک لوگ) کہاں تک ترقی کر گئے (اور تو ان سے بہت پیچھے رہ گیا ہے) تو نے اپنی آرزوئیں مختلف جگہوں پر بکھیر دیں۔ ہم تجھے تیری اصلاح کی دعوت دے رہے ہیں اور تو ہے جو واپس نہیں آ رہا۔ تم پر حیرانی ہے۔

لوگوں کی مختلف قسمیں ہیں۔

اشعار:

یا دھر ما أقصاک مِنْ متلوّنٍ — فی حالتَیک وما أقلّک منصفَا

وغدوتَ للعبد الجھُول مُصافیاً — وعلی الکریم الحرّ سیفاً مُرھفا

دھرٌ إذا أعطی استردَّ عطاءہ — وإذا استقامَ بدا لہُ فتحرَّفا

لا أرتضیک وإن کرُمتَ لأنّنی — أدری بأنّک لا تدوُوم علی الصَّفا

ما دامَ خیرُک یا زمانُ بشرِّہِ — أولی بنا ما قل منک وما کفی

ترجمہ:۔

(۱) اے زمانے! اپنی دونوں حالتوں میں تو کتنا رنگین ہے اور کتنا کم منصف ہے؟

(۲) جاہل شخص سے تو کتنی محبت رکھتا ہے اور شریف عزت دار پر دھاری

دار تلوار بن جاتا ہے۔

(۳) زمانہ جب بخشش کرتا ہے تو اپنی بخشش کو واپس کر لیتا ہے جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو تو اس سے روٹھ جاتا ہے۔

(۴) میں تجھ سے راضی نہیں ہوں چاہے تو کتنی شان رکھتا ہو کیونکہ میں جانتا ہوں تو ہمیشہ (کسی ایک کے ساتھ) مخلص نہیں رہتا۔

(۵) اے زمانے! شر کی موجودگی میں تیری خیر ہمیشہ نہیں رہتی (زمانے کا) جتنا (حصہ) کم مگر کفایت کرنے والا ہو ہمارے لئے اتنا ہی بہتر ہے۔

اولیائے کرام اور دنیا

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایسے حضرات سے ملا ہوں اور بہت سی جماعتوں کی صحبت میں رہا ہوں۔ ان میں سے کسی پر پچاس پچاس سال کے لگ بھگ کا زمانہ گزر گیا اس نے اپنے بستر کے لئے اور نیند کے لئے چادر تہہ نہیں کی۔ نہ ہی گھر سے کھانا بنانے کا حکم فرمایا اور نہ اپنے جسم کے لئے زمین پر کوئی بستر بچھایا۔ ان میں سے کوئی ایک صرف ایک لقمہ کھالیتا تھا اور یہ پسند کرتا تھا کہ اس لقمہ کی جگہ پیٹ میں پتھر ہوتا۔ نہ تو یہ لوگ دنیا حاصل ہونے سے خوشی محسوس کرتے تھے اور نہ اس کے چلے جانے کا غم کھاتے تھے۔ جس خاک کو تم اپنے پاؤں سے روندتے ہو انکے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ کم قیمت تھی۔ ان میں سے کوئی تو اپنی زندگی میں سخت سخت مشقت برداشت کرتا تھا حلال مال ان کے پہلو میں ہوتا تھا ان سے کہا جاتا کہ آپ اس مال سے اتنا تو لے لیں جس سے آپ کی زندگی کا سلسلہ قائم رہے تو وہ کہتا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں کروں گا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں نے اس سے کچھ استعمال کر لیا تو اس سے میرا دل بھی خراب

ہوگا، دین بھی خراب ہوگا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کِندہ قبیلہ کی صواب نامی عورت سے شادی کی، جب اس کے پاس گئے تو گھر کے دروازہ پر رک گئے اور اس کے نام سے پکارا تو اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

آپ نے اس سے فرمایا: اے فلانی! کیا تو گونگی ہے یا بہری ہے۔ کیا تو سنتی نہیں۔ اس نے جواب دیا اے صحابی رسول اللہ! نہ تو میں گونگی ہوں، نہ بہری ہوں لیکن دلہنیں بولنے سے حیا کرتی ہیں۔

جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو اس میں پردے لگے ہوئے تھے۔ قیمتی سامان رکھا ہوا تھا۔ ریشمی کپڑے بھی موجود تھے۔ آپ نے فرمایا: اے فلانی! کیا تیرے گھر کو بخار ہے جو تو نے کپڑے اوڑھا رکھے ہیں یا کعبہ شریف قبیلہ کِندہ میں آ گیا ہے۔

اس نے جواب دیا: اے صحابی رسول اللہ! ایسی تو کوئی بات نہیں، دلہنیں تو اپنے گھر کو سجاتی ہیں۔

پھر آپ نے سر اٹھایا تو نوکروں کو اپنے سامنے کھڑا پایا جو آپ کے پاس کھانا لائے تھے۔ آپ نے فرمایا: میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ نامَ علی الموثور، ولبس المشهور، وركب المنظور، وأكل الشَّهوات، لم يَرِحْ رائحةَ الجنَّة).

ترجمہ:۔ جو نرم و ملائم بستر پر سویا۔ شہرت کا لباس پہنا۔ شان و شوکت کی سواری پر سوار ہوا اور من پسند کھانے کھائے، وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا۔

آپ کی اس زوجہ نے عرض کیا: اے صحابی رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتی ہوں

کہ جو کچھ گھر میں ہے سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ میرے سارے غلام اللہ کی راہ میں آزاد ہیں۔ مجھے آپ تھوڑی سی گندم دیدیں۔ میں آپ کے گھر کے کام کاج اور زندگی کی گزر بسر کی ضروریات کو پورا کرلوں گی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ''اللہ تم پر اپنی رحمت فرمائے اور تمہاری مدد کرے''۔ (۴۹)

(۴۹) حلیہ ابونعیم ۱/ ۱۸۷ دون ذکر الحدیث المرفوع۔

اُنیسواں خطاب

اے اپنے اصل ٹھکانے سے ناواقف! اے کوتاہیوں کی وجہ سے دنیا کو اپنا گھر سمجھنے والے! بلند ہمت حضرات تم سے آگے نکل چکے ہیں اور تو غفلت کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہے۔ خدا کے دروازہ پر شرمندگی لے کر حاضر ہو جا' اپنے ذلت والے سر کو جھکا کر یوں کہہ: میں ظالم ہوں (حد سے بڑھ گیا ہوں) اور سحری کے وقت یہ پکار: گناہ گار ہوں' رحم کا طالب ہوں اور صالح قوم کی مشابہت اختیار کر' اگرچہ تو ان میں سے نہیں اور زبردستی سے ان میں شامل ہو جا اور فریاد کے جھونکوں سے آنسو برسانے والا بادل برپا کر دے۔ رات کو عبادت کے لئے کھڑا ہو جا اور اللہ کے دروازہ پر تو بہ تائب ہونے کے لئے ڈیرہ ڈال دے۔ اپنی گزرنے والی عمر سے کچھ حصہ اپنی آخرت کی کامرانی کے لئے نکال لے۔ دنیا کے کھیل تماشہ کو ایک طرف ڈال دے بلکہ اگر تو آخرت کا طلب گار بننا چاہتا ہے تو دنیا کو طلاق دیدے۔ اے لمبی لمبی نیند سونے والے! قافلہ چل نکلا ہے' ساری قوم رحلت فرما رہی ہے اور تو ابھی تک نیند سے بیدار نہیں ہوا؟

حضرت ایاس بن قتادہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے اونچے درجہ کے اولیاء میں سے تھے۔ انہوں نے ایک دن اپنی داڑھی میں ایک سفید بال دیکھا تو یہ دعا فرمائی:

اللّٰھمّ إنّی أعوذ بک من فجاء ة الأمور' أری الموت یطلبنی' وأنا لا أفوته.

اے اللہ! میں آپ سے اچانک سامنے آجانے والے امور سے پناہ طلب

کرتا ہوں' میں دیکھ رہا ہوں کہ موت مجھے طلب کرنیوالی ہے اور میں اس سے بچ نہیں سکوں گا۔

اس کے بعد آپ اپنی قوم کے پاس گئے اور ان سے فرمایا: اے (قبیلہ) بنو سعد! میں نے اپنی جوانی تم پر لگادی ہے۔ اب میرا بڑھاپا مجھے بخش دو۔ پھر آپ اپنے گھر میں (عبادت کیلئے) داخل ہوئے اور آخر تک اپنے گھر ہی میں رہے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ (۵۰)۔

اشعار:

أمِنْ بعد شیبٍ أیّها الرَّجلُ الکهلُ — جهلْت ومنک الیوم لا یحْسُنُ الجهل
تحکُمُ شیبُ الرأسِ فیک وإنّما — تمیلُ إلی الدُّنیا ویخدعُک المَطْلُ
دعِ المطلَ والتَّسویفَ إنّک میّتٌ — وبادر بجدٍّ لا یخالطُه هَزْلُ
سأبکی زماناً هدَّنی بفراقه — فلیس لقلبی عنْ تذکُّرِهِ شُغُلُ
عجبتُ لقلبی والکری إذ تهاجرا — وقد کان قبل الیومِ بینهُما وصلُ
أخذت لنفسی حتف نفسی بکفّها — وأثقلْتُ ظهری منْ ذنوبٍ لها ثِقْلُ
وبارزت بالعصیان ربّاً مهیمناً — له المنُّ والإحسان والجودُ والفضلُ
أخاف وأرجو عفوه وعقابَه — وأعلَمُ حقّاً أنّه حکَمٌ عَدْلُ

ترجمہ:-

(۱) اے سن رسیدہ شخص! بڑھاپے کے بعد بھی تو جہالت (بداعمالی) کے کام کرتا ہے' اس عمر میں تمہیں یہ زیب نہیں دیتا۔

(۲) سر کی سفیدی نے تیرا فیصلہ سنا دیا ہے لیکن تو اب بھی دنیا کی طرف مائل ہے اور سستی تجھے دھوکہ دے رہی ہے۔

(۳) سستی اور افسوس چھوڑ دے۔ انجام کار تو مرنے والا ہے' ایسے پختہ عزم وعمل کے ساتھ آگے بڑھ جس میں کھیل کی کوئی آمیزش نہ ہو۔

---

(۵۰) حلیہ ابونعیم ۳/۱۱۰ صفوۃ الصفوۃ ۳/۲۲۱، ۲۲۲۔

(۴) میں عنقریب ایک زمانہ تک روتا رہوں گا' جس نے مجھے فراق میں ڈال دیا تھا اور میرا دل اللہ کے ذکر میں مشغول نہ رہا۔

(۵) دل اور ذکر خداوندی سے حیران ہوں کہ یہ ایک دوسرے سے جدا ہوگئے' ورنہ اس سے قبل تو ان میں آپس کا بڑا ربط تھا۔

(۶) میں نے اپنی جان کے لئے خود ہلاکت خریدی ہے اور میں نے خود اپنی پشت کو گناہوں سے بوجھل کرلیا ہے۔

(۷) میں نے منت' احسان اور جودو فضل والے رب مہیمن کو نافرمانی کے ساتھ مقابلہ کا چیلنج دے دیا۔

(۸) (اب) میں اسکی پکڑ سے ڈرتا بھی ہوں اور اس سے معافی کی امید بھی رکھتا ہوں' مجھے اس بات کا پختہ یقین ہے وہ انصاف سے فیصلے کرنے والا ہے۔

حسن بصریؒ کی نصیحت

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے: اے آدم کے بیٹے! تیرا نامہ اعمال اتر چکا ہے اور دو بڑی شان والے فرشتے تیرے نگران ہیں' ایک تیری دائیں طرف ہے دوسرا تیری بائیں طرف' جو تیرے دائیں ہے وہ تیری نیکیاں لکھ رہا ہے اور جو تیرے بائیں ہے وہ تیری برائیاں لکھ رہا ہے جو چاہے عمل کرلے' تھوڑے عمل کر یا زیادہ عمل کر' جب تو اس دنیا کو الوداع کہے گا تو تیرا یہ اعمال نامہ لپیٹ دیا جائے گا اور اس کو تیری گردن میں لٹکا دیا جائے گا جب قیامت کا دن آئے گا تو اس کو نکالا جائے گا اور تجھے حکم ہوگا:

﴿اقْرَأْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا﴾

(الإسراء: ۱۴)

ترجمہ:۔ اپنا اعمال نامہ پڑھ لے' آج تو خود اپنا محاسب آپ ہی کافی ہے۔

اے برادر! قسم بخدا! جس ذات نے تجھے تیرے نفس کا محاسب بنایا ہے پورا انصاف کیا ہے۔

اے آدم کے بیٹے! سمجھ لے تو نے اکیلے مرنا ہے' تو نے قبر میں اکیلے جانا ہے' تو اکیلے کھڑا ہوگا اور اکیلے حساب دے گا۔

اے آدم کے بیٹے! اگر ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار بن جائے اور صرف تو اکیلا اس کا نافرمان ہو' تب بھی ان کی فرمانبرداری تیرے کسی کام نہیں آئے گی۔ (۵۱)۔

دنیا میں دین کی آمیزش

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سے منقول ہے کہ وہ ایک آدمی سے ملے اور اس سے پوچھا: اے ابواسحاق تمہارا کیا حال ہے۔ تو اس نے کہا:

اشعار:

نرقِّعُ دنيانا بتمزيق ديننا — فلا ديننا يبقى ولا ما نَرُقَّعُ (۱)
فطوبى لعبد آثرَ اللهَ رَبَّه — وجادَ بدُنياه لِمَا يتوقَّعُ

ترجمہ:۔

(۱) دین کی آمیزش کے ساتھ ہم دنیا کو پروان چڑھاتے ہیں' اس سے نہ تو ہمارا دین باقی رہتا ہے اور نہ دنیا کی ترقی ہوتی ہے۔

(۲) مبارکبادی کے قابل تو وہ آدمی ہے جس نے اللہ رب العزت کو ترجیح دی اور اپنی دنیا کے ساتھ آخرت کو سنوارا۔

حضرت عونؒ کی حالت

روایت ہے کہ حضرت عون بن عبداللہؒ فرمایا کرتے تھے: مجھ پر افسوس! میں کس طرح سے غافل ہوں جبکہ مجھ سے غفلت نہ برتی جائے گی۔ میں کیسے خوشی

(۵۱) حلیۃ الاولیاء ۸/ ۱۰، عیون الاخبار ابن قتیبہ ۲/ ۳۵۵، العقد الفرید ابن عبدربہ ۳/ ۱۷۶

کی زندگی بسر کر رہا ہوں حالانکہ اس کے بعد کا جو دن آ رہا ہے وہ بہت بھاری ہے۔ میں نیک عمل کی طرف کیوں نہ سبقت کروں، موت کا کوئی پتہ نہیں۔ میں دنیا کے ساتھ کیوں خوش رہوں، ہمیشہ یہی حالت تو نہیں رہے گی۔ میں دنیا کو ترجیح کیسے دوں حالانکہ جو لوگ مجھ سے پہلے اس کو ترجیح دے چکے ہیں ان کو اس نے نقصان پہنچایا ہے۔ میں اپنا حرص اس میں کیوں تیز کروں جبکہ میرا اصل قرار اور گھر دوسرا ہے۔ یہ مجھے کیسے پسند آ سکتی ہے جبکہ یہ مٹنے والی اور مجھ سے کٹنے والی ہے۔ میرا رنج وغم طویل کیوں نہ ہو مجھے کیا پتہ ہے میرا پروردگار میری نافرمانیوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہے۔ ۵۲

حضورؐ کے گھر میں طویل فاقے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ فرماتی ہیں: چالیس چالیس راتیں گزر جاتی تھیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے گھر میں نہ تو دیا جلایا جاتا تھا' نہ آگ جلائی جاتی تھی۔ عرض کیا گیا پھر آپ حضرات کس طور پر زندگی گزارتے تھے۔ فرمایا: دو سیاہ چیزوں (یعنی) پانی اور کھجور پر (۵۳)

حضرت یوسف بن اسباطؒ کی اہلیہ حضرت عائشہ بنت سلیمانؒ فرماتی ہیں: مجھے حضرت یوسف بن اسباط نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی آرزو رکھتا ہوں۔ میں نے پوچھا: وہ کونسی تین چیزیں ہیں۔ فرمایا: (۱) میں چاہتا ہوں جب مجھ پر موت آئے تو میری ملکیت میں کوئی شے نہ ہو (۲) مجھ پر کسی کا قرضہ نہ ہو (۳) میری ہڈیوں پر گوشت نہ ہو۔

ان کو یہ سب چیزیں عطاء فرمائی گئیں۔ انہوں نے مجھے مرض الموت میں فرمایا: کیا تیرے پاس کچھ خرچ کرنے کو ہے۔ میں نے کہا: نہیں۔ آپ نے

(۵۲) حلیہ ابونعیم ۴/۲۵۴/۲۵۵

(۵۳) بخاری (۶۴۵۸) بلفظہ و (۶۴۵۹) بلفظہ - وصحیح مسلم حدیث نمبر (۲۹۷۲)

فرمایا: تمہیں کسی شے کی طلب ہے، میں نے کہا: یہ جھونپڑی بازار میں بیچنے کیلئے لے جانا چاہتی ہوں۔

انہوں نے فرمایا: اگر تو نے ایسا کیا تو ہمارا راز ظاہر ہو جائے گا اور لوگ کہیں گے انہوں نے اس کو اپنی مجبوری کے طور پر فروخت کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا جس کو ہمارے کسی بھائی نے ہدیہ کیا تھا۔ مجھے اس کے بازار میں لے جانے کا حکم دیا تو وہ دس درہم میں فروخت ہوا۔

پھر انہوں نے مجھے فرمایا: ایک درہم میرے لئے حنوط (ایک قسم کی مرکب خوشبو جو مردہ کے کفن کو لگائی جاتی ہے) کی خاطر الگ کر دے اور باقی اپنی ضرورت میں خرچ کر

وہ بتلاتی ہیں کہ حضرت یوسف بن اسباط جس وقت فوت ہوئے تو ان دراہم میں سے فقط وہی ایک درہم باقی رہ گیا تھا جس کے الگ کرنیکا انہوں نے حکم فرمایا تھا (۵۴)

اے جھوٹی امیدوں سے باتیں کرنے والے! ان وساوس کو چھوڑ دے۔ اے اونگھنے والے! اپنی کامیابی کے لئے کب بیدار ہوگا؟ آخرت کی طلب کب کرے گا؟ اے دنیا میں رغبت رکھنے والے! جب تو ہر مونس سے جدا ہوگا اس تنہائی کو کب یاد کرے گا؟ اے زنگ آلود دل والے اور غفلت میں سونے والے (ذرا فکر کر)۔

اشعار:

إنّي بُلِيتُ بأربعٍ ما سُلِّطت ... إلا لِعُظْمِ بَلِيَّتي وشقائي

إبليس والدُّنيا ونفسي والهوىٰ ... كيف التَّخلُّص مِنْ يَدَىْ أعدائي

ترجمہ:۔

(۱) میں چار چیزوں کی مصیبت میں ہوں، ان کو میری مصیبت اور بدبختی

---

(۵۴) صفوة الصفوة ۴/ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔

کے اضافہ کیلئے مسلط کیا گیا ہے۔

(۲) ایک ابلیس دوسری دنیا' تیسرا نفس، چوتھی خواہشات میرے ان دشمنوں سے مجھے کس طرح سے نجات ملے گی؟

شان ولایت حکایت

حضرت عبدالاعلی رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں لبنان کے ایک پہاڑ پر اس لئے چڑھا تاکہ میں ایسے آدمی کی زیارت کروں جس سے میں ادب سیکھوں اور اپنے اخلاق کی اصلاح کروں۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک غار میں ایک بزرگ ملا دیا' میں نے اس بزرگ کو دیکھا کہ ان کے چہرے پر انوار جھلکتے تھے اور سکینت اور وقار چھایا ہوا تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے مجھے بہترین طریقہ سے جواب دیا۔ اسی اثناء میں میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ زبردست بارش شروع ہوگئی اور جل تھل ہوگئی۔ مجھے شرم آئی' ان بزرگ کی اجازت کے بغیر غار میں پناہ لوں تو انہوں نے مجھے خود بلایا اور اپنے سامنے ایک چٹان پر بٹھا دیا۔ اسی طرح کی ایک چٹان پر وہ نماز بھی ادا کیا کرتے تھے۔ میرا دل بارش کی وجہ سے اور میرے ان کی جگہ کو تنگ کرنے کی وجہ سے گھٹ رہا تھا' انہوں نے مجھے زور سے فرمایا: یہ بات خدام کی شرائط میں سے ہے کہ تواضع اور تابعداری اختیار کی جائے۔

میں نے پوچھا: محبت کی علامت کیا ہے؟

فرمایا: جب بدن سانپ کی طرح بل کھا رہا ہو اور دل شوق کی آگ میں بھنا جا رہا ہو تو جان لے کہ دل محبت سے بھرا ہوا ہے اور ہر مصیبت جس کا محبوب مشاہدہ کرتا ہے نعمت ہے۔ اس سب کا عوض ہے لیکن محبوب کا کوئی عوض نہیں۔ تم حضرت آدم علیہ السلام کی طرف دیکھو جنہوں نے عتاب اور گرفت کا مشاہدہ کیا لیکن ان کے ساتھ ہجر نہیں تھی۔ اس لئے یہ عتاب اور گرفت ان کے لئے تحفہ اور

نعمت بن گئی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

جسدٌ ناحِلٌ و دمعٌ یفیض　　وھوی قاتلٌ و قلبٌ مریضٌ
وسقامٌ علی التنائی شدیدٌ　　وھمومٌ وحُرقةٌ ومضیضُ
یا حبیبَ القُلوبِ قلبی مریضٌ　　والھوی قاتلی و دمعی یفیضُ
إن یکن عاشقٌ طویلٌ بلاہ　　فبلائی بک الطَّویلُ العریضُ

ترجمہ:۔

(۱) میرا جسم کمزور ہے اور آنسو بہہ رہے ہیں۔ خواہش قاتل ہے اور دل مریض ہے۔

(۲) آخرت کی تیاری کا مرض بہت لگا ہوا ہے۔ فکر بھی بہت ہیں، سوز بھی ہے اور مصیبت سے دکھی بھی ہوں۔

(۳) اے دلوں کا محبوب میرا دل مریض ہے، خواہش میری قاتل ہے اور آنسو میرے بہہ رہے ہیں۔

(۴) اگر عاشق طویل مصیبت کا شکار ہوتا ہے تو میری مصیبت آپ کی خاطر بڑی طویل وعریض ہے۔

حضرت عبدالاعلی بن علی فرماتے ہیں: کہ ان بزرگ نے اس کے بعد ایک زوردار چیخ ماری کہ مردہ ہو کر زمین پر گر پڑے۔ پس میں اس نیت سے باہر نکلا تا کہ کوئی ایسا آدمی دیکھوں جو میرے ساتھ ان کے کفن دفن کا تعاون کرے، مگر مجھے کوئی نہ ملا۔

تو میں غار کی طرف لوٹ آیا اور میں نے انہیں تلاش کیا تو انکا کہیں نام ونشان تک نہ پایا تو میں انکے معاملہ میں حیران اور فکر مند ہوا کہ ایک ہاتف سے یہ کہتے ہوئے سنا:

رُفِعَ المحبُّ إلی المحبوب　　وفاز بالبُغیةِ والمطلوب

ترجمہ:۔ محبّ کو محبوب کی طرف اٹھا لیا گیا اور یہ اپنے مقصود ومطلوب میں کامیاب ہو گیا۔

بیسواں خطاب

اے دوست! باقی کو فانی سے بیچنے والا خسارہ میں ہے۔ جس سے آخرت چلی جائے اس سے دوستی کرنے سے پرہیز کرو ورنہ پریشان ہوگا۔ تقویٰ کی رفاقت سچی رفاقت ہے۔ گناہوں کی رفاقت دھوکہ ہے۔ آخرت کا مہر بہت ہلکا پھلکا ہے (اس کیلئے) مخلص دل اور ذکر میں مشغول زبان چاہئے۔ جب تو سیر ہو جائے اور جاگ نہ ہو تب بھی جان لے کہ تو (موت کی طرف) سفر کر رہا ہے۔ تہجد پڑھنے والے رونے والی زبان اور راتوں کو جاگنے والی آنکھ کا فدیہ دے چکے ہیں، کتنی مرتبہ وہ دربار خداوندی میں حاضر ہوئے ہیں اور ان کے پہلو فقر و فاقہ کے ساتھ اور ررورو کر آرام کی طرف مائل نہیں ہوتے۔ جب وہ نسیم سحر سے فرحت پاتے ہیں تو لذیذ اور خوش کن نسیم سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ ان کے ہاں راتوں کے جاگنے کے ساتھ استغفار کے جھکڑ چلتے ہیں۔ انہوں نے منازل عبادت کو خوب سنوارا اور غفلت کی منزل (دنیا) کو ویران کر دیا۔

نوجوان ولی

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے ایک جوان کو کسی ساحل پر دیکھا۔ رنگ تو اس کا اڑا ہوا تھا لیکن چہرہ پر قبولیت کے انوار اور قرب و محبت خداوندی کے انوار چمکتے تھے، میں نے کہا: السلام علیک یا اخی اس نے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے پوچھا: محبت کی کیا علامت ہے؟

فرمایا: دربدر کی ٹھوکریں کھانا (یعنی کسی خاص جگہ دنیا میں اپنا گھر نہ بنانا جہاں موقعہ ملے گزارہ کر لینا) لوگوں میں رسوائی ہونا (یعنی لوگوں سے عزت کی طلب نہ کرنا جو جیسا سلوک کرے برداشت کرنا صرف اللہ کیساتھ دوستی کر کے اسکی رضا کے اعمال کا متلاشی رہنا) نیند نہ کرنا (تا کہ ہر وقت اللہ کا قرب حاصل ہو نیند کی وجہ سے کوئی لمحہ یاد خدا سے غافل نہ ہو) اللہ تعالیٰ سے دوری کا خوف رکھنا (کہ مبادا مجھ سے ایسا کوئی کام نہ ہو جائے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب جاتا رہے)۔

اشعار:

أبليتَ مَنْ أحببتَ يا حسن البلا　　وخصصت بالبلوى رجالاً خُشَّعا

أحببتَ بلواهم وطولَ حنينهم　　وأطلتَ ضُرَّهم لكي يتخضَّعا

ترجمہ:۔

(۱) اے بہترین امتحان لینے والے آپ جس سے محبت کرتے ہیں اس کو آزمائش میں ڈالتے ہیں اور عاجزی پسند حضرات کو ہی آزمائش کے لئے مخصوص فرماتے ہیں۔

(۲) آپ ان کی آزمائش اور ان کے خوب رونے کو محبوب رکھتے ہیں اور ان کی تکلیف کو طویل کر دیتے ہیں تا کہ وہ عاجزی اور انکساری اختیار کریں۔

نصیحت

دوستو! محبت کی منزل کے کتنے راستے اور منزلیں ہیں۔ شوق کے ساتھ بیدار ہو تا کہ اس کا سفر کر سکو۔ اس سے ہمیشہ کی محبت طلب کرو جو بڑا مرتبہ بخشنے والی ہو۔ اللہ کی ذات نے اپنے اولیاء کے لئے دوستی کا دروازہ کھول دیا۔ اس سے (دوستی کی) خوشبوؤں والا اس طرح سے گزر گیا کہ اس کی نورانیت آنکھوں کو

یرہ کررہی تھی۔ان کے سامنے وجد کے پیالے گھومتے رہے اور وہ مزید کی طلب کی فریاد میں مشغول رہے ان کو دوستی کے فکر کے نشہ نے مست کر دیا اور سب غائب وحاضر سامنے آ گیا۔انہوں نے اس طیب وطاہر شراب سے خوب فیض لوٹا اور ان میں نفوس واوطان اور غائب وحاضر سمٹ گئے۔محبت کے محل کے باسیوں کی غمناک آواز نے مدہوش کر دیا اور وہ دھیرے دھیرے وجد میں آنے لگ گئے۔ان کا محبوب ان کا ساقی تھا ان کی محفل مختلف الانواع پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔بادشاہ بے ہوش تھے اور غلام افاقہ میں آ چکے تھے اور یہ حضرات غائب وحاضر کی حالت میں تھے۔

اس دائمی محبت کا ایک گھونٹ اگلی پچھلی ساری دنیا کے بدلہ میں بھی سستا ہے اس کو بے وقوف کے علاوہ کوئی نہیں چھوڑ سکتا' اس کی بدبختی انتہاء کی ہوگی۔

میری نصیحتوں کو قبول کر اور اس کے دروازہ کے بند ہونے سے پہلے سبقت اور پہل کر یہ تجھے ہر قسم کے طعام وغیرہ سے اور ہر خوشبو دار خوشگوار سے بے فکر کر دے گی۔

اسی سے حضرت آدمؑ نے پیا تھا۔اسی پر حضرت نوحؑ نے نوحہ کیا تھا اور حضرت زکریاؑ کو آرہ سے چیرا گیا تھا۔حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالا گیا تھا' جس میں گرنے سے وہ گھبرائے نہ تھے۔حضرت موسیٰ کا شوق آگے بڑھا اور انہوں نے درخواست کر دی' مجھے اپنی زیارت کرا دے تاکہ میں بھی ناظر کی زیارت سے مشرف ہو جاؤں۔حضرت داؤد نے شوق اور زبور کو خوش الحانی سے پڑھ پڑھ کر مزے لئے۔حضرت عیسیٰ جنگلات میں جاتے رہے تو انہوں نے کسی بستی میں ٹھکانا بنایا نہ شہر میں۔اسی کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہفتہ کے دن ... کیا تھا اور ان میں زیارت کا بقیہ رہ گیا تھا' جس پر بہت سی تعریفات اور فخر بیان کرنے واجب ہوئے۔

ساری کائنات تیرے سامنے ہے' اس سے طیب وطاہر شراب (یعنی اللہ کی محبت) کا انتخاب کر۔ اس کا قطرہ نہر کوثر (کا حکم رکھتا) ہے یہ تیز گرمی کی پیاس بجھائے گا' اس کی نوبت حضرت صدیق اکبرؓ حضرت فاروق اعظمؓ حضرت سعید اور دیگر عشرہ مبشرہ تک پہنچ چکی ہے۔ یہ شروع میں بھی اس کے پینے کے لئے جمع ہوئے اور آخر (زمانہ نبوت) میں بھی۔ انہیں اکابرین امت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بزرگان دین نے بھی روحانی فکر اپنائی تو بھی اہل صفہ (مسجد نبوی میں سکونت پذیر شاگردان رسول اللہ ﷺ) کی صفت اختیار کر تجھے بھی روحانیت سے کچھ نصیب مل جائے گا۔ اس کی طلب میں تو بھی سارے بہانے چھوڑ دے۔ تجھے کیا فرق پڑے گا اگر تو ملامت کا راستہ چھوڑ دے گا' اگر ایسا نہ کیا تو تیرا کوئی عذر قابل قبول نہ ہوگا۔ سُر سے گنگنا' خوشی سے جھوم' وجد میں آ' یہ مخلوق تیری دوست بن جائیگی اور محبوب (اللہ تعالیٰ) حاصل ہوگا۔ مقام سیر کو غیر سے پردہ میں رکھ اور اپنے دل کی حفاظت کر' اگر تو نے غیر اللہ کی طرف نظر کی تو وہ تجھے اپنے سے دور کر دے گا پھر تیرا کیا بنے گا جب تیرا مالک تجھ سے دور ہو جائے گا۔

اے جماعت فقراء! یہ تمہارے سننے کی بات ہے جو میری بات سن رہا تھا وہ میرے پاس ہے کہ نہیں۔ اے ارباب احوال! میں تم سے مخاطب ہوں۔ یہ خوبیاں میں تمہارے لئے بیان کر رہا ہوں اور تمہارے قافلہ کے ساتھ چل رہا ہوں۔

اے توبہ کرنے والی جماعت! کیا اس قابل فخر جوہر کے حاصل کرنے کے لئے معصیت کا چھوڑنا تمہارے لئے آسان نہیں ہوا' اگر تو اس خطاب سے محروم ہو گیا اور خوشی میں نہ جھوما تو پھر محرومی کے بیابان میں سرگردان رہے گا۔

محبت کی حقیقت اور اصل

حضرت ابوبکر وراق رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محبت کی حقیقت ہر حال میں

محبوب کا دیدار ہے' غیر کے ساتھ اشتغال حجاب ہے۔ محنت کی اصل کامل طور پر اتباع اور یقین ہے' یہی دو چیزیں انسان کو جنات النعیم میں متقین کے درجات تک پہنچاتی ہیں۔

اشعار:

أحبُّ الصَّالحين ولستُ منهم وأطلُبُ أن أنال بهم شفاعة
وأكره مَنْ بضاعتُه المعاصي ولو كنّا سواءً في البضاعة (۱)

ترجمہ:۔

(۱) میں اگرچہ صالح نہیں ہوں لیکن صالحین سے محبت ضرور کرتا ہوں اور انہی کے شفاعت کرنے سے میں کسی مرتبہ پر پہنچ سکتا ہوں۔

(۲) جس کی پونجی گناہ ہوں' میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ اگرچہ وہ اور میں اس گناہ کی پونجی میں برابر کے شریک ہیں۔

ایک بزرگ کی عجیب حالت

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہم کسی جنگل بیابان میں گھوم رہے تھے کہ ایک غلام سامنے آیا' رنگ اس کا اڑ چکا تھا اور بدن گھل چکا تھا۔ عبادت کے انوار اس کی جبین پر ضوفشانی کر رہے تھے۔ رخساروں پر قبولیت کے آثار چمک رہے تھے۔ چہرہ پر طاعت ومجاہدہ کا نشان تھا شکل وصورت محبوبیت خداوندی اور مشاہدہ حق کی تھی۔ اس پر دو بوسیدہ کپڑے تھے۔ بدن پر اون کا ایک جبہ تھا جو آستینوں اور دامنوں سے پھٹا ہوا تھا۔

اس کی ایک آستین پر یہ لکھا ہوا تھا:

﴿إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا﴾ (الاسراء: ۳۶)

ترجمہ:۔ کان اور آنکھ اور دل' ہر شخص سے ان سب کی پوچھ ہوگی۔

دوسری آستین پر یہ لکھا ہوا تھا:

﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النور: ۲۴).

ترجمہ:۔ جس روز ان کے خلاف ان کی زبانیں گواہی دیں گی اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں بھی ان کاموں کی جو یہ کیا کرتے تھے۔

اس کے اگلے اور پچھلے دامن پر یہ لکھا ہوا تھا:

لا تباع ولا تشتری'

نہ بیچا جائے اور نہ خریدا جائے۔

اس کے سینے پر لکھا ہوا تھا:

﴿وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ﴾ (ق: ۱۶).

ترجمہ:۔ اور ہم انسان کے اس قدر قریب ہیں کہ اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ۔

اس کی پشت پر لکھا ہوا تھا۔

﴿يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ﴾ (الحاقة: ۱۸).

ترجمہ:۔ جس روز تم پیش کئے جاؤ گے' تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہ ہوگی۔

اس کے سر پر لکھا ہوا تھا:

حبُ مولای بلائی
حبُ مولای دوائی

ترجمہ:۔ جہاں میرے مولیٰ کی محبت امتحان ہے وہاں پر دوا اور علاج بھی ہے۔

حضرت ذوالنون فرماتے ہیں: جب میں نے اس پر دو صاف ستھرے کپڑے دیکھے اور اس سے گفتگو کے لئے تیار ہوا تو کچھ لحظہ بعد اس کے قریب گیا اور کہا:

السلام علیک یا عبداللہ'

(اے اللہ کے بندے تم پر سلام ہو)

اس نے جواب دیا:

وعلیک السلام یا ذا النون'

(اے ذوالنون تم پر بھی سلام ہو)

میں نے کہا: اے بھائی! تم نے مجھے کیسے پہچانا؟

اس نے کہا: میں نے حق کے حقائق کے ذریعہ اپنے ضمیر کے اندر تیرے ضمیر میں مخفی بات کا پتہ لگایا ہے تو اس حق نے تیرے عزم کے مخفی غیوب میں تیری صفائی معرفت کا مشاہدہ کیا اور یہ دونوں آپس میں ہم کلام ہوئے اور گفتگو کی۔ اسی نے مجھے بتلایا کہ آپ ذوالنون مصری ہیں۔

میں نے پوچھا: اے بھائی (اللہ تعالیٰ سے) محبت کی ابتداء کیسے ہوتی ہے؟

فرمایا: یہ آیت جو تو نے دیکھی ہے اور پڑھی ہے اس کو مدنظر رکھنا اور اس نے اپنے لباس پر لکھی ہوئی آیت کی طرف اشارہ کیا۔

میں نے کہا: اے بھائی! محبت کی انتہاء کیا ہے۔

فرمایا: اے ذوالنون! اللہ ایسا محبوب ہے جس سے محبت کی کوئی انتہاء نہیں ہے اور اس سے بغیر عجز و انکساری کے محبت کرنا محال ہے۔

میں نے پوچھا: اے بھائی زہد (دنیا سے کنارہ کشی) آخرت کی طلب کے لئے ہوتا ہے یا مولیٰ کی طلب کے لئے ہوتا ہے۔

فرمایا: اے ذوالنون! مخلوق سے کنارہ کشی دوسری مخلوق (یعنی آخرت) کی طلب کے لئے تو خسارہ کی بات ہے۔ اس دنیائے مخلوق سے پرہیز صرف مولیٰ اور خالق کے لئے ہی ہونا چاہئے۔

اے ذوالنون! محبوب قدیم (اللہ تعالیٰ) سے (اس کی) مخلوق جنت (کی طلب) پر راضی رہنا کم ہمت بندے کی بات ہے۔

زہد کا معنی اغیار (ما سوی اللہ) سے اجتناب' اخیار (اولیاء اللہ) کی جستجو اور ملک جبار (اللہ تعالیٰ) کے وجود کے آثار کا مشاہدہ کرنا ہے۔ جس نے اغیار کو

طلب کیا تو اس کا مطلوب اس کے سامنے آ جائے گا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی طلب رکھی تو اس کا مطلوب اس کا محبوب بن جائے گا' پس جب کوئی مخلوق اپنی ہم مثل کسی مخلوق پر راضی ہو جاتی ہے تو موافقت اس کا مقصود بن جاتی ہے۔

اے ذوالنون بھائی! ماسوی اللہ سب پست ہیں۔ کامل خسارہ میں ہے وہ شخص جس نے آرام اور لذت خواہشات کو چھوڑ دیا۔ دنیا کی لذتوں سے بغض رکھا پھر غیر مولیٰ پر راضی ہو گیا۔ اس خوف سے نفس کو مشقت میں ڈالا اور دنیا کو ترک کیا کہ اس کا ٹھکانا دوزخ ہو یا اس شوق سے (نفس کو مشقت میں ڈالا اور دنیا کو ترک کیا) کہ جنت میں اس کا ٹھکانا بن جائے۔

(فائدہ از مترجم) یہ جنت کی طلب یا دوزخ سے پناہ طلب کرنے والے کو نقصان میں بتلانا بہت اونچے درجہ کے اولیاء کا مقام ہے جو حضرت ذوالنون مصری جیسے اکابرین اولیاء اللہ' ورنہ جنت کی طلب اور دوزخ سے پناہ کا حکم بھی خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس ولی اللہ کا یہ ملفوظ بڑے اونچے درجہ کی بات ہے کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کو اپنا مقصود و محبوب بنائے گا تو دوزخ سے نجات بھی ملے گی اور جنت میں ٹھکانا بھی' لیکن چونکہ انہوں نے صرف اللہ کو مطلوب بنایا ہے اس لئے وہ اور زیادہ اونچے درجہ میں چلا گیا۔

انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ کامل خسارہ میں ہے' وہ اس اعلیٰ مقام و مرتبہ تک نہ پہنچنے کے اعتبار سے ہے اس کی وضاحت کے لئے اسی کتاب کی تیسری فصل کی آخری حکایت ملاحظہ فرمائیں۔ (امداد اللہ انور)

حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں: میں نے اس بزرگ سے کہا: اے بھائی! آپ لوگ ان ویران جنگلات اور خشک کھائیوں میں بغیر توشہ کے کیسے صبر کرتے ہو۔

تو وہ ناراض ہو کر کہنے لگا: اے بے کار! یہ اعتراض اس آدمی کے سامنے تو

کوئی حیثیت نہیں رکھتا جو تمہیں اپنے حال کی خبر نہ کرے اور اپنے راز کے لئے تم سے بے خوف نہ ہو۔ کھانے پینے میں ہماری حالت تو یہ ہے پھر اس نے اپنا دایاں پاؤں زمین پر مارا تو گھی اور شہد کا ایک چشمہ ابل پڑا' اس نے بھی اس سے کھایا اور میں نے بھی کھایا۔ پھر اس نے بایاں پاؤں زمین پر مارا تو شہد سے بھی زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا چشمہ ابل پڑا' اس نے بھی پیا اور میں نے بھی اس کے ساتھ پیا۔ پھر اس نے ان دونوں چشموں پر ریت ڈال دی تو زمین اپنی پہلی حالت میں آ گئی' گویا کہ یہاں کوئی چیز نہیں تھی' پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا جن کرامات کا میں نے حیرانی سے مشاہدہ کیا تھا اس سے میں روتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں سے ہمیں بھی نفع پہنچائے۔ (آمین)

اکیسواں خطاب

اے غفلت کی مٹھاس کا اسیر! اے مہلت کے نشہ کا پچھاڑا ہوا! اے عہد شکن! تو نے جو شروع زمانہ میں عہد کیا تھا اس کی لاج رکھ' تیری اکثر عمر گزر گئی اور تو اب تک بہانے ڈھونڈ رہا ہے۔ تجھے نجات کی طرف دعوت دی جا رہی ہے اور تو کسل مند ہے۔ یہ خرابی کیوں ہے؟ تیری عمر گھٹ رہی ہے' ایسے لگتا ہے کہ تو موت کے وقت بلبلا بلبلا کر آنسو بہائے گا۔

اے برادر! کتنا اچھا ہوتا اگر تو اپنی سابقہ حالت سے باز آ جاتا۔ تیری محنت کتنا بہترین ہو جاتی تو کس طرح سے متفکر ہو گا؟ تو بہ تائب لوگوں کی صحبت سے دور لوگو!

﴿وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾

(النمل: ۷۵)

ترجمہ: اور آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخفی چیز نہیں جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

شکر گزار دولت مند

ایک مال دار بہت شکر گزار تھا۔ بہت عرصہ تک اس کی امید بر نہ ہوئی تو وہ مغرور بن کر (خدا کا) نافرمان ہو گیا لیکن اس کی نعمت بھی زائل نہ ہوئی اور حالت بھی نہ بدلی' اس نے التجاء کی اے پروردگار! میری فرمانبرداری تو ختم ہو گئی' مگر میری مالداری بدستور قائم ہے؟ تو اس کو ہاتف نے آواز دے کر کہا: ہمارے ہاں

ایام وصال کی بڑی قدر و منزلت ہے، ہم نے ان کو تیرے لئے محفوظ رکھا ہوا ہے صرف تو ہے جس نے ہمیں بھلا رکھا ہے۔

اشعار:

سأترک ما بینی وبینک واقفاً　　فإن عُدتَ عُدنا والوِدادُ سلیم

تواصلُ قوماً لا وفاء بعھدھم　　وتترکُ مثلی والحِفاظُ قدیم

ترجمہ:۔

(۱)　تیرے اور ہمارے درمیان جو ربط ہے، ہم کچھ عرصہ کیلئے موقوف کرتے ہیں، اگر تو متوجہ ہوا تو ہم بھی متوجہ ہوں گے (ہماری) محبت بدستور باقی ہے۔

(۲)　تو ایسی قوم سے تو جوڑ پیدا کرتا ہے جو وعدہ وفا نہیں کرتے اور ہمارے جیسے کو چھوڑتا ہے جو ہمیشہ سے وفا کی حفاظت کر رہا ہے۔

حاتم اصمؒ کی سنہری نصیحت

ایک آدمی نے حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا: آپ مجھے کوئی بات بتلائیں، جس سے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے دروازہ سے چمٹا رہوں، میرا حج پر جانے کا ارادہ ہے۔

آپ نے فرمایا: اے بھائی! اگر کسی دوست کو چاہتا ہے تو قرآن پاک کو اپنا دوست بنالے، اگر کسی ساتھی کی طلب ہے تو فرشتوں کو اپنا ساتھی بنالے۔

اگر کسی محبوب کی ضرورت ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے احباب کے دلوں سے دوستی فرماتے ہیں۔

اگر توشہ سفر کی چاہت ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بہتر سامان سفر ہیں۔

بیت اللہ کو اپنے سامنے قبلہ بنالے اور اسکے گرد خوشی اور مسرت سے طواف کر۔

عمر بن یزیدؒ کی نصیحت

حضرت عطاء سلمیؒ نے حضرت عمر بن یزید سلمیؒ سے عرض کیا: آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیں؟

آپ نے فرمایا: اے احمد! دنیا خواہش نفس اور شیطان کے ساتھ کی وجہ سے مصیبت پر مصیبت ہے اور آخرت موافقت اور حساب و کتاب کے ساتھ مصیبت پر مصیبت ہے جو ان دونوں مصیبتوں میں پھنس گیا وہ بڑے صدمہ اور مشکل میں ہے۔ اس لئے تو کب تک بھولا بھٹکا کھیل کود میں رہے گا اور زندگی برباد کرے گا) ملک الموت تاک میں ہے تجھ سے غافل نہیں ہے اور فرشتے تیرا ایک ایک سانس گن رہے ہیں۔

حضرت عطاء سلمی فرماتے ہیں: اس بات کے بیان کرنے کے بعد آپ بے ہوش ہو کر گر گئے۔(۵۵)

نصیحت

تیرا نامہ اعمال سیاہ ہے تو اس کو آنسوؤں سے دھو ڈال اور تہجد گزاروں کے پاس حاضر باش ہو اور یہ کہہ! گمراہ ہوں راستہ بھٹکا ہوا اور کٹا ہوا ہوں۔ یہی غم واندوہ کا مقام ہے تو کب تک آنسوؤں کی ذخیرہ اندوزی کرے گا' یہی شکوہ کا مقام ہے' یہی رجوع کا وقت ہے۔ آگے بڑھو اور مقصود کے اسرار کو سمجھو۔

﴿فَسَتَذْكُرُونَ مَآ أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِيٓ إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ (غافر: ۴۴)

ترجمہ:۔ سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب بندوں کا نگران ہے۔

---

(۵۵) حلیہ ابو نعیم ۶/ ۲۱۹، ۲۲۰

اشعار:

ما الذنبُ لی فیما مضی سالفا | الذّنب للدّھرِ وسوءِ القضا
فامنن وجد بالصّفح عنْ مذنبٍ | معترفٍ بالذّنب فیما مضی
قد ظلَّ مِنْ خوفِک فی حَیرۃٍ | فی قلبہِ منک لھیبُ الفضا
إن کان لی ذنبٌ لی ذنبٌ فلی حرْمَۃٌ | توجبُ لی منک جمیل الرّضا

ترجمہ:

(۱) ایام گذشتہ میں میرا کوئی گناہ نہیں‘ یہ سب زمانہ کی کوتاہی اور سوئے قضاء ہے۔

(۲) اے اللہ! آپ اس گناہ گار پر منت واحسان فرمائیں اور درگزر فرمائیں (یہ گناہ گار) اپنے گذشتہ سب گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔

(۳) یہ بندہ آپ کے خوف کی وجہ سے پریشان ہے۔ آپ کی وجہ سے اس کے دل کی ساری فضاء شعلوں سے بھڑک رہی ہے۔

(۴) اگر میرا قصور ہے تو (آپ کے نزدیک) میری (ایمان کی وجہ سے) عزت بھی ہے جو آپ کی ذات عالیہ سے بہترین خوشنودی کو لازم کررہی ہے۔

نیک عورت کی تنبیہ

کتاب ”لوامع انوار القلوب“ میں ہے کہ حضرت اصمعیؒ فرماتے ہیں: میں کسی صحراء سے گزر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک عورت آئی۔ گویا کہ وہ چاند کا ایک ٹکڑا تھی‘ پس میں اس کے قریب گیا اور اس سے سلام کہا: اس نے مجھے سلام کا بہترین جواب دیا۔ میں نے اس سے کہا: میرا تن من سب تیری طرف مشغول ہے۔ اس نے فوراً جواب دیا اور میں مکمل طور پر تجھ سے غیر متوجہ ہوں۔ اگر تجھے

میرا حسن پسند آیا ہے تو اپنے پیچھے دیکھ، تجھے مجھ سے بھی زیادہ حسین عورت نظر آئے گی، جب میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا تو اس نے مجھے ڈانٹ کر کہا: اے فالتو! مجھ سے دور ہو جا، جب میں نے تجھے دور سے دیکھا تھا تو یہ سمجھی تھی کہ تو کوئی عارف ہے اور جب تو نے کلام کیا تو میں نے سمجھا کہ تو عاشق ہے۔ اے مسکین! اب معلوم ہوا ہے کہ نہ تو تو عارف ہے نہ عاشق، تو مجھ سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے اور دیکھتا غیر کو ہے، تو میرے قریب نہیں ہو سکا پھر وہ مجھ سے چلی گئی اور ایک نظر آسمان کی طرف دیکھا اور زور زور سے کہنے لگی: الٰہی .... آہ آہ .... وصال خداوندی کی محبت نے مجھے (غیر سے) غیر مانوس کر دیا۔ جدائی کے خوف نے مجھے بے قرار کر دیا۔ وصال سے پہلے انفصال کا خطرہ ہے، اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے:

حبّی فی ذی القِفَارِ شرَّدنی — آہ مِنَ الحبِّ ثم آہ (۵۶)
خوفُ فراق الحبیب أزعجنی — آہ مِنَ الخوف ثم آہ
شبہ حالی بتاجر غَرِقٍ — نجا مِنَ البحر ثمَّ تاہ

ترجمہ:

(۱) مجھے اللہ کی محبت نے پراگندہ کر دیا آہ .... محبت میں پھر آہ۔

(۲) مجھے محبوب کے فراق کے خوف نے بے قرار کر رکھا ہے، اس خوف سے آہ پھر آہ۔

(۳) میری حالت اس ڈوبنے والے تاجر کے مشابہ ہے جو سمندر میں ہلاکت سے بچ گیا، پھر سرگرداں رہا۔

---

(۵۶) عقلاء المجانین ص ۶۲ میں یہ بیت ابو القاسم بن حبیبؒ نے ابو علی حسن بن احمد قزوینی سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: میں نے ایک مجنون کو جنگل میں دیکھا جو رقص بھی کر رہا تھا اور یہ شعر بھی کہہ رہا تھا: (حاشیہ بحر الدموع ص ۱۱۳)۔

میں اللہ کی خاطر دیوانہ نہ بنوں تو کس کی خاطر دیوانہ بنوں؟

مذکورہ کتاب ''لوامع انوار القلوب'' میں ہے حضرت سالم فرماتے ہیں: میں لبنان کے ایک پہاڑ پر حضرت ذوالنون مصری (رحمتہ اللہ علیہ) کے ساتھ چل رہا تھا کہ حضرت ذوالنون نے فرمایا: اے سالم! تم میرے لوٹنے تک یہیں رہو۔ پھر آپ تین یوم تک اسی پہاڑ میں رہے اور میں سخت بھوک میں زمین کی جھاڑیاں کھاتا رہا اور اس کے تالابوں کا پانی پیتا رہا' جب تین دن گزر گئے تو آپ میرے پاس اڑی ہوئی رنگت میں تشریف لائے۔ ان کی عقل بھی جا چکی تھی۔ میں نے آپ سے پوچھا: اے ابوالفیض! (یہ حضرت ذوالنون کی کنیت ہے) کیا درندوں نے آپ کو روک لیا تھا؟ آپ نے فرمایا: مجھ سے انسانی خوف کی بات نہ کرو۔ میں اس پہاڑ کی غاروں میں سے ایک غار میں داخل ہوا تو وہاں ایک آدمی کو دیکھا جس کا سر بھی سفید تھا اور داڑھی بھی سفید تھی۔ پراگندہ بال غبار آلود' کمزور ایسا لگتا تھا جیسا کہ وہ قبر سے نکل کر آیا ہے۔ شکل بڑی دہشت ناک تھی اور وہ نماز میں مصروف تھا۔ میں نے اس سے سلام کیا تو اس نے مجھے سلام کا جواب دیا اور کہا: نماز' پھر وہ نماز میں مصروف ہو گیا۔ اس کے بعد وہ رکوع اور سجدوں میں مشغول رہا' یہاں تک کہ عصر کی نماز ادا کر لی اور اپنی محراب کے بالمقابل ایک پتھر کی ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور میرے ساتھ اس نے کوئی بات نہ کی۔ پس میں نے ان سے بات چلائی اور کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے کوئی ایسی نصیحت فرمائیں جو میرے کام آئے اور میرے لئے دعا بھی کریں۔

انہوں نے فرمایا: اے بیٹے! اللہ سبحانہ وتعالیٰ جس کو اپنا قرب عطاء فرماتے ہیں اس کو چار خصلتیں عطاء فرماتے ہیں۔

(۱) بغیر کنبہ اور قبیلہ کے عزت عطاء فرماتے ہیں۔

(۲) بغیر پڑھنے کے علم (علم لدنی) عطاء فرماتے ہیں۔

(۳) بغیر مال کے غناء عطاء فرماتے ہیں۔

(۴) بغیر جماعت کے انس عطاء فرماتے ہیں۔

اس کے بعد اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور تین روز کے بعد جا کر کے افاقہ ہوا میں نے تو یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ فوت ہو چکا ہے' لیکن جب انکو ہوش آیا تو اٹھے اور اپنے پہلو میں چشمہ سے وضو کیا اور جو نمازیں فوت ہو گئی تھیں انکے بارے میں مجھ سے پوچھا: میں نے انکو بتلایا تو انہوں نے انکو قضاء کیا پھر مجھے فرمایا:

میرے حبیب (اللہ تعالیٰ) کے ذکر نے میرے دل میں ہیجان پیدا کیا پھر اسی کی محبت نے میرے عقل کو زائل کر دیا تھا۔

میں مخلوق کی ملاقات سے گھبراتا ہوں اور رب العالمین کے ذکر سے انس رکھتا ہوں۔ تم سلام کے ساتھ اب مجھ سے رخصت ہو جاؤ۔

تو میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے' میں نے تین دن آپ کے افاقہ کی انتظار میں اس لئے کاٹے ہیں کہ آپ مجھے کوئی اور نصیحت بھی فرمائیں۔

تو انہوں نے فرمایا: اپنے مولیٰ سے محبت کر' غیر سے محبت نہ کر۔ اس سے محبت کا بدلہ لینے کا ارادہ مت کر' اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے عابدوں کے سرتاج ہیں اور زاہدوں کے لئے قابل اتباع شخصیات ہیں اور وہی اللہ کے برگزیدہ اور دوست ہیں۔

اس کے بعد اس نے ایک اور چیخ ماری اور گر پڑے۔ میں نے ان کو حرکت دی تو وہ فوت ہو چکے تھے' بس تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ عابدین کی ایک جماعت پہاڑ سے اتری ان کو غسل دیا' کفنایا' جنازہ پڑھا اور ان کو دفن کر دیا۔ میں نے ان عابدوں سے پوچھا: اس نیک آدمی کا کیا نام تھا: فرمایا: ''شیبان المصاب''

حضرت سالم فرماتے ہیں: میں نے اس (حضرت شیبان المصاب) کے متعلق شامیوں سے پوچھا تو انہوں نے بتلایا کہ وہ مجنون آدمی تھا' بچوں کی ایذاء رسانی سے نکل گیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: کیا تمہیں اس کا کوئی کلام یاد ہے۔

انہوں نے کہا: ہاں! جب وہ ڈانٹتا تھا تو یہ کہتا تھا:

إذا أنا بك لم أجن يا سيدى فبمن أجن .

اے میرے آقا! اگر میں آپ کی خاطر دیوانہ نہ بنوں تو اور کس کی خاطر دیوانہ بنوں۔ (۵۷)۔

---

(۵۷) صفۃ الصفوۃ جلد ۴ صفحہ ۳۴۸، ۳۶۰۔

بائیسواں خطاب

ان حضرات کی خوبی صرف اللہ کے لئے ہے، جس نے ان کو اپنے قرب کی نعمت عطاء فرمائی۔ وسواس کے خطرات سے محفوظ فرمایا۔ اپنی مضبوط حفاظت کے ساتھ ان کے قلوب سے شہوات کے غبار کو روکا اور انہوں نے اللہ کا حکم قبول کیا اور سر آنکھ پر رکھا۔ موت کے سفر اور قبر کے اندھیرے کے لئے نیک اعمال کا سامان تیار کیا۔

اے بے کار! کیا تاریک میدان میں سرگرداں اور غافل حضرات کے لئے اللہ کی کوئی نعمت ہوسکتی ہے؟ اللہ نے اپنے نیک بندوں پر اپنی خوشنودی کی خلعت بخشی اور پکار کر فرمایا: احباب اور باادب سلیقہ مند حضرات کے لئے مرحبا۔

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ (آل عمران: ١١٠).

ترجمہ: جو امتیں عالم میں بھیجی گئی ہیں تم ان سب سے بہتر ہو۔

اشعار:

أيا نفسُ توبی قبل أن يَنْكشِفَ الغَطا — وادعـی إلـی يوم النُّشورِ وأجزعُ

فللّٰهِ عبدٌ خائِفٌ مِنْ ذُنوبه — تـكـاد حشـاه مِنْ أسـی تتقطّعُ

إذا جنَّه اللَّيلُ البهيمُ رأيته — وقـد قـام فـی محـرابـهِ يتضرَّعُ

قصدتُکَ يا سُؤلی وما لی مُشَفَّعُ — سوی حُسْنِ ظَنّی حين أرجو وأطمعُ

فَجُدلی بعفوٍ وامحُ ذنبی ونجّنی — مِـنَ الـنَّـار يا مولـی يَضُرُّ وينفعُ

بهذا يُنالُ الملکُ والفوزُ فی غدٍ — ويُـجـزی نـعـيـماً دائماً ليس يُقطعُ

ترجمہ:۔

(۱) اے نفس! توبہ کر لے پہلے اس کے کہ وہ پردہ ہٹ جائے اور قیامت میں بلایا جائے اور گھبراہٹ ہو۔

(۲) اللہ کا ایک بندہ وہ ہے جو اپنے گناہوں سے خوفزدہ ہے کہ اس کو (روز قیامت) ہمدردی سے محروم نہ کردیا جائے۔

(۳) جب اس پر رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو تو اس کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنی محراب میں اٹھ کر گڑ گڑا رہا ہوتا ہے۔

(۴) عاجزی سے عرض کرتا ہے: اے میرے مالک اور میرے آقا! یہ گناہ گار کس کی طرف دوڑ کر جائے اور (کس کے سامنے) اپنی گھبراہٹ ظاہر کرے۔

(۵) اے میری طلب (مراد اللہ تعالیٰ ہیں) میں نے آپ کے پاس حاضری کا ارادہ کیا ہے۔ جب میں امید اور طمع کرتا ہوں تو حسن ظن کے علاوہ میرے پاس کوئی چیز شفاعت کے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

(۶) آپ مجھے معاف فرمادیں۔ میرے گناہ مٹادیں۔ اے مولیٰ! مجھے نفع ونقصان پہنچانے والی دوزخ سے نجات عطاء فرمادیں۔

(۷) اسی طریقہ سے جنت اور قیامت میں کامیابی حاصل کی جاسکتی ہے اور ایسی دائمی نعمتیں عطاء کی جائیں گی جو کبھی ختم ہونے کی نہیں۔

ایک عالم حضرت فضل جوہری نے احرام کی حالت میں حرم پاک میں رو بہ قبلہ کھڑے ہوکر بلند آواز سے یہ فرمایا:

اے مراقبہ اور معرفت کی موت سے مرنے والے!
اے انس ومحبت کی تلواروں سے قتل ہونے والے!
اے خوف واشتیاق کی آگ سے جلنے والے!

اے ملاقات ومشاہدہ کے سمندر میں غرق ہونے والے!
یہ ہے محبوب کا شہر پس محبت کرنے والے کہاں ہیں؟
یہاں ہیں قرب کے اسرار ...... اس کے مشتاق کہاں ہیں؟
یہاں پر ہیں شہر و بہار کے آثار راہ چلنے والے کہاں ہیں؟
یہ ہے التجاء کی گھڑی اور آنسو بہانے کا وقت' کہاں ہیں (اس کی خاطر) رونے والے (اور اس کی جستجو کرنیوالے)؟

اس کے بعد انہوں نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر گئے۔ ایک گھڑی بعد جب ہوش آیا تو یہ اشعار فرمائے:

مُذْ تبدّی لناظری — بَلْبَلَ الشَّوقُ خاطری
حاضرٌ غیرُ غائبٍ — ساکنٌ فی الضَّمائرِ
ھو کَنزی الّذی بدا — فی الرُّسوم الدَّوائرِ

ترجمہ:۔
(۱) جب (بیت اللہ) میری آنکھوں کے سامنے آ گیا تو میرے دل میں شوق بھڑک اٹھا۔
(۲) (اللہ کی ذات میرے) سامنے ہے' اوجھل نہیں ہوئی' وہ ذات تو دلوں میں رہتی ہے۔
(۳) یہی (بیت اللہ) میرا خزانہ ہے' جو گول برآمدوں کے درمیان گھرا ہوا ہے۔

اس بات کو بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ میں ان کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: اے میرے سردار! اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والوں کی کیا نشانی ہے؟
فرمایا اندھیری رات کے وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں ان کو خاص فرحت حاصل ہوتی ہے' ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک خوشی پائی جاتی ہے۔ ان کو معبود کے انس نے لذت آرام سے غیر متوجہ کر دیا ہے اور ساری مخلوق سے ان

کے تعلق کو توڑ دیا ہے۔ یہ اپنی نیند کو اللہ سے مناجات پر اہمیت نہیں دیتے' نہ اس کے کلام پر کسی کے کلام و ترجیح دیتے ہیں جو اس کو پہچان گیا وہ پہچان گیا۔ جس نے اس کی لذت پائی پائی اور جو اس سے راضی ہوا اس کا دوست بن گیا۔

خدا کی کبریائی

پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے سب مخلوقات کو فناء کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ اس حیثیت سے بادشاہ اور غلام سب اس کے نزدیک برابر ہوئے۔ صرف خود کو بقاء کے ساتھ منفرد کیا اور قدامت میں بھی اپنے آپ کو واحد رکھا۔ اپنی قدرتوں کو دنیا وغیرہ میں جیسے چاہا استعمال فرمایا۔ سب کی حاجت مندی اس کے سامنے ظاہر ہوئی چاہے کوئی نیک تھا یا بد' گمراہ تھا یا ہدایت پر۔

﴿ یَسْئَلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴾

(الرحمٰن : ۲۹)

ترجمہ:۔ اسی سے سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں' وہ ہر وقت کسی نہ کسی کام میں رہتا ہے۔

وہ بڑا فیاض ہے' اس کی عطاء نے سب کو ڈھانپ رکھا ہے' یہ گناہ گار کہاں بھاگ سکے گا؟ گم گشتہ راہ کی تلافی کون کرے گا؟ کتنی بار ضامن سے قضاء مقابلہ کر چکی ہے۔ کتنے مردود لوگوں کو اپنی بارگاہ میں حاضری کی توفیق بخشی ہے۔ انسانوں کی قسمت میں گناہ گاروں کو کتنا غافل کر دیا ہے' انہی میں سے کوئی بدبخت بنا کوئی نیک بخت۔

اشعار:

إحدى وستُّون لو مرَّتْ على حجرٍ　　لكان من حُكمها أن يخْلَق الحجرُ
تُؤمّلُ النّفسُ آمالاً لتبلُغها　　كـأنها لا تـرى ما يصنَعُ القدرُ

ترجمہ:۔

(۱)　اگر اکسٹھ برس کسی پتھر کو بھی گزر جائیں تو وہ بھی بوسیدہ پتھر شمار

ہوگا۔

(۲) نفس بہت سی امیدوں تک پہنچنے کی امید میں ہے گویا کہ اس کو یہ خبر نہیں کہ تقدیر کیا کرنے والی ہے۔

سری سقطیؒ کی دعا کی برکت

حضرت ابو اسحاقؒ جیلی فرماتے ہیں: میں حضرت علی بن عبدالحمید الغضائری کے ہاں حاضر ہوا تو ان کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق (انسانوں) میں عبادت کے اعتبار سے سب سے افضل اور مجاہدہ میں ان سے زیادہ پایا۔ آپ نہ تو رات کو نماز سے فارغ ہوتے تھے نہ دن کو فارغ ہوتے تھے۔ میں نے ان کی فراغت کا انتظار کیا لیکن مجھے ان کی کوئی گھڑی فارغ نہ ملی۔

میں نے ان سے عرض کیا: کہ ہم آپ کے پاس حاضری کے لئے ماں باپ، بیویاں، بچے، بچیاں اور وطن چھوڑ کر کے آئے ہیں۔ کاش! آپ ایک گھڑی فارغ کر کے ہم سے اس علم کی بات فرمائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے۔

تو انہوں نے ارشاد فرمایا: مجھے شیخ صالح حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا لگی ہے۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور ان کا دروازہ کھٹکایا، وہ میرے پاس تشریف لانے سے پہلے اپنی مناجات میں یہ فرما رہے تھے:

اللّٰھمَّ مَنْ جاءَ نی یَشْغَلُنی عن مُناجاتِکَ، فاشغله بِکَ عنّی.

ترجمہ: اے اللہ! جو شخص میرے پاس تجھ سے مناجات کرنے سے مشغول کرنے آیا ہے اس کو مجھ سے پھیر کر اپنی طرف متوجہ فرما دے۔

پس جب سے میں ان سے واپس ہو کر کے آیا ہوں تب سے نماز اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغولیت محبوب ہو گئی ہے اور میں اس کے سوا کسی اور چیز کے لئے فارغ نہیں ہوتا۔ یہ سب اس شیخ (حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ) کی (دعا کی) برکت ہے۔

حضرت ابواسحاق ؒ فرماتے ہیں: میں نے ان کے کلام میں غور کیا تو ان میں غمزدہ دل اور عاجز کر دینے والی بے چینی آشکارا ہو رہی تھی اور آنسو تھے جو اُمڈ رہے تھے۔ (۵۸)۔

کتنی پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی حکمت سے ارواح کی لطافت کو ابدان کی کثافت سے مربوط فرمایا۔ رات اور دن کو زمانے کے بازو بنائے جو بغیر بالوں اور پروں کے فنا کی طرف اڑ رہے ہیں۔ محبت کرنے والوں کو شراب محبت پلائی، اس کی خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، جس نے اس کو ہر راحت سے زیادہ شیریں بنایا۔ خانقاہ محبت میں ان کے لئے مجلس انس میں سرور پیدا کیا اور انہوں نے پیالوں کے بجائے تالاب جیسے زمین میں گڑے ہوئے مٹکوں سے اس کو نوش فرمایا۔ انہوں نے تاریک رات کے گلستان کو تہجد کے پھولوں سے سجایا اور ہر صبح اذکار خداوندی سے طلوع کی۔ پس یہ حضرات ریحان و راحت کے درمیان صبح اور شام کی پینے کی اشیاء نوش کرتے ہیں۔ ان کے دل ابتلاء کے قالب میں صبر کی زبان سے یہ کہتے ہیں: ''کوئی چارہ کار نہیں'' ان پر رضا کا لباس ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو شوق و فرحت کی مجلس میں بٹھلاتے ہیں۔ یہ مخلوق کی طرف دیکھتے ہیں تو ان کو سب لوگ ایک جیسے نہیں نظر آتے۔ ان پر محبت کی وجہ سے سرگشتگی پر کوئی گناہ نہیں۔ نورِ معرفت نے ان کی بصیرتوں کو ڈھانپ رکھا ہے (جیسے مجذوب حضرات۔) ان میں سے جو حضرات عارف ہیں انہوں نے زبان توحید سے پکار کر یہ کہا:

اشعار:

یا أعز النّاس عندی   کیف خنّی خنت عهدی

سوف أشکو لک حالی   فعسی شکوای تجدی

أنت مولای ترانی   و دُموعی فوق خدّی

---

(۵۸) حلیۃ الاولیاء ۱۰-۲۶۶، ۳ تاریخ بغداد ۱۲-۳۰

أقطع اللّيلَ اقاسی ما أقاسی فیه وَحُدی

ترجمہ:۔

(۱) اے لوگوں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والے! تم نے میرے عہد کو کیسے پامال کیا؟

(۲) (بندہ عرض کرتا ہے) میں عنقریب آپ کے سامنے اپنی حالت کا شکوہ کروں گا۔ امید ہے میرا شکوہ منظور ہوگا۔

(۳) آپ میرے مولیٰ ہیں، مجھے (ہروقت) دیکھتے ہیں۔ (گناہوں کی شرمندگی سے) میرے آنسو میرے رخسار پر (بہہ رہے) ہیں۔

(۴) رات کو میں (آرام ترک کرنے کی) تکلیف اٹھاتا ہوں اور میں اس میں اکیلا تکلیف میں نہیں (بلکہ اللہ کے اور بندے بھی اس میں مبتلا ہیں)۔

حضرت ذوالنون اور ایک بزرگ کی حکایت

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اپنے ایک سفر میں بہت پیاس لگی تو میں پانی کی طلب میں کسی ساحل کی طرف چل پڑا، تو میرے سامنے ایک شخص آیا جس نے حیا اور احسان کو اپنا لباس بنا رکھا تھا، رونے اور غم کھانے کی قمیص پہن رکھی تھی اور ساحل سمندر پر کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔ جب اس نے سلام پھیرا میں اس کے قریب گیا اور سلام کیا: اس نے جواب دیا ''وعلیک السلام یا ذا النون'' اے ذوالنون تم پر بھی سلام ہو۔

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحمت فرمائے۔ آپ نے مجھے کہاں سے پہچان لیا ہے۔

فرمایا: میرے دل سے انوار معرفت کی شعاع نے آپ کے دل کے نور محبت کی روشنی کو جھانکا تو میری روح نے اسرار کے حقائق کے ساتھ پہچان لیا اور محبت عزیز و جبار (اللہ تعالیٰ) میں میرے تجسس نے آپ کے بھید کو پالیا۔

فرمایا: غیر اللہ سے انس وحشت ہے اور غیر اللہ پر انحصار وتوکل ذلت ہے۔

حضرت ذوالنون نے فرمایا: آپ اس سمندر کے جوش وخروش کو نہیں سنتے اور ان موجوں کا تلاطم نہیں دیکھتے۔

انہوں نے فرمایا: آپ کو اس سے زیادہ پیاس تو نہیں ہے؟

میں نے کہا: ہاں! اس کے بعد انہوں نے قریب ہی ایک جگہ پانی کی بتلائی تو میں نے پانی پیا اور لوٹ کر کے آیا تو اس کو دھاڑیں مار مار کر روتا ہوا پایا۔

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ آپ کیوں رو رہے ہیں؟

فرمایا: اے ابوالفیض (یہ حضرت ذوالنون کی کنیت ہے) اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے محبت کے ایک جام سے ایک گھونٹ ایسا پلایا ہے جس سے ان کی لذت وآرام سب رخصت ہو گئے ہیں۔

میں نے کہا: اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے اولیاء اللہ کی طرف رہنمائی فرمائیں

فرمایا: یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے خدمت عبادت کو صرف اللہ کے لئے ادا کیا اور ولایت کے مستحق ہوئے، ہر وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے، جس کے صلہ میں ان کے دلوں میں نور عطا کر دیا گیا۔

میں نے پوچھا: محبت کی علامت کیا ہے؟

فرمایا: اللہ سے محبت رکھنے والا حیرانی کے عالم میں اور غم کے سمندر میں غرق رہتا ہے۔

میں نے پوچھا: معرفت کی کیا علامت ہے؟

فرمایا: عارف خداوندی اپنی معرفت کے ساتھ جنت کی طلب نہیں رکھتا اور نہ دوزخ سے پناہ چاہتا ہے۔ صرف اس کو اللہ کی معرفت ہی کافی ہوتی ہے' اس کے سوا وہ کسی کو اہمیت نہیں دیتا۔

اس کے بعد انہوں نے ایک چیخ ماری اور روح پرواز کر گئی تو جہاں پر ان کا انتقال ہوا میں نے ان کو وہیں دفن کر دیا اور ان سے واپس ہو گیا۔

تیئسواں خطاب

اے بھائی! گناہوں کی میل آنسوؤں کے پانی سے دھو ڈال' معصیت کی ذلت سے وہی نکلے گا جو چستی دکھائے گا۔ ایک گھڑی اپنے دل کا محاسبہ کر' شاید وہ نصیحت کے آثار سے (خدا کی طرف) لوٹ آئے۔ میں تمہارے لئے کب تک وعظ ونصیحت کی کتابیں پڑھتا رہوں گا تو میری نصیحتوں کو قبول کرنے والا معلوم نہیں ہوتا' لیکن گناہ کا دن (تیرے حق میں) بڑا منحوس ہے اور فرمانبرداری کا دن کتنا پسندیدہ ہے۔ جس میں تیری سعادت سامنے آتی ہے۔ اللہ تم پر اپنا فضل فرمائے۔ توبہ کرنے والوں کی رفاقت طلب کر' اپنے پیغامات (نیکیوں) کو (پھر سے) جلا بخش اور ان کے بار آور ہونے کی جستجو کر' تقویٰ کا قمقمہ کامیابی کا رہنما ہے۔ کتنے لوگ ہیں جو غفلت کی تاریکی میں بھٹک چکے ہیں' اللہ تجھ پر کرم فرمائے' اپنے دل کی موت اور بصیرت کے اندھے پن اور کثرت موانع پر رو۔ جب تجھے زمانہ بڑھاپا اور ضعیفی سے عبرت نہیں ہوتی تو تو کیا کرے گا (اور تیرا کیا بنے گا؟)

اے بھائیو: اللہ کی قسم! توبہ کی طرف دوڑو اور یوم حساب سے پہلے پہلے اپنے آپ کو سیدھی لائن پر لگا لو۔

اشعار:

ما اعتذاری وأمرُ رَبّی عصیتُ — حینَ تُبدی صحائِفی ما أتیتُ

ما اعتذاری إذا وقفتُ ذلیلاً — قد نهانی ما أرانی انتهیتُ

يا غنيًا عن العبادِ جميعاً وعليماً بكلّ ما قد سعيتُ
ليس لي حجّة ولا لي عذرٌ فاعفُ عن زلّتي وما قد جنيتُ

ترجمہ:۔

(۱) میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کر چکا ہوں میں کیا عذر پیش کروں گا جب میرے اعمال نامے سامنے لائے جائیں گے جن کو میں آگے بھیج چکا۔

(۲) جب میں رسوائی کی حالت میں کھڑا ہوں گا اس وقت میں کیا عذر کروں گا حالانکہ میرے پروردگار نے مجھے منع بھی کیا تھا لیکن میں باز نہ آیا۔

(۳) اے تمام بندوں سے بے پرواہ اور جو کچھ مجھ سے سرزد ہوا اس کے واقف۔

(۴) میری کوئی حجت نہیں میرا کوئی عذر نہیں۔ میں جن جرائم کا ارتکاب کر چکا ہوں آپ ان جرائم کو (محض اپنے فضل وکرم سے) معاف فرمادیں۔

ایک بزرگ کی حکایت

حضرت علی بن یحییٰ اپنی کتاب لوامع انوار القلوب میں فرماتے ہیں: میں عسقلان (ایک علاقہ کا نام ہے) کے ایک بزرگ کی صحبت میں رہا۔ یہ حضرت خوب رونے والے تھے بہتر عبادت کرنے والے تھے۔ کامل ادب والے تھے رات کو تہجد گزارتے تھے۔ دن نیک کاموں میں گزارتے تھے۔ میں ان کو دعاؤں میں اکثر (عبادت میں کوتاہی پر) معذرت اور استغفار کرتا دیکھتا تھا۔ یہ ایک روز لکام پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہوئے جب شام ہوئی تو میں نے پہاڑی حضرات اور خانقاہوں کے حضرات کو دیکھا جو تیزی سے ان بزرگ کی طرف آرہے ہیں

اور ان کی دعا سے برکت حاصل کررہے ہیں، جب صبح ہوئی اور ان بزرگ نے جانے کی تیاری کی تو ان حضرات میں سے ایک آدمی اٹھا اور عرض کیا: آپ مجھے نصیحت فرمائیں تو آپ نے فرمایا: عبادت میں تقصیر پر معذرت کیا کرو، اگر تیرا عذر قبول ہوگیا اور مغفرت پر فائز ہوگیا تو تجھے (جنت کے) اونچے مقامات کی طرف لے جائیں گے۔ جہاں تو اپنی آرزوؤں اور امنگوں کو پورا ہوتا پائے گا۔ اس کے بعد آپ رو پڑے اور ایک چیخ ماری اور اس جگہ سے چل دیئے۔ اس کے بعد تھوڑا سا عرصہ گزرا تھا کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

حضرت علی بن یحییٰؒ فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ فرمایا؟

کہا: میرے دوست! (اللہ تعالیٰ) اس سے بہت اونچے ہیں کہ کوئی گناہ گار اس سے معافی طلب کرے اور وہ اس کو نامراد کردے اور اس کا عذر قبول نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر قبول کیا ہے، میرے گناہ معاف کردیئے ہیں اور اس لکام پہاڑ والوں کے حق میں میری سفارش قبول فرمائی ہے۔

اشعار:

لا شیء أعظم مِنْ ذنبی سوی أملی ۔۔۔ فی حُسنِ عفوک عَنْ جُرمی وعَنْ عملی

فإن یکن ذا وذا فالذّنب قد عظُما ۔۔۔ فأنت أعظمُ مِنْ ذنبی ومِنْ زللی

ترجمہ:۔

(۱) میرے جرم اور بدعملی کے لئے آپ کے حسن عفو کے سامنے میری جھوٹی تمنا کے سوا میرا کوئی گناہ بھی بڑا نہیں ہے۔

(۲) اگر آپ (اللہ تعالیٰ) بہت اونچے مقام پر ہیں تو میرا گناہ بھی بڑا ہے لیکن آپ میرے گناہ اور لغزشوں سے بہت ہی اونچے اور بڑے ہیں۔

نماز کیسی ہونی چاہئے؟......عجیب واقعہ

حضرت یوسف بن عاصم سے منقول ہے: کہ ان کے سامنے حضرت حاتم اصم کا ذکر کیا گیا کہ وہ لوگوں کے ساتھ زہد واخلاص کے ساتھ کلام فرماتے ہیں تو حضرت یوسف نے اپنے مریدین سے فرمایا: تم ہمیں ان کے پاس لے چلو۔ ہم ان سے ان کی نماز کے بارے میں سوال کریں گے۔ اگر وہ اس کو کامل طور پر ادا کرتے ہیں تو ٹھیک' اگر اس کو پورے طور پر ادا نہیں کرتے تو ہم ان کو (اس زہد واخلاص کی گفتگو سے) منع کریں گے۔

کہتے ہیں: کہ یہ لوگ آپ کو ان کے پاس لے گئے تو حضرت یوسف نے فرمایا: اے حاتم! ہم آپ کے پاس آپ کی نماز کے متعلق پوچھنے آئے ہیں۔

حضرت حاتم نے ان سے فرمایا: آپ کو اللہ بخشے' آپ کیا پوچھنے آئے ہیں؟ اس کی معرفت کے متعلق پوچھتے ہیں یا اس کی ادائیگی کا پوچھتے ہیں۔

تو حضرت یوسف اپنے مریدین کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے فرمایا: ہمیں حاتم نے بہت بتلا دیا ہے' اتنا خوبی سے تو ہم ان سے سوال بھی نہیں کر سکے' پھر انہوں نے حضرت حاتم سے فرمایا: ہم اس کی ادائیگی سے سوال کی ابتداء کرتے ہیں۔

تو حضرت حاتم نے ان حضرات سے فرمایا:

نماز کے حکم ہونے کی وجہ سے کھڑا ہو۔ احتساب کے ساتھ سکون اختیار کر' سنت طریقہ سے نماز میں داخل ہو' تعظیم کے ساتھ تکبیر کہہ' ترتیل کے ساتھ قرأت کر' خشوع کے ساتھ رکوع کر' خضوع کے ساتھ سجدہ کر' سکینت کے ساتھ اٹھ' اخلاص کے ساتھ تشہد ادا کر' رحمت کے ساتھ سلام پھیر۔

حضرت یوسف نے پوچھا: یہ تو ادب ہو گیا' اب معرفت نماز کیا ہے؟

فرمایا: جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ تیری طرف متوجہ

ہے پس تو بھی اس کی طرف متوجہ ہو جا' جو تیری طرف متوجہ ہے اور اپنے دل کی تصدیق کی جہت سے جان لے کہ وہ تیرے قریب ہے۔ تجھ پر قادر ہے جب تو رکوع کرے تو یہ امید نہ رکھ کہ اس سے اٹھ سکے گا اور جب سجدہ کرے تو یہ امید نہ رکھ کہ تو قیام کر سکے گا اور جنت کو اپنی دائیں طرف سمجھ' دوزخ کو بائیں طرف' پل صراط کو اپنے قدموں کے نیچے' جب تو نے یہ کیا تب تو نے نماز ادا کی۔

تو حضرت یوسف اپنے مریدوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہماری زندگیوں میں جتنی نمازیں گزری ہیں اٹھو ہم ان کو لوٹا لیں۔ (۵۹)۔

اے جس کا دل مر چکا ہے! اس کے بدن کی زندگی کو کونسی شے نفع دے گی' جب تو نیک و بد میں فرق نہیں کرے گا۔ بڑھاپے نے تم سے شباب چھین لیا۔ کہاں گیا رونا اور کہاں گیا غم' جب دل تقویٰ (نہ ہونے سے) ویران ہو تو رو رو کر تالاب بھرنا کیا فائدہ دے گا' اے ہجر کے مقتول! صلح کا وقت یہی ہے۔ آگے بڑھ شاید غم مٹ جائے۔

آگ سے زندہ نکلنے والے بزرگ

حضرت عاصم بن محمد کتاب ''لوامع انوار القلوب'' میں فرماتے ہیں: میرا ایک یہودی کھاتہ دار تھا۔ میں نے اس کو مکہ مکرمہ میں گڑ گڑاتے اور عاجزی سے دعا کرتے ہوئے دیکھا تو اس کی اسلام کی خوبی نے مجھے حیران کر دیا تو میں نے اس سے اسلام قبول کرنے کا سبب دریافت کیا تو اس نے کہا:

میں حضرت ابواسحاق ابراہیم آجری نیشاپوری کے پاس اس وقت حاضر ہوا جب آپ اینٹوں کی بھٹی کو بھڑ کا رہے تھے۔

میں نے ان سے اپنا قرضہ مانگا تو انہوں نے مجھے فرمایا:

مسلمان ہو جاؤ اور اس آگ سے ڈرو' جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔

---

(۵۹) حلیہ ابونعیم ۴۔۴۷۔

میں نے کہا: اے ابو اسحاق! تم پر میرے کافر ہونے کا کوئی حرج نہیں لیکن تم بھی اس دوزخ میں جاؤ گے۔

حضرت ابو اسحاق نے فرمایا فرمان باری تعالیٰ

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ (مریم: ۷۱). الأية'

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نے دوزخ میں جانا ہے۔

مراد لے رہے ہو (یعنی اگر ہم یہودی دوزخ میں جائیں گے تو تم بھی اس آیت کی روشنی میں دوزخ میں جاؤ گے)۔

میں نے کہا: ہاں۔

تو انہوں نے مجھے فرمایا: اپنا کپڑا مجھے دو۔

میں نے ان کو اپنا کپڑا دے دیا' پھر انہوں نے میرے کپڑے کو اپنے کپڑے میں لپیٹا اور دونوں کو اس بھٹی میں ڈال دیا اور کافی دیر تک انتظار فرمایا' پھر آپ وجد کی حالت میں چیخ چیخ کر رو رو کر دہکتی ہوئی بھٹی میں داخل ہو گئے۔ یہ بھٹی اس وقت خوب شعلے بھڑکا رہی تھی اور خطرناک آوازیں نکال رہی تھی۔ انہوں نے آگ کے درمیان سے وہ کپڑے اٹھائے اور بھٹی کے دوسرے دروازہ سے نکل آئے۔ ان کے اس کام نے مجھے بہت خوفزدہ کر دیا' میں ان کی طرف حیرانی کے عالم میں دوڑ کر پہنچا تو ان کے ہاتھ میں وہ گٹھڑی اسی طرح سے صحیح سالم تھی جس طرح سے پہلے تھی۔ جب انہوں نے اس کو کھولا تو میرا کپڑا سالم طور پر ان کے کپڑے کے اندر ہونے کے باوجود اس طرح سے جل چکا تھا جس طرح سے کوئلہ ہوتا ہے اور ان کا کپڑا (اوپر ہونے کے باوجود) صحیح سالم تھا۔ اس کو آگ نے بالکل نہیں جلایا تھا۔

پھر انہوں نے فرمایا: اے مسکین!

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾

(مریم: ۷۱).

ان مسلمانوں کے دوزخ میں جانے سے ان کو دوزخ اسی طرح سے نہیں جلا سکے گی، جس طرح سے میرے اس کپڑے کو نہیں جلا سکی اور میں بھی صحیح سالم ہوں۔ (لیکن تیرا کپڑا میرے کپڑے کے اندر ہونے کے باوجود کوئلہ ہوگیا)۔

یہ ہے وہ وجہ جس کو میں نے بزرگوں کے احوال (کرامت) سے ملاحظہ کیا ہے (اور اسلام قبول کیا ہے) (۶۰)۔

ان اولیاء کی خوبی اللہ کے لئے ہے، جس نے ان کے قلوب کو انوار حکمت وہدایت سے پر کیا۔ ان کی خاموش محبت کو حرکت بخشی اور ان کو جھکی ہوئی ٹہنی کی طرح جھکا دیا' ان کے ارواح کے آئینہ کو اجلا بنایا۔ ان کے لئے محبت کی شراب کو پلٹ دیا اور احکام خداوندی کے سننے کے لئے ان کو مسرور کیا۔

ان پر شراب حمایت گھمائی تو ان کی آنکھوں کو بے خوابی سے پیار ہو گیا اور کچھ حضرات ان سے نشہ اور مستی میں پہنچ گئے۔ ان کے سارے ایام اپنے محبوب (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ عید بن گئے۔

اللہ نے ان پر نیند کرنے والے مخالف کی غیرت میں آ کر اپنے جاگنے والوں پر رات کی خلوت کی ڈور کو دراز کر دیا۔ پس یہ لوگ اللہ کی محبت کا فانی نفس یا قریب بہ فانی نفس کے ساتھ اشتیاق کرتے ہیں۔

محروم ہے وہ شخص جس کا دن بدبختی میں کٹتا ہے اور رات نیند میں کٹتی ہے اور عمر محنت ومشقت کے چکر میں بیت جاتی ہے۔ اس کے محنت میں مصروف رہنے میں فساد اور خرابی ہے۔ اس نے اپنی زندگانی غفلت میں برباد کر دی اور بڑھاپے میں اس گزرے لمحات پر روتا ہے جو کبھی پلٹنے والے نہیں۔ اے گناہ گار! جسم سے روح کے رخصت ہونے سے پہلے (آخرت کی) محنت کرلو۔

---

(۶۰) انظر تاریخ بغداد ۶/ ۲۱۲' وحلیۃ الأولیاء ۱۰/ ۲۲۳' وصفۃ الصفوہ' ۴/ ۴۳۴۔

ایک بزرگ کی شان ولایت

حضرت یوسف بن حسنؒ فرماتے ہیں: میں شام (ایک شہر اور ملک کا نام لیکن یہاں شام سے شہر مراد ہے) کے ایک راستہ میں چل رہا تھا کہ اچانک میرے سامنے ایک رکاوٹ آ گئی تو میں نے اپنا راستہ بدل لیا تو ایک ہولناک صحراء سامنے آ گیا۔ مجھے ایک گرجا گھر نظر آیا تو میں اس کے پاس چلا گیا۔ وہاں ایک راہب (مسیحی دین کا عبادت گزار) نظر آیا۔ جس نے گرجا گھر سے اپنا سر نکال رکھا تھا۔ میں اس کی وجہ سے مانوس ہوا' جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے مجھے کہا: اے کیا تو اپنے ساتھی سے ملنا چاہتا ہے؟

میں نے کہا: میرا ساتھی کون ہے؟

اس نے کہا: اس وادی میں ایک آدمی ہے جو تمہارے دین پر ہے۔ زمانہ کے فتنوں سے کنارہ کش ہے۔ یہاں تنہا رہتا ہے' مجھے اس کی باتیں سننے کی بڑی چاہت ہے' میں نے اس سے پوچھا: تمہیں اس سے کس بات نے روک رکھا ہے' جبکہ تو ان کے قریب رہتا ہے۔

اس نے بتلایا: میرے کچھ دوست ہیں انہوں نے مجھے یہاں پر بٹھلایا ہے۔ میں ان سے اپنے قتل ہونے سے ڈرتا ہوں۔ مگر تم جب اس کے پاس جاؤ تو میری طرف سے بھی سلام کہنا اور دعا کرانا۔

حضرت یوسف بن حسنؒ فرماتے ہیں: کہ میں اس بزرگ کی طرف چل دیا۔ میں نے کیا دیکھا کہ وہاں پر ایک آدمی ہے جس کے گرداگرد درندے جمع ہیں' جب انہوں نے مجھے دیکھا تو میرے قریب آ گئے۔ میں ایک بڑی جماعت کو سن رہا تھا' مگر ان میں سے کوئی بھی مجھے نظر نہ آ رہا تھا۔ میں نے ایک کہنے والے سے سنا: یہ کون فضول آیا ہے۔ جس نے عاملین کے مقام کو روندا ہے پھر میں نے ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنا سر جھکا رکھا تھا۔ بڑے آرام سے گفتگو کرتا تھا' ہیبت

اور وقار بہت چھایا ہوا تھا' میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سنا:

لک الحمدُ علی ما وهبتَ لی منْ معرفتِک، وخصصْتنی به منْ محبَّتک، لک الحمدُ علی آلائِک، وعلی جمیع بلائک. اللّهمّ ارفع درجتی إلی درجات الأبرار للرّضا بحکمک، وانقلنی إلی درجة الأخیار.

ترجمہ:۔ آپ نے جو مجھے اپنی معرفت عطاء کی ہے اور اپنی محبت سے مخصوص فرمایا ہے اس پر آپ کی تعریف ہو۔ آپ کی تمام نعمتوں اور آپ کے سب امتحانات پر آپ کی تعریف ہو۔ اے اللہ! اپنے حکم کے ساتھ اپنی خوشنودی کے لئے میرے مرتبہ کو صالحین کے درجات تک بلند فرما اور مجھے اولیاء کے درجہ تک منتقل فرما۔

اس کے بعد اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور کہا: آہ۔ ان کے بدلہ میں میرا کون ہے؟' پھر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کی ہیبت سے میری زبان حرکت نہ کر سکی جب اس کو ہوش آیا تو مجھے فرمایا: چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تقویٰ کی دولت سے مالامال فرمائے۔ ...... (آمین)

چوبیسواں خطاب

اے توبہ کو ٹال ٹال کر بوڑھے ہو جانے والے! اے شباب کے دن غفلت میں برباد کرنے والے! اے بداعمالیوں کی وجہ سے بارگاہ خداوندی سے مردود کر دیئے جانے والے! جب جوانی میں غافل رہا اور بڑھاپے میں کہتا ہے کہ عنقریب توبہ کرتا ہوں، عنقریب توبہ کرتا ہوں، تم سے کتنی بار وفا کا معاملہ کیا گیا؟ کیا یہی احباب کا طور طریقہ ہے؟ تیرا ظاہر تو آباد ہے اور افسوس کہ باطن ویران ہے۔ کتنا نافرمانی کر چکا، کتنا مخالفت کر چکا، کتنا ریاکاری کر چکا (تیرے اور اللہ میاں کے درمیان) کتنے پردے حائل ہو گئے۔ اپنی عمدہ جوانی خطاؤں میں گزار دی، کاش تو فکر کرے کہ راہ راست پر کب لوٹے گا۔

بڑھاپا آنے کے بعد کھیل درست نہیں۔ اپنی بقایا (عمر) کس طرح سے سنوارے گا۔ کاش تو اپنی سابقہ عمر میں عبادت کو آگے بھیجتا تو تیرا حساب آسان کر دیا جاتا۔ (یہ حساب) کیسے (آسان ہو سکے گا) ساری عمر غفلت میں اور اسباب کی طلب میں گزاری۔ جب تجھے بڑھاپے نے موت سے ڈرایا اور تو سامان آخرت نہ تیار کر سکا تو وہاں پر کیا جواب دے گا؟ کاش مجھے سمجھا تا گناہ گاروں کو ان کی زندگی کیسے اچھی لگتی ہے؟

﴿ولو ترى اذ فزعوا فلا فوت واخذوا من مكان قريب﴾

(سبأ: ۵۱)

اور (اے محمد!) اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کر لیں (تو آپ کو حیرت ہو) جب یہ

کفار (قیامت کی ہیبت سے) گھبرائے پھریں گے، پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس ہی سے (یعنی فوراً) پکڑ لئے جائیں گے۔

پیاری نصیحت

روایت ہے کہ حضرت محمد بن واسع نے ایک جوان کو مسجد میں دیکھا، جب لوگ غیبت اور گمراہی میں پڑے ہوئے تھے اس نے ان سے کہا: کیا تم میں سے کسی کو یہ اچھا لگتا ہے کہ اس کا ایک دوست ہو اور وہ اپنے دوست کی اس لئے مخالفت کرے، تاکہ کوئی دوسرا اس کا دوست بن جائے۔

انہوں نے کہا: نہیں۔ (اچھا نہیں لگتا)

تو اس نے کہا: تم اللہ کے گھر میں بیٹھے ہو اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کر رہے ہو اور لوگوں کی غیبت کر رہے ہو۔

انہوں نے کہا: ہم توبہ کرتے ہیں۔

تو اس بزرگ نے کہا: اے میرے بچو! اللہ تمہارا رب ہے، تمہارا حبیب ہے جب تم اس کی نافرمانی کرو گے اور تمہارے سوا کوئی اور اس کی فرمانبرداری کرے گا تو تم اس سے نقصان اٹھاؤ گے اور تمہارے غیر کو فائدہ پہنچے گا۔ کیا تمہیں یہ نقصان دیتا ہے؟

انہوں نے کہا: جی ہاں۔ نقصان دیتا ہے۔

اس بزرگ نے کہا: اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کو سزا دینا چاہے تو دے سکتا ہے؟ کیا تمہیں اپنی جوانی پر غیرت اور غصہ نہیں آئے گا، جس کو دوزخ میں اور عذاب میں جلنا پڑے اور تمہارا غیر جنت اور ثواب سے کامران وشادمان ہو؟

انہوں نے کہا: ہاں (ہمیں اس پر غیرت آتی ہے اس بات سے) ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع بہتر ہو گیا۔

اشعار:

ألا فاسلک إلی المولیٰ سبیلا ۔ ولا تَطلُبْ سوی التّقویٰ دلیلا

وَسِر فیها بجدٍّ وانتهاضٍ ۔ تَجِدْ فیها المنی عَرْضًا وطُولا

ولا ترکَنْ إلی الدُّنیا وعوِّلْ ۔ علی مولاک واجعَلْهُ وکیلا

وإن أحببتَ أنْ تعتزَّ عِزا ۔ یدومُ فکُنْ له عبداً ذلیلا

وواصل مَنْ أنابَ إلیه واقطع ۔ وِصالَ المسرفین تکُنْ نَبیلا

ولا تفنی شبابک واغتنِمْهُ ۔ ومَثِّلْ بینَ عینیک الرَّحیلا

ولا تَصِلِ الدُّنا واهجُر بینها ۔ علی طبقاتِهم هجراً جمیلا

وعامِلْ فیهمُ المولی بصدقٍ ۔ یضعُ لکَ فی قلوبِهِمُ القبُولا

ترجمہ:۔

(۱) سن! مولیٰ کے راستہ پر چل' اور تقویٰ کے علاوہ کوئی رہبر نہ طلب کر

(۲) اس پر پوری محنت اور لگن کے ساتھ چل اپنے مقصد کا طول وعرض اسی میں پا سکے گا۔

(۳) دنیا کی طرف مت جھک' اپنے مولیٰ کی طرف لوٹ اور اسی کو اپنا وکیل بنا

(۴) اگر تو چاہتا ہے کہ دائمی عزت حاصل کرے تو اس کا عاجز بندہ بن جا۔

(۵) اللہ کی طرف متوجہ حضرات سے جوڑ پیدا کر اور نافرمانوں سے کٹ جا' بڑے درجہ پر فائز ہو جائے گا۔

(۶) اپنے شباب کو ضائع نہ کر' اس کو غنیمت سمجھ' اپنی آنکھوں کے سامنے رحلت کا نمونہ پیش کر۔

(۷) دنیا سے میل نہ کھا' دنیا داروں کے سب طبقات سے شاندار طریقہ سے الگ ہو جا۔

(۸) لوگوں سے مولیٰ کا نیک برتاؤ کر، اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں تیری مقبولیت رکھ دیں گے۔

نیک عورت کی شان ولایت

کتاب ''انس المریدین وقدوۃ الزاہدین'' میں لکھا ہے، حضرت یزید بن حباب نے فرمایا: میں حمدونہ مجنونہ کے پاس سے گزرا جو راستہ کے چوراہے پر بیٹھی تھی اس پر اون کا ایک جبہ تھا۔ جس کی دونوں آستینوں پر سیاہی سے یہ ایک شعر لکھا ہوا تھا۔

سلب الرقاد عن الجفون تشوقي
فمتى اللقا يا وارث الأموات

میرے شوق نے آنکھوں سے نیند چھین لی ہے۔ اے مالک الاموات (آپ سے) ملاقات کب (نصیب) ہوگی۔

حضرت یزید بن حباب فرماتے ہیں: میں نے اس سے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا: کیا تم یزید بن حباب نہیں ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ مگر تم نے مجھے کیسے پہچانا۔ اس نے کہا: مخفی حالات سے معرفت نے ربط کھایا تو میں ملک جبار کے بتلانے سے تمہیں پہچان گئی۔

پھر اس نے کہا میں آپ سے ایک سوال پوچھنا چاہتی ہوں۔

میں نے کہا پوچھو۔

اس نے کہا سخاوت کیا ہے؟

میں نے کہا خرچ کرنا اور [illegible] دینا۔

اس نے کہا یہ دنیا میں سخاوت ہے، دین کی سخاوت کیا ہے؟

میں نے کہا اپنے مولیٰ کی اطاعت میں جلدی کرنا۔

جبکہ ہم اللہ تعالیٰ سے [illegible] طلب کر رہے ہیں۔

میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ایک نیکی کے بدلہ میں دس گنا اجر ملتا ہے۔
کہنے لگی: اے یزید! آہ آہ نیکی کی دوڑ میں آگے نکلنا یہ نہیں ہے' اللہ کی اطاعت میں آگے نکلنا تو یہ ہے کہ تجھے اپنے دل کی خبر نہ ہو (یعنی) اللہ سے عبادت کے بدلہ میں کسی شے کا طلبگار نہ ہو اس کے بعد اس نے یہ دو بیت کہے۔

حَسْبُ المحبِّ مِنَ الحبیب بعلمه أن المحبَّ ببابه مطروح
فإذا تقلَّبَ فی الدُّنا ففؤاده بسهامِ لوعات الهوی مجروحُ

ترجمہ:۔
(۱) محبّ کو حبیب سے اتنا جان لینا کافی ہے کہ محبّ کو حبیب کے دروازہ سے دور کر دیا گیا۔
(۲) جب ردی اور گھٹیا میں لوٹے گا تو اس کا دل خواہش کے امراض کے تیروں سے چھلنی ہوگا۔

حور سے شادی

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

﴿وَاتَّقُوْا یَوْماً تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ إِلَی اللهِ ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۸۱).

ترجمہ:۔ اور (مسلمانو!) اس دن سے ڈرو۔ جس میں تم (سب) اللہ تعالیٰ کی پیشی میں لائے جاؤ گے' پھر ہر شخص کو اس کا کیا ہوا (بدلہ) پورا پورا ملے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

پھر فرمایا: یہ وہ نصیحت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نصیحت فرمائی ہے اور وہ اس طرح سے کہ حور عین ولی اللہ سے کہے گی' جب کہ وہ شہد کی نہر سے ٹیک لگا کر بیٹھا ہوگا اور یہ جام دے رہی ہوگی اور یہ دونوں نعمت و سرور میں ہوں گے۔ اے اللہ کے دوست! آپ کے علم میں ہے اللہ رب العزت نے

آپ سے میری شادی کب کی تھی؟

وہ کہے گا؟ مجھے علم نہیں ہے۔

تو وہ کہے گی: ایک سخت ترین دن میں اللہ تعالیٰ نے ساری زمین پر نظر فرمائی تو آپ کو جان توڑ پیاس میں مبتلا پایا اور آپ پر فرشتوں کے سامنے فخر کیا اور فرمایا: میرے فرشتو! میرے بندے کی طرف دیکھو۔ اس نے اپنی شہوت‘ لذت‘ بیوی‘ کھانا‘ پینا میرے ہاں کی نعمتوں کی رغبت اور شوق میں چھوڑ رکھا ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں۔ میں نے اس کی مغفرت فرما دی ہے۔ پس اس دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخش دیا تھا اور آپ سے میری شادی کر دی تھی۔

ان بزرگوں کی خوبی اللہ عزوجل کے لئے مخصوص ہے‘ جس نے ان کو اپنے ساتھ انس کی باہمی محبت عطا فرمائی اور یہ قلب سلیم کے ساتھ اس کے قریب ہو گئے۔ ان کو اپنے ساتھ مناجات کی لذت چکھائی‘ پس ان میں سے ہر ایک اس کی محبت میں دیوانہ ہے۔ ان کے دلوں میں اپنی محبت بٹھلا دی‘ پس ان کی ساری رات اس کے شوق میں کٹ جاتی ہے۔ ان کے دل کو غلط خواہشات سے پاک فرمایا: جس سے ان کے دلوں سے دنیا کی محبت رخصت ہوگئی اور آخرت کی محبت گھر کر گئی۔ وہ ہر حال میں اللہ کے سوا کسی کو نہیں پہچانتے۔ پس ایسے لوگوں کے لئے نعمتوں کے استعمال کرنے پر خوش نصیبی ہے اور نعمتوں میں رہنے میں بھی خوش نصیبی ہے۔

اشعار:

للصّالحين كرامات وأسرار　　لهم من الله تخصيص وآثار
صَفَتْ قلوبهم لله واتّصفت　　بالصّدق واكتنفت بالنّور أنوار
واستغرقتْ كلَّ وقتٍ من زمانهم　　في طاعة الله أوراد وأذكار
صاموا النّهار وقاموا اللّيل ما سئموا　　حتى تعرّت على الظّلماء أسحار
خلوْ به ورواق اللّيل منسدل　　حتى لهم قد تجلّت منه أنوار

طوبی لهم' فلقد طابت حیاتُهُم وشُرِّفتُ لهم فی النَّاس أقدار
فازوا مِنَ الله بالزُّلفی وأسکنهم جنَّاتِ عدنِ فنعمَ الدَّارُ والجار

ترجمہ:۔

(۱) صالحین کے لئے کرامات اور اسرار ہیں۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے تخصیص اور آثار ہیں۔

(۲) ان کے دل اللہ کے لئے صاف ستھرے ہیں' سچائی سے موصوف ہیں اور نور کی وجہ سے انوار سے بھرے ہوئے ہیں۔

(۳) ہر وقت ہر زمانہ میں اللہ کی اطاعت میں اور اذکار میں مصروف رہتے ہیں۔

(۴) دن کو روزہ رکھتے ہیں' رات کو عبادت میں کمربستہ رہتے ہیں' اکتاتے نہیں۔ حتیٰ کہ اندھیرے پر روشنی (یعنی صبح) ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۵) جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے خلوت اختیار کرتے ہیں' یہاں تک کہ صبح پھوٹ پڑتی ہے۔

(۶) ان کے لئے بشارت ہو' ان کی زندگی بہتر ہوگئی اور لوگوں میں ان کے اعزازات کو بڑھا دیا گیا۔

(۷) یہ حضرات اللہ سے قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور اللہ نے ان کو جنات عدن میں ٹھہرایا' پس کیا ہی بہترین گھر اور بہترین پڑوسی ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ کی کرامات

(۱) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے: کہ آپ مکہ کے کسی پہاڑ پر اپنے متعلقین سے گفتگو فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں

آپ نے فرمایا: اگر اللہ کے اولیاء میں سے کوئی ولی اس پہاڑ کو کہہ دے کہ یہاں سے ہٹ جا تو یہ ہٹ جائے گا۔ تو وہ پہاڑ ہلنے لگا' حضرت ابراہیم نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا: رک جا' میں نے تو اپنے حضرات سے تیری مثال بیان کی تھی۔ (۶۱)۔

(۲) انہیں سے منقول ہے: کہ آپ سمندر میں سوار ہوئے تو بہت تیز ہوا چل پڑی تو حضرت ابراہیم (بن ادہم) نے اپنا سر رکھا اور سو گئے۔ آپ سے ان کے متعلقین نے فرمایا: آپ دیکھتے نہیں ہم کتنا شدت میں ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا یہ شدت ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا: نہیں یہ شدت نہیں۔ شدت تو یہ ہے کہ لوگوں سے حاجت طلب کی جائے۔ پھر عرض کیا: اے میرے اللہ! آپ نے ہمیں اپنی قدرت دکھائی اب اپنا درگزر دکھا دیں۔ تو سمندر ایسے ہو گیا جیسا کہ وہ زیتون کا پیالہ ہے۔ (یعنی اس کی موجیں تھم گئیں)(۶۲)۔

(۳) حضرت ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ سے ہی منقول ہے: کہ آپ اپنے متعلقین کے ساتھ کسی راستہ میں چل رہے تھے کہ اچانک ان کے سامنے ایک شیر آ گیا تو آپ کے مریدین نے آپ سے فرمایا: اے ابراہیم! یہ خون خوار ہمارے سامنے آ گیا ہے تو آپ نے فرمایا: مجھے دکھاؤ۔ جب حضرت ابراہیم بن ادھمؒ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: اے شیر بہادر! اگر تو ہم میں کسی شے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کو کر گزر ورنہ ہم سے ہٹ جا' تو شیر نے اپنی دم ماری اور منہ پھیر کر

(۶۱) حلیہ ابونعیم ۴/۸

(۶۲) حلیہ ابونعیم ۵/۸۔۶

بھاگ گیا۔ ہم اس شیر سے متعجب ہوئے کہ اس نے (کس طرح سے) حضرت ابراہیم کی بات سمجھ لی۔ (۶۳)۔

(۶۳) حلیہ ابونعیم ۵۔۸/۴

پچیسواں خطاب

اے بغیر سامان کے مسافر! سفر بہت دور کا ہے۔ آنکھ خشک ہے اور دل لوہے سے زیادہ سخت ہے۔ تجھ سے مصیبت کو کون دور کرے گا؟ جبکہ تو ہر نئے دن میں گناہوں کے سمندر میں غرق ہوتا چلا جا رہا ہے۔ تجھے جوانی نے نہیں جگایا۔ بڑھاپے نے نہیں ڈرایا اور سفید بالوں نے (گناہوں سے) نہیں روکا۔ میں تیری کامیابی کو بہت دور دیکھ رہا ہوں' تو آخرت کی محنت کرنے والوں کو دیکھ جو بہت بڑے فضل تک پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے نیند کے بستر کو لپیٹ دیا' اب ان کے لئے رونا اور آخرت کی تیاری کرنا رہ گیا ہے۔ ان کے آنسوان کے رخساروں پر بہتے ہیں جنہوں نے کئی کئی جھریاں ڈال دی ہیں۔ اے کم ہمت! اے دھتکارے ہوئے تو ان محبت والوں میں اور عاشقان خدا میں سے کیوں نہیں ہوا۔

اشعار:۔

لأمرٍ ما تغيَّرَت اللَّيالی ۔ وأنت على البطالَةِ لا تُبالى
تبيتُ منعَماً فى خفض عيش ۔ وتُصبِحُ في هواک رخيَّ بالى
ألم تر أن أثقالَ الخطايا ۔ على كتفيک أمثالَ الجبالِ
أتكسِبُ ما اكتسبت ولا تُبالى ۔ فهل هو مِنْ حرامٍ أو حلال
إذا ما كنتَ في الدُّنيا بصيرا ۔ كففتَ النَّفس عَنْ طُرقِ الضَّلال
ألا بأبى خليلٌ بات يُحيى ۔ طويل اللَّيل بالسَّبع الطوال
بقلبٍ لا يفيقُ عنِ اضطراب ۔ وجفنٍ لا يكُفُّ عَنِ انهمال
أرى الأيَّامَ تنقُلُنا وشيكاً ۔ إلى الأجداثِ حالاً بعدَ حال

سأقنع ما حييتُ بشطر بُر — أشيــعُـــه بــــرى مِنْ زُلال
إذا كان المصيرُ إلى هلاكٍ — فــمــا لى و التَّـنـعُّـمْ ثـمَّ مـا لـى
أما لى عبْرةٌ فيمن تفانى — عــلــى الأيـام مِنْ عـمٍ وخــالِ
كأنَّ بنسْوتي قد قُمْنَ خلفي — ونعشى فوق أعـنـاق الرِّجـالِ
يعجّلن المسيرَ ولستُ أدرى — لــدارِ الــفــوزِ أم دارِ الـنَّـكــالِ
يبيدُ الكُلُ منَّا دون شكٍّ — ويــبــقــى اللهُ ربِّــي ذو الـجـلال

ترجمہ:۔

(۱) ایک حکم کی خاطر راتیں اپنی حالت پر قائم ہیں' ایک تو ہے جو بے کار پن میں رہ کر بے فکر ہے۔

(۲) زندگی کی خوش حالی کے ساتھ نعمت میں سوتا ہے اور اپنی غلط خواہش میں اطمینان اور اہمیت کے ساتھ صبح کرتا ہے۔

(۳) کیا تو دیکھتا نہیں ہے؟ کہ خطاؤں کا بوجھ تیرے کندھوں پر پہاڑوں کی طرح ہے۔

(۴) کیا تو اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے؟ جو تو کمار ہا ہے اور یہ نہیں سوچتا کہ یہ حرام ہے یا حلال ہے؟

(۵) جب تو دنیا میں دیکھنے والا بنے گا تو اپنے نفس کو گمراہی کے راستوں سے بچائے گا۔

(۶) کتنے رشک کی بات ہے کہ حضرت ابو خلیل (ایک بزرگ) طویل طویل راتوں میں سات بڑی سورتیں [۶۴] پڑھنے کے لئے جاگتے رہتے تھے۔

(۷) (وہ ان سورتوں کو) ایسے دل سے پڑھتے تھے جو اضطراب سے

(۶۴) یعنی سورہ بقرہ' آل عمران' نساء' مائدہ' انعام' اعراف' انفال اکیلے یا سورہ توبہ کو ملا کر یا سورہ انفال کے بجائے سورہ یٰس' ان سورتوں کو سبع طوال کہتے ہیں۔ (حاشیہ بحر الدموع ص ۱۲۹)

ہوش میں نہیں آتا تھا اور ایسی آنکھ سے جو برسنے سے نہیں تھمتی تھی۔

(۸) ایام زندگانی لمحہ بہ لمحہ بدن میں سے قبروں کی طرف لے جا رہے ہیں۔

(۹) میں اپنی زندگی کے لئے تھوڑی سی گندم پر قناعت کرلوں گا، جس کو میں بہتے ہوئے پانی سے نرم کرلوں گا۔

(۱۰) جب انجام بربادی ہو تو اس نعمتوں بھری زندگی کا کیا فائدہ ہے۔

(۱۱) کیا زمانہ کے ہاتھوں میرے چچا اور ماموں کی وفات سے میرے لئے عبرت کافی نہیں ہے؟

(۱۲) میری عورتیں میرے پیچھے رہ گئیں اور ہم لوگوں کی گردنوں پر شام (زندگی) میں چل دیئے۔

(۱۳) مجھے جلدی جلدی (قبر کی طرف) لے جارہے ہیں، مجھے علم نہیں جنت میں لے جائیں گے یا دوزخ میں۔

(۱۴) بے شک یہ ساری مخلوقات فنا ہو جائیں گی، صرف میرا پروردگار اللہ ذوالجلال باقی رہے گا۔

امام داؤد طائی کی انکساری

حضرت امام داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد کہتے ہیں: میں حضرت کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے فرمایا: کیا کام ہے؟ میں نے عرض کیا زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا: تو نے جو ہماری زیارت کی تو تو نے تو اچھا کام کیا لیکن یہ بھی دیکھ اللہ تعالیٰ مجھ پر کیا مصیبت نازل فرماتے ہیں۔ جب یہ کہا جائے تو کون ہوتا ہے؟ جس کی زیارت کی جائے۔ کیا تو عابدوں میں سے ہے؟ اللہ کی قسم! میں ان میں سے نہیں ہوں۔ کیا تو زاہدوں میں سے ہے؟ اللہ کی قسم! میں ان میں سے نہیں ہوں۔ یہ بات فرمانے کے بعد آپ خود کو ڈانٹنے لگ

گئے اور فرمایا: تو جوانی میں فاسق تھا' ادھیڑ عمر میں دھوکہ باز تھا اب جب بوڑھا ہوا ہے تو ریاکار بن گیا ہے؟ نہیں نہیں اللہ کی قسم! ریاکار فاسق سے زیادہ برا ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ کہنا شروع کر دیا۔

یـا إلـٰه السَّمٰوات والأرض' هَـبُ لـی رحمةً مِنْ عندِکَ تُصْلِحُ شبابی'

وتـقـِـنـی مِنْ کـلِّ سـوءٍ' وتـُعـلـی فی أعلی مقامات الصَّالحین مکانی.

اے آسمانوں اور زمینوں کے خالق و مالک! آپ اپنی طرف سے مجھے ایسی رحمت سے نوازیں جو میرے شباب کے مناسب ہو۔ مجھے ہر تکلیف سے محفوظ فرما اور صالحین کے اعلیٰ مقامات میں میرے مقام کو بلند فرما۔

(فائدہ از مترجم) یہ حضرت امام داؤد طائی قدس سرہ بانوار معرفتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے شاگردوں میں ہیں۔ تدوین فقہ میں بھی ان کے ساتھ شریک رہے ہیں۔ مشکل اجتہادی مسائل کے حل کے لئے امام محمد رحمتہ اللہ علیہ ان کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تھے۔ اپنے وقت کے قطب الاقطاب شمار ہوتے تھے۔ فقہ حنفی پر عمل کرتے تھے۔ کثرت سے قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ روٹی کو پانی میں بھگو کر نوش فرماتے۔ کسی نے عرض کیا: کہ حضرت آپ کبھی تو اپنے نفس کو آرام پہنچایا کریں۔ فرمایا: اگر میں روٹی کا ایک لقمہ چبا کر کھاؤں تو میں تقریباً پچاس آیات کی تلاوت سے محروم ہو جاؤں گا۔ میں روٹی کی خاطر اتنا بڑا نقصان برداشت نہیں کر سکتا۔ اسی لئے ان کے زمانہ کے ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ اگر حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کسی سابقہ امت میں ہوتے تو یہ اس شان پر فائز تھے کہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ان کا ذکر فرماتے۔ اللہ تعالیٰ ان کے طفیل ہمیں بھی اپنے ہاں سرفراز فرمائے۔

نصیحت

اے بھائی! اولیاء کے مقامات اور صاحب احوال کی کرامات کو سن! جن کو ان کے مولیٰ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا اور فضل میں ڈھانپا ہے۔

شیر کی پشت پر سامان

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت امام سفیان ثوریؒ نے ایک حج حضرت شیبان الراعیؒ کے ساتھ کیا ایک راستہ میں شیر ان کے سامنے آ گیا تو حضرت سفیان ثوری نے حضرت شیبان سے فرمایا: تم دیکھتے نہیں ہو۔ شیر نے ہمارا راستہ کس طرح سے روک رکھا ہے اور لوگوں کو خوفزدہ کر رکھا ہے۔ حضرت شیبان نے فرمایا: ڈرو نہیں۔ جب شیر نے حضرت شیبان کا کلام سنا تو ان کے لئے دم ہلائی تو حضرت شیبان نے اس کے کان سے پکڑا اور رگڑا تو اس نے چاپلوسی کی' اپنی دم ہلائی اور منہ موڑ کر بھاگ گیا تو حضرت سفیانؒ نے فرمایا: اے شیبان! یہ نام ونمود کیوں ہے؟ تو حضرت شیبان نے فرمایا: اے سفیان یہ نام ونمود ہے؟ اگر مجھے نام ونمود کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اس کی پشت پر اپنا سامان رکھ کر مکہ پہنچتا۔ (۶۵)

حضرت سفیان ثوریؒ کی کرامات

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عباد مکی فرماتے ہیں: ہمارے پاس ایک بزرگ آئے جو ابوعبداللہ کنیت رکھتے تھے۔ جب میں سحری کے وقت زمزم کے کنویں پر گیا تو وہاں پر ایک بزرگ کھڑے تھے۔ اپنے منہ پر کپڑا لٹکایا ہوا تھا۔ وہ کنویں پر آئے اور زمزم طلب کیا۔ یہ فرماتے ہیں (جب وہ پانی پی چکے اور چل دیئے) تو میں ان کے بچے ہوئے پانی کے لئے اٹھا اور اس کو نوش کیا تو وہ شہد ملے ہوئے پانی کی طرح تھا۔ میں نے اس سے زیادہ مزے دار پانی کبھی نہیں پیا۔ پس میں

(۶۵) صفوۃ الصفوہ ۴/۲۷۷

اس بزرگ کی طرف متوجہ ہوا تو وہ جا چکے تھے۔ جب دوسری رات سحری کا وقت ہوا تو میں کنویں پر آیا تو وہ بزرگ بھی اپنے چہرہ پر کپڑا ڈالے مسجد حرام کے دروازہ سے داخل ہورہے تھے' پھر وہ کنویں پر تشریف لائے اور پانی طلب کیا پھر پانی پیا اور چلے گئے۔ میں ان کے بچے ہوئے پانی کے لئے اٹھا تو وہ جیسا کہ ستو ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ لذیذ تھا۔ پھر جب تیسری رات ہوئی تو بھی وہ کنویں پر تشریف لائے۔ انہوں نے پانی مانگا تو میں نے ان کی چادر کے ایک کنارہ کو پکڑ کر اپنے ہاتھ سے باندھ لیا۔ پھر ان کا بچا ہوا پانی نوش کیا تو وہ شکر ملا ہوا دودھ تھا۔ اس سے زیادہ لذیذ دودھ میں نے کبھی نہیں پیا تھا۔ تو میں نے عرض کیا: اے شیخ! آپ کو اس گھر کا واسطہ آپ کون ہیں؟ فرمایا: تم اس بات کو میرے لئے چھپائے رکھو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: میں سفیان ثوریؒ ہوں۔ ٦٦

ان اسلاف کی خوبی اللہ کی ذات کے لئے ہے' جس نے ان کی حاضری کو ان کے وجود سے بےفکر کردیا اور اللہ کے شوق میں ان کی ہمیشہ یہی حالت رہتی ہے۔ ان کے آرام کی دنیا کو بعد کی شاہی کے لئے مٹادیا۔ ان پر غیرت کھاتے ہوئے ان کو غیروں سے چھپالیا۔ ان پر رضا اور تسلیم کی پوشاکوں کو سجایا۔ ان کو الہام کی شراب پلائی۔ کاش گناہ گار کے لئے کوئی شراب ہو۔ کاش گناہ گار کے لئے کوئی دوست ہو۔ جو اس نافرمان کو پردہ سے ڈھانپ لے تاکہ یہ بھی اللہ کریم کے دروازہ پر لوٹ آئے اور اللہ تعالیٰ اپنی اس رحمت کی وجہ سے اس کے قریب ہو' جو گناہ گاروں کے لئے مخصوص ہے تاکہ جو فرمانبرداری میں بالکل مفلس ہے اس کی گھبراہٹ دور ہو۔ اسی خاطر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کے ہاتھوں اپنے لطف کا یہ پیغام بھیجا۔

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾

(٦٦) الرقۃ والبکاء ابن قدامہ صفحہ ۲۴۶ ـ ۲۴۷

(الزمر: ۵۳)

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے۔ کہ اے میرے بندو! جنہوں نے (نافرمانیاں کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو (اور یہ خیال نہ کرو کہ اللہ ہماری نافرمانیوں پر پکڑے گا سو یہ بات نہیں بلکہ) یقیناً اللہ تعالیٰ (اسلام کی برکت سے) تمام (گذشتہ) گناہوں کو (گو وہ کفر و شرک ہی کیوں نہ ہو) معاف کر دے گا۔ واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت کرنے والا ہے۔

اشعار:۔

أَلا قِفْ بِبابِ الجُودِ وَاقْرَعْهُ نادِماً تَجِدْهُ مَتى ما جِئْتَهُ غَيْرَ مُرْتَجِ

وقل: عبدُ سوءٍ خوّفتهُ ذنوبُه فَمَدَّ إليكم ضارعاً كفَّ مُرْتَجي

ترجمہ:۔

(۱) سن! سخی کے دروازہ پر ڈیرہ ڈال دے اور ندامت سے دستک دے تو جب بھی حاضر ہو گا اس کو ڈانٹنے والا نہ پائے گا۔

(۲) اور یہ کہہ ایک گناہ گار بندہ ہے جس کو اس کی بد اعمالیوں نے خوفزدہ کر رکھا ہے اس نے نہایت عاجزی کے ساتھ امیدوں کے سہارے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہے۔

حضرت ابوریحانہ صحابی رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے۔ آپ کشتی میں [illegible] رہے تھے ان کی سوئی گر پڑی تو فرمایا اے پروردگار! میں آپ سے [illegible] ہوں گا جب تک کہ آپ میری سوئی مجھے لوٹا نہیں دیتے تو ان کی سوئی [illegible] گئی اور اس کو انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا [illegible] فرماتے ہیں کہ کشتی [illegible] یہ سمندر تیز ہو گیا تو حضرت ابوریحانہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا [illegible] ہو تو تو ایک حبشی غلام (کی مانند) ہے (جس کو جو حکم

(ے ۲) الاصابہ فی [illegible] ج ۲/ ص ۱۵

دیا جائے وہ اسے تسلیم کرے) تو وہ رک گیا اور زیتون کی طرح ہو گیا۔

چھبیسواں خطاب

اے بھائی! تو نے اپنی عمر کھیل میں ضائع کر دی۔ تیرا غیر تو مقصود تک پہنچ گیا لیکن تو ابھی تک دور ہے۔ تیرا غیر بخشش کو پہنچ گیا اور تو غلط خواہشات کے خوف اور زندگی کی تنگی میں پڑا ہوا ہے تو نے دیکھا ہے یہ کب کہا گیا ہے کہ فلاں گناہ ترک کر کے دوبارہ ان میں جا پھنسا ہو۔ کاش گناہ گار کے لئے کوئی سعادت کی گھڑی ہوتی۔ تو کب غلط خواہشات سے نکلے گا اور اپنے زبردست تعریف والے مولیٰ کی طرف لوٹے گا؟

اے مسکین! اگر تو توبہ کرنے والوں کی بے چینی کو ملاحظہ کرتا اور وعید کی ہولناکی سے خوفزدہ حضرات کی بے قراری کو دیکھتا جو انہوں نے آنکھوں کی ٹھنڈک نماز، زکواۃ اور دنیا سے بے رغبتی میں پائی اور محروم لوگوں نے شباب کو غفلت میں تباہ کیا اور بڑھاپے کو حرص اور طویل آرزو میں، تو نے شباب سے فائدہ نہ اٹھایا اور نہ بڑھاپے میں گھبرایا۔

اے جوانی اور بڑھاپے کو برباد کرنے والے!

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ﴾ (سبا: ۵۱)

ترجمہ:۔ اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں جبکہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے، پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی اور پاس کے پاس ہی سے پکڑ لئے جائیں گے۔

اشعار:۔

عملتُ علی القبائح فی شبابی فلمّا شبتُ عُدتُ إلی الرّیاءِ
فلا حین الشّباب حفظتُ دینی ولا حین المشیب طببُتُ دائی
فشابٌ عند مصغرہ غویٌ وشیخ عند مکبرہ مُرائی
قضاءٌ سابقٌ فی علم غیب فیا اللہ من سوء القضاء

ترجمہ:۔

(۱) میں جوانی میں گناہوں میں رہا۔ جب بوڑھا ہوا تو ریاکاری میں پڑ گیا۔

(۲) نہ تو میں نے جوانی میں اپنے دین کی حفاظت کی اور نہ بڑھاپے میں اس مرض کا علاج کیا۔

(۳) پس جوان ہے جو کم عمری میں بھٹکا ہوا ہے اور بوڑھا ہے جو عمر رسیدہ ہو کر ریاکار ہے۔

(۴) یہ علم غیب میں پہلے سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہائے اللہ! اس سوئے قضاء سے نجات کیسے ہو۔

حذیفہؓ کی عجیب گفتگو

حکایات میں بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو حضرت حذیفہؓ سے پوچھا: اے حذیفہ! تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ فرمایا: اے امیر المومنین! فتنہ سے محبت کرتا ہوں۔ حق کو ناپسند کرتا ہوں۔ جو شے پیدا نہیں ہوئی اس کا قائل ہوں۔ جو نہیں دیکھا اس کی گواہی دیتا ہوں بغیر وضو کے صلوٰۃ ادا کرتا ہوں۔ زمین میں میرے پاس ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس آسمان میں نہیں ہے۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بات پر سخت غصہ ہوئے اور ارادہ کیا کہ ان کو سزا

دیں، پھر آپ آنحضرت ﷺ کے ہاں سے صحابیت کا لحاظ کر کے رک گئے۔
آپ اسی کشمکش میں تھے کہ آپ کے پاس حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ گزرے تو ان کے چہرہ سے غصہ کو بھانپ گئے اور عرض کیا: اے امیر المومنین! آپ کو کس نے غصہ آلود کیا ہے؟ تو انہوں نے سارا قصہ بیان کیا۔
تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المومنین! آپ کو یہ بات غصہ نہ دلائے۔ یہ (حضرت حذیفہ) "فتنہ کو پسند کرتے ہیں" اس سے مراد اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے:۔

﴿إِنَّمَآ أَمْوَٰلُكُمْ وَأَوْلَٰدُكُمْ فِتْنَةٌ﴾ (التغابن: ۱۵)

ترجمہ:۔ بلاشبہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں۔ یہ اولاد اور مال کو پسند کرتے ہیں، ان کی مراد یہی ہے فتنہ سے۔
ان کا یہ کہنا کہ "وہ حق پسند نہیں کرتے" تو حق سے مراد موت ہے، جس سے کوئی چارہ اور چھٹکارہ نہیں۔
اور ان کا یہ کہنا کہ "وہ وہی کہتے ہیں جو پیدا نہیں ہوا" مراد اس سے قرآن پاک ہے، جو پیدا شدہ نہیں (بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام ہے)
اور ان کا یہ کہنا کہ "اس کی گواہی دیتا ہوں جس کو دیکھا نہیں" یہ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کر رہے ہیں، جس کو انہوں نے نہیں دیکھا۔
ان کا یہ کہنا کہ "بغیر وضو کے صلوٰۃ ادا کرتا ہوں" تو یہ بغیر وضو کے حضور ﷺ پر صلوٰۃ (درود) پڑھتے ہیں (اور درود کا بغیر وضو پڑھنا گناہ نہیں)
ان کا یہ کہنا کہ "اس کے پاس زمین میں وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے آسمان میں نہیں" وہ اس طرح سے کہ حذیفہ کے بیٹے بھی ہیں اور بیوی بھی، جبکہ اللہ تعالیٰ کے نہ بیٹے ہیں نہ بیوی۔
تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابوالحسن (یہ حضرت علی کی کنیت ہے) تیری خوبی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، تم نے میری بہت بڑی فکر زائل کر دی ہے۔

چٹائی پہننے والے کی حکایت

منقول ہے کہ دمشق کا ایک آدمی تھا۔ نام اس کا ''ابو عبدربہ'' تھا۔ سب دمشقیوں سے زیادہ مالدار تھا۔ وہ ایک مرتبہ سفر میں نکلا اس کو شام ایک نہر کے کنارہ اور چراگاہ میں ہوگئی تو وہ وہاں پر اتر پڑا۔ اس نے چراگاہ کے ایک جانب میں ایک آواز سنی جس میں کثرت سے اللہ تعالیٰ کی تعریف آرہی تھی۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں اس کی جستجو میں نکل پڑا تو ایک آدمی کو دیکھا جس نے چٹائی لپیٹی ہوئی ہے یہ (مالدار) شخص کہتا ہے: میں نے اسے سلام کیا اور پوچھا: اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟

اس نے کہا: میں ایک آدمی ہوں' مسلمانوں میں سے ہوں۔

میں نے کہا: تمہاری یہ کیا حالت ہے؟

اس نے کہا: نعمت ہے جس کا شکر مجھ پر واجب ہے۔

میں نے کہا: کس طرح حالانکہ چٹائی میں لپٹا ہوا ہے پھر تجھ پر کونسی نعمت ہے۔

اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا کیا ہے' میری تخلیق اچھی کی ہے' میرا بڑھنا پھولنا اور پیدائش اسلام میں ہوئی' میرے اعضاء کو صحیح سالم بنایا' جس کا ذکر کرنا مجھے اچھا نہیں لگتا اس کو چھپایا ہے' پھر کون شخص بڑی نعمت میں ہے ایسے شخص سے جو اس حالت میں شام کرتا ہو جس طرح سے میں ہوں۔

میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ میرے گھر پر چلو گے' ہم اس وقت آپ کے سامنے نہر کے کنارہ پر اترے ہوئے ہیں۔

اس نے پوچھا: کیوں؟ (تمہارے ساتھ کیوں چلوں؟)

میں نے کہا: اس لئے کہ کچھ کھانا کھالو اور ہم آپ کو کچھ عنایت کریں گے جو آپ کو چٹائی پہننے سے بے نیاز کردے۔

اس نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس نے میرے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا، پس میں واپس آ گیا اور میرے نزدیک میری ذات کی کوئی اہمیت اور قیمت نہ رہی۔ میں نے کہا: میرے پیچھے بغداد میں مجھ سے زیادہ کوئی مالدار نہیں ہے اور میں مزید کی طلب میں ہوں، پھر میں نے کہا: اے اللہ! میں جس حال میں ہوں، اس سے توبہ کرتا ہوں اور میں نے توبہ کر لی، لیکن میرے ارادہ سے کوئی مطلع نہ ہوا۔ جب سحر ہوئی، لوگ چلنے کی تیاری میں لگ گئے اور میرے سامنے بھی میری سواری لے کر آئے۔ میں نے اس سواری کو دمشق کی جانب موڑ دیا اور میں نے کہا: اگر میں اپنی تجارت کی طرف چلا گیا تو میں توبہ میں سچا نہ ہوں گا تو مجھ سے لوگوں نے پوچھا تو میں نے ان کو بتلا دیا تو انہوں نے مجھے اپنے ساتھ لے جانے میں بہت کوشش کی، لیکن میں نے انکار کر دیا۔

اس واقعہ کو بیان کرنے والا کہتا ہے: جب یہ شخص دمشق واپس آ گیا تو اپنا ہاتھ مال پر رکھا اور اس کو صدقہ کر دیا اور اللہ کے راستہ میں پھیلا دیا اور مرتے دم تک عبادت میں لگا رہا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اس کے پاس کفن جتنے مال کے علاوہ کچھ نہ نکلا۔ (۶۸)۔

اشعار:۔

ذكرَ الوعيدَ فطرفُه لا يهجعُ — وجفا الرقادَ فبان عنه المضجع

متفرّداً بغليله يشكو الذى — منه الجوانحُ والحشا يتوجّعُ

لما تيقّن صدقَ ما جاءت به الـ — آياتُ صار إلى الإنابةِ يُسرعُ

فجفا الأحبّةَ فى محبّة ربّه — وسما إليه بهمّةٍ ما يُقلعُ

وتمتّعتْ بودادِه أعضاؤه — إذ خصّها منه بودٍّ ينفعُ

كم فى الظلام له إذا نام الورى — من زفرةٍ فى إثرها يتوجّعُ

(۶۸) کتاب التوابین ابن قدامہ صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷

ويقول في دَعواتِه: يا سيّدي — العينُ يُسْعِدُها دُموعٌ رُجَعُ
إنِّي فَزِعْتُ إليكَ، فارْحَمْ عَبْرتي — وَإليكَ مِنْ ذُلِّ الخطيئةِ أَفْزَعُ
مَنْ ذا سِواكَ يُجيرُني مِنْ زَلَّتي — يـا مَنْ لِعِـزَّتِـه أذلُّ وأخضَعُ
فَامْنُنْ عليَّ بِتوبَةٍ أحْيا بها — إنّي بما اجْتَرَمْتُ يداي مُرَوَّعُ
قلَّ التَّصبُّرُ عنكَ يا مَنْ حُبُّهُ — في الجارِحاتِ سقامهُ يتسرَّعُ
كيف اصطبارُ مُتيَّمٍ في حُبِّه — قِدْماً لكاساتِ الهوى يَتجرَّعُ
لاحت وعن صِدْقِ المحبّةِ ما بدت — لِلنّاظرينَ نُجومُ ليلٍ تَطْلُعُ
ما الفوزُ إلا في محبَّةِ سيّده — فيها المُحِبُّ إذا تواضع يُرْفَعُ

ترجمہ:۔

(۱) اس نے وعید کو یاد کیا اور ایک لمحہ غفلت نہ کی' نیند میں لذت نہ آئی تو بستر چھوٹ گیا۔

(۲) اپنی محبت و پیاس میں تنہا ہے' اس کی کروٹیں شکوہ کرتی ہیں اور جسم دردمند ہے۔

(۳) آیات جو احکام لائی ہیں جب ان کی تصدیق پر اعتماد کر لیا تو دوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

(۴) اپنے پروردگار کی محبت میں دوستوں سے کنارہ کشی کی اور اس کی طرف پوری توجہ کے ساتھ متوجہ ہوا۔

(۵) جب بندہ نے اپنا اعضاء کو اللہ کی محبت کے لئے مخصوص کر دیا تو ان اعضاء نے اللہ کی محبت سے خوف نفع پایا۔

(۶) کتنی تاریک راتیں ہیں' جب لوگ سو جاتے ہیں تو یہ بندہ آہ و پکار سے دردمند ہوتا ہے۔

(۷) جب آنسو بہہ بہہ کر اس کی آنکھ کو سعادت مند بنا رہے ہوتے ہیں'

وہ اپنی دعاؤں میں التجا کرتا ہے کہ اے میرے آقا!

(۸) میں آپ سے فریاد رسی چاہتا ہوں میرے آنسوؤں پر ترس کھائیں میں اپنی خطا کی ذلت مٹانے کی درخواست بھی آپ سے کرتا ہوں۔

(۹) اے جس ذات کے لئے میں ذلت و عاجزی اختیار کر رہا ہوں' آپ کے سوا میرا کون ہے؟ جو میری لغزش سے مجھے پناہ عطا فرمائے۔

(۱۰) آپ میری توبہ قبول فرما کر مجھ پر احسان فرمائیں' تاکہ میں اس کے وسیلہ سے پاکیزہ (آخرت کی) زندگی سکون سے گزار سکوں۔ میرے ہاتھوں نے جو جرائم کئے ہیں میں ان سے بہت خوفزدہ ہوں۔

(۱۱) اے جس کی محبت میرے بدن میں بیماری کی طرح پھیل گئی ہے' آپ کے بغیر صبر کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

(۱۲) آپ کی محبت کا فریفتہ آپ کی محبت میں کب تک صبر کرے۔ طویل زمانہ سے غلط خواہشات کے پیالے چڑھا تا رہا ہوں۔

(۱۳) محبت کی سچائی ظاہر ہو گئی' جس طرح سے دیکھنے والوں کے لئے رات میں ستارے طلوع ہوتے ہیں۔

(۱۴) اپنے آقا کی محبت کے سوا کوئی کامیابی نہیں۔ جب محب محبت میں انکساری کرے گا تو بلند مرتبہ پر فائز ہوگا۔

رخسار پر بہنے والی آنکھ درست ہوگئی

روایت ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ مشہور تیر اندازوں میں سے تھے۔ جنگ بدر اور جنگ احد میں شریک ہوئے۔ اس جنگ احد میں ان

کی آنکھ میں تیر مارا گیا تو وہ بہہ کر ان کے رخسار پر آ پڑی، تو یہ جناب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آنکھ کو اپنے ہاتھ پر اٹھا لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے قتادہ! یہ کیا ہے؟ عرض کیا: اے رسول اللہ! جو آپ دیکھ رہے ہیں تو رسول اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

(إن شئتَ، صبرتَ ولک الجنّةُ، وإن شئتَ، رَدَدْتُها لک، ودعوتُ اللہَ لک، فلم تَفْقِدْ منها شیئاً)

اگر تو چاہے تو اس حالت پر صبر کرے اور اس کا انعام تجھے جنت ملے اور اگر چاہے تو میں اس کو تمہارے لئے لوٹا دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔ (یہ سب ٹھیک ہو جائے گا) اور تو اس (کے حسن اور کام وغیرہ میں) سے کسی شے کو گم نہ پائے گا۔ انہوں نے عرض کیا: اے رسول اللہ ﷺ قسم بخدا! جنت کا انعام بہت اونچا ہے اور بڑی عنایت ہے لیکن میں عورتوں کی (جائز) محبت (یعنی نکاح کرنے) میں مبتلا ہوں۔ مجھے ڈر ہے وہ یہ نہ کہیں کہ یہ بھینگا ہے اور وہ مجھے نہ چاہیں (یعنی مجھ سے نکاح نہ کریں) میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ میری آنکھ بھی لوٹا دیں اور اللہ تعالیٰ سے میرے لئے جنت بھی مانگیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے قتادہ! میں ایسے ہی کرتا ہوں پھر آپ نے اس کے ہاتھ سے آنکھ اٹھائی اور اس کو اس کی جگہ پر رکھ دیا تو وہ ان کی ساری زندگی کے لئے پہلے سے خوبصورت حال میں آ گئی اور آپ ﷺ نے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے جنت کی دعا بھی فرمائی۔

کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ کے بیٹے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس وقت حاضر ہوئے۔ جب وہ خلیفۃ المسلمین بن چکے تھے۔ حضرت عمر نے ان سے پوچھا: اے جوان تم کون ہو؟

تو انہوں نے کہا:

اشعار:۔

أنا ابنُ الَّذی سالتْ علی الخدِّ عینُهٗ　　فرُدَّتْ بِکفِّ الْمُصطفی أحسن الرَّدِّ
فعادَتْ کما کانَتْ بأحْسنِ حالِها　　فیا حُسْنَ ما عَیْنٍ ویا حُسْنَ ما رَدِّ

ترجمہ:۔
(۱) میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ اس کے رخسار پر بہہ پڑی تھی اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے خوبصورت جوڑ کے ساتھ فٹ ہوئی تھی۔
(۲) پس وہ اپنی پہلی حالت سے بہتر حالت میں لوٹی۔ قربان جاؤں کیا خوبصورت آنکھ تھی۔ قربان جاؤں کیا خوبصورت جوڑ ناتھا۔
تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایسے ہی لوگوں کو چاہئے کہ ہمارے پاس آئیں۔ (۶۹)

---

(۶۹) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳/ ۲۴۹، صفت الصفوہ ۱/ ۲۶۳، مناقب عمر بن عبدالعزیز ابن جوزی صفحہ ۲۶۴ـ ۲۶۵، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ۴/ ۱۵۶

ستائیسواں خطاب

اے محترم! توبہ کرنے والے ہمیشہ خانقاہ خلوت کی طرف دوڑتے ہیں۔ جس طرح سے خوفزدہ دار الامان کی طرف بھاگتا ہے۔ سحری کے وقت آنکھوں کے آنسوؤں سے انس ہوتا ہے (یعنی رو رو کر اپنی خطاؤں پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہیں)' سجدوں نے ان کی پیشانیوں کی تختیوں پر عرفان کے خط کھینچے ہیں۔ رات کو ان کے قدموں کو کتنے جولان لگے ہوتے ہیں اور بے خوابی کی وادی میں ان کی آنکھیں طوفان کی طرح کیسے بہتی ہیں۔ جب فجر کی علامات ظاہر ہوتی ہیں تو روبرو مشاہدہ کے ساتھ اللہ کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ (اور یہ کہتے ہیں کہ) میں نے صبح کے ستاروں کو قربان کیا۔ ارباب حقوق وفرائض (کی مجلس) کو قربان کیا اور سخاوت کرنے والوں (فیض صحبت لٹانے والوں) کو قربان کیا۔

(دنیا کو چھوڑ کر اللہ کے لئے) تنہائی کے راستوں کی طرف دوڑو' آخرت میں ہم تمہارے پڑوسی بنیں گے۔ ہم نے بھی مال اسباب' بیوی بچے اور وطن چھوڑ رکھے ہیں۔ نفوس اور ابدان کی غلط امنگوں کو چھوڑ رکھا ہے۔ ہم نے کھیل کا گھر (دنیا) ویران کر دی ہے۔ یہ مدت سے ہماری محتاج پھر رہی ہے' ہم نے دنیا کو مکمل طور پر طلاق دے دی ہے۔ گھر اور گھر کے مکینوں کو دور کر دیا ہے۔ ہم نے انس خداوندی کی شراب کا ایک گھونٹ پی رکھا ہے۔ کاش کہ اور مل جاتی۔ دن کو انہوں نے بھوک کا لباس اوڑھا ہے (یعنی روزہ رکھا ہے) اور اچھے اور برے کی خدمت کو چھوڑا ہے۔ انہوں نے دلوں کو تقویٰ سے آباد کیا ہے اور زبان کو ذکر

سے رات کے وقت (اللہ کا انس حاصل کرنے کیلئے) ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑے ہیں۔ پس کسی کی تو ان میں سے چیخیں نکل جاتی ہیں اور کوئی بے ہوش ہو جاتا ہے کسی کو شوق نے پاگل کر رکھا ہوتا ہے اور وہ محبت میں حیران ہوتا ہے۔ کسی پر وجد غالب ہوتا ہے اور پیاسا ہو کر بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ان کو خوف نے تباہ کر دیا اور بے خوابی نے لاغر کر دیا ہے اور ہر دن نئی بے چینی میں ہوتے ہیں۔ ان کو یاد خدا نے جلا وطن کر دیا۔ قرآن پاک کو بڑے غور سے تلاوت کرتے ہیں۔ یہ توکل کے درجات پر فائز ہوئے، جس سے ان کی کمر جھک گئی اپنی خواہشات نفس کو ردی قیمت پر بیچ ڈالا۔ ان نفوس پر قدرت کے فیصلوں سے رضامندی کی چادر چڑھا دی۔ ایسے ہی بہادر حضرات کو خوش آمدید! جن کے پہلو بستروں سے الگ تھلگ رہتے ہیں اور غمگین لہجہ میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ خوف ان کا درد سر بن گیا' دوزخ کے خوف سے مدہوش ہو گئے۔ ان حضرات میں کچھ وہ ہیں جنہوں نے خالص محبت کی شراب پی اور ان کی فکر بڑھ گئی۔ ان میں سے کچھ حضرات وہ ہیں جن کو شوق نے بھڑکایا اور شوق کے مختلف روپ دیکھے۔

کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اپنی منازل خراب کیں اور کتنے ہیں جو اولاد سے محروم ہو گئے۔ تم ان کو جنگلات اور آبادیوں میں مدہوش دیکھو گے۔ ان کے دل خوف سے پر ہیں۔ ان کا ظاہر غموں سے بھرا ہوا ہے وہ زبان شوق سے کہتے ہیں: زندگی کا کوئی درد نہیں تھا اور نہ ہو گا۔ انہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے عادت کے پردے ہٹا دیئے اور ان کے سروں پر ولایت کے تاج سجا دیئے۔ ان کے انس کی مجلس مشاہدہ (آثار حق تعالیٰ سے) معطر ہے۔

اے جماعت فقراء! اس خانقاہ کا چکر لگاؤ۔ اس کے دروازہ پر ٹوٹ پڑو۔ اس کا قرب ڈھونڈو۔ اس کی گفتگو سے سرور حاصل کرو اس کے مختلف اطوار دیکھو کائنات اور زمانہ میں محبوب کا جمال تمہارے ساتھ ہے۔

اے گروہ نوجوانان! خدا کے کامل پیروکاروں کی زندگی کتنی پاکیزہ ہے جنہوں

نے اس شراب کو پیا اور اس کیفیت کو چھپا کر سامنے لائے جن کو تو حالت وجد' عشق' خوف' امید اور حیرانی میں دیکھتا ہے۔

ایسے وقت میں ان کے محبوب نے ان کے دلوں میں تجلی فرمائی اور موجودات کے دیدار سے مستغنی کر دیا۔ مہربانی سے ان کے ساتھ برتاؤ کیا (اور فرمایا) اے میرے بندو! تم پر کوئی خوف نہیں۔ آج تم امان میں ہو۔ میری خاطر تم نے جو سختیاں جھیلی ہیں میں ان کا قدردان ہوں۔

کتنی آنکھیں بیدار رہتی ہیں اور کتنے جگر شوق سے بھرے ہوئے ہیں۔ میں عنقریب اپنے چہرہ سے تمہارے لئے حجاب ہٹا لوں گا اور تم ایسی ایسی نعمتیں پاؤ گے جن کا کسی انسان کے دل میں خیال تک نہیں گزرا۔ میں تمہیں رضا کی پوشاکیں پہناؤں گا' تمہاری مجالس کو جنت میں منعقد کروں گا تمہیں توحید کی خالص شراب پلاؤں گا' میں ہی حنان ومنان ہوں۔

اے سننے والو! سنو: اے بھائیوں کی جماعت! شوق رکھنے والا کہاں ہے؟ شراب یہاں ہے محبت کا پیالہ یہاں بھرا ہوا ہے۔

اے جس نے اپنی عمر نافرمانی میں گزاری ہے تو کس طرح سے اصفیاء اور برگزیدہ حضرات میں سے ہو سکتا ہے۔ وقت بدلنے سے پہلے پہلے اطاعت شعاری میں آ گئے ہو۔ ورنہ ناکام اور نقصان میں رہے گا جو تجھے ملامت کرے اس کی نہ سن' جو تیرا شکوہ کرے اس کی طرف توجہ نہ دے۔ اپنے کام کی نصیحتوں پر چل' قیل وقال کو چھوڑ دے۔

﴿فَمَنْ أُوتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِيْنِهٖ فَأُولٰٓئِكَ يَقْرَءُونَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ﴿۷۱﴾ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ أَعْمٰى فَهُوَ فِي الْأٰخِرَةِ أَعْمٰى وَأَضَلُّ سَبِيلًا﴾ (الإسراء: ۷۱، ۷۲).

ترجمہ:۔ پھر جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو ایسے لوگ اپنا نامہ اعمال پڑھیں گے اور ان کا ذرا نقصان نہ کیا جائے گا اور جو شخص دنیا

میں اندھا رہے گا سو وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا اور زیادہ راہ گم کردہ ہوگا۔

عجیب روایت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی۔ آپ نے پہلا رکوع (اتنا طویل) کیا کہ ہمیں یقین ہو گیا کہ آپ سر نہیں اٹھائیں گے۔ پس آپ نے سر مبارک اٹھایا تو ہم نے بھی آپ کے بعد اپنے سر اٹھائے۔ جب نماز پوری ہو چکی تو آپ محراب سے ایک طرف مڑ گئے اور فرمایا: میرا بھائی اور چچا زاد علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کو آخری صفوں سے جواب دیا اور کہا: ''لبیک لبیک یارسول اللہ'' تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالحسن! (یہ حضرت علی کی کنیت ہے) میرے قریب آؤ۔ تو حضرت علی آپ کے قریب چلے گئے اور اتنا قریب ہو گئے کہ آپ کے سامنے جا بیٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوالحسن! تم نے نہیں سنا جو اللہ تعالیٰ نے پہلی صف اور تکبیر اولیٰ کی فضیلت میں مجھ پر نازل فرمایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔ یارسول اللہ (ضرور سنا ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا' پھر کس شے نے تمہیں صف اول اور تکبیر اولیٰ سے چکایا ہے۔ کیا حسن وحسین کی محبت نے مشغول کر دیا تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی محبت سے ان کی محبت رکاوٹ ڈال سکتی ہے؟ آپ نے پوچھا: اے علی! پھر کس چیز نے تمہیں اس سے روک دیا تھا؟ عرض کیا: اے رسول اللہ! جب حضرت بلال نے اذان دی تھی۔ میں اس وقت مسجد میں تھا۔ بلال نے تکبیر کہی' تو میں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر اولیٰ کہی۔ پھر مجھے وضو کے معاملہ میں کچھ شبہ ہوا تو میں مسجد سے فاطمہ کے گھر چلا گیا۔ میں نے پکارا: اے حسن اے حسین! تو مجھے کسی نے جواب نہ دیا تو میری حالت بچہ کھونے والی عورت جیسی ہو گئی یا ہانڈی میں بھننے والے دانے کی طرح ہو گئی اور

میں وضو کے لئے پانی ڈھونڈ رہا تھا کہ اچانک میری داہنی جانب سے کسی نے آواز دی اور سرخ سونے کا ایک (بڑا) پیالہ میرے سامنے آ گیا جو سبز رومال سے ڈھکا ہوا تھا۔ میں نے رومال ہٹایا تو اس میں دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور جھاگ سے زیادہ نرم پانی موجود تھا تو میں نے نماز کے لئے وضو کیا' رومال استعمال کیا اور اس کو پیالہ پر واپس رکھ دیا اور میں نے مڑ کر دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا اور نہ میں یہ دیکھ سکا کہ اس کو کس نے رکھا تھا اور کس نے اٹھایا تھا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے اور فرمایا: شاباش۔ شاباش۔ اے ابوالحسن! تمہیں پتہ ہے تمہیں رومال اور پیالہ کس نے دیا تھا؟ عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ فرمایا: تمہارے پاس پیالہ جبریل علیہ السلام لے کر آئے تھے۔ پانی حظیرۃ القدس کا تھا' جس نے تمہیں رومال دیا تھا' وہ میکائیل علیہ السلام تھے۔ جس نے میرے ہاتھ میرے گھٹنوں پر روکے رکھے' حتیٰ کہ تو اسی رکعت میں آملا وہ اسرافیل علیہ السلام تھے۔ اے ابوالحسین! جو تم سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت رکھے گا اور جو تم سے بغض رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔

(فائدہ) اس حدیث کے متعلق بحرالدموع کے محشی ابراہیم باجس عبدالمجید لکھتے ہیں: کہ اصل مصادر حدیث میں یہ حدیث مجھے نہیں ملی' گمان غالب یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

احقر مترجم امداد اللہ انور عرض کرتا ہے کہ سیاق حدیث اور ذوق حدیث بھی اس روایت کی تصحیح نہیں کرتا' شاید یہ وضع روافض میں سے نہ ہو۔ لیکن چونکہ صوفیاء کے سلاسل اربعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ان تک منتہی ہوئے ہیں اور حضرت علی صحابی رسول بلکہ خلیفہ راشد ہیں۔ ان کی کرامت کے طور پر اگر ایسا ظاہر ہوا ہو تو کچھ انکار نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کرامت خلاف عادت اللہ کسی ولی کے ہاتھ پر کسی کام کے اظہار کو کہتے ہیں' جبکہ وہ خلافت شریعت نہ ہو۔ اس لئے مذکورہ

واقعہ بطور کرامت ظاہر ہوا ہو تو انکار نہیں ہوسکتا لیکن اس واقعہ کے ثبوت کے لئے کسی سند والے مجموعہ میں آنا اور سند کا صحیح ہونا ضروری ہے اور وہ کثرت جستجو کے باوجود نہیں ملی۔ شاید علامہ ابن جوزی نے کسی باسند کتاب میں دیکھا ہو' چونکہ انہوں نے بغیر حوالہ کے اس کو ذکر کیا ہے اور یہ تصحیح وتضعیف حدیث میں متساہل ہیں۔ خصوصاً بحر الدموع جیسی وعظ ونصیحت کی کتابوں میں انہوں نے احادیث کے اصل نصوص کا لحاظ نہیں کیا چونکہ ترغیب وترہیب میں ضعیف احادیث بھی قبول ہو جاتی ہیں اس لحاظ سے یہاں ذکر کیا ہوگا۔ (واللہ علم)

معجزۂ رسول

بچہ کھونے والی یہودن کا قبولِ اسلام

روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک دن صحابہ کرام کے ساتھ تشریف رکھتے تھے کہ ایک یہودی عورت آپ کے پاس روتی ہوئی آئی اور آپ کے سامنے کھڑی ہوگئی اور روتے ہوئے یہ بیت کہنے شروع کر دیئے۔

بأبی أفدیک یا نورَ الفَلَکْ ... لیتَ شِعْری أیَّ شَیْءٍ قَتَلَکْ

غِبْتَ عنِّی غَیْبَۃً مُوحِشَۃً ... أتُری ذِئْبُ یَھُودی أکَلَکْ

إنْ تکُنْ مَیتاً فما أسْرَعَ ما ... کانَ فی أمرِ اللَّیالی أجَلَکْ

أوْ تکُن حَیّاً فلا بُدَّ لِمَنْ ... عاشَ أنْ یَرْجِعَ مِنْ حَیثُ سَلَکْ

ترجمہ:۔

(۱) (اپنے بیٹے سے مخاطب ہوکر کہا) اے چاند کے ٹکڑے! اپنا باپ تم پر قربان کروں۔ کاش مجھے علم ہو تجھے کس نے قتل کر دیا ہے۔

(۲) تو مجھ سے ویران کن پردہ میں چھپ گیا ہے کیا تجھے یہودی بھیڑیا کھا گیا ہے۔

(۳) اگر تو فوت ہو چکا ہے تو تیری خاطر میری راتیں کس بھیانک طریقہ

سے کٹیں گی۔

(۴) اگر تو زندہ ہے تو کس کے لئے جی رہا ہے؟ تجھے لازم ہے جہاں بھی چلا گیا ہے واپس لوٹ آ۔

تو جناب رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: اے عورت! تجھے کیا صدمہ ہے۔ کہنے لگی: اے محمد! (ﷺ) میرا بچہ میرے سامنے کھیل رہا تھا کہ اچانک غائب ہو گیا اور گھر ویران ہو گیا۔

تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اے عورت! اللہ تعالیٰ اگر میرے ہاتھوں تیرا بچہ واپس کرا دے تو کیا مجھ پر ایمان لے آؤ گی۔

کہنے لگی: مجھے انبیاء کرام حضرت ابراہیم' حضرت اسحاق' حضرت یعقوب علیہم السلام کے حق کی قسم میں ایمان لے آؤں گی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور دو رکعتیں ادا کیں' پھر بہت سی دعائیں مانگیں' جب انکو مکمل کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بچہ کو ظاہر کر دیا گیا۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا: اے بچے تو کہاں تھا؟

وہ بولا: میں اپنی ماں کے سامنے کھیل رہا تھا کہ اچانک عفریت کافر (جن) میرے سامنے آ گیا اور مجھے اچک لے گیا اور سمندر کے ایک طرف چلا گیا' جب آپ نے اللہ عزوجل سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس جن پر ایک مؤمن جن مسلط کیا جو گرفت میں اس سے مضبوط تھا اور وجود میں اس سے بہت بڑا تھا اس نے مجھے اس سے چھین لیا اور آپ کی طرف لے آیا اور اب میں آپ کے سامنے ہوں۔ اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائے۔

تو یہودی عورت نے کہا:

اشهدُ أنْ لا إله إلا الله، وأشهد أنّ محمداً رسول الله. صلى الله عليه وسلم. (۷۰)

---

(۷۰) یہ حدیث کہیں نہیں ملی۔ (حاشیہ بحر الدموع ص ۱۴۲)۔

اٹھائیسواں خطاب
زنا کے متعلق

جان لو! زنا بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے۔ دنیا اور آخرت میں زانی کے لئے بڑی بدبختی بھی ہے اور بڑا عذاب بھی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کئی جگہ پر اس سے منع فرمایا ہے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا﴾ (الإسراء: ۳۲).

ترجمہ:۔ اور زنا کے پاس بھی مت پھٹکو' بلا شبہ وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے اور برا راستہ ہے۔

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ﴿۵﴾ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ﴿۶﴾ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ﴾ (المؤمنون: ۵۔۷).

جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں' لیکن اپنی بیویوں سے یا اپنی لونڈیوں سے کیونکہ ان پر کوئی الزام نہیں۔ ہاں جو اس کے علاوہ کا طلب گار ہو' ایسے لوگ حد سے نکلنے والے ہیں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(ولا یزنی الزّانی حین یزنی وھو مؤمن) (۱۷).

(۱۷) بخاری (حدیث ۲۴۷۵) ومسلم (۵۷) از حضرت ابوہریرہ۔ بخاری (حدیث ۶۷۸۲) از حضرت ابن عباس۔

ترجمہ:۔ جب کوئی زنا کرتا ہے وہ اس وقت (عملی طور پر) مومن نہیں رہتا۔

(تشریح) اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان زنا کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کردیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انتقام کا مستوجب ہوجاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

فی الخبر أنَّ شابًا أتی النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: یا رسول اللہِ، أتأذَنُ لی فی الزِّنی، فصاح النَّاس به، فقال: (اتْرُکوه، أُدْنُ منی)، فدنا منه، فقال: (أتحبُّه لأمِّک؟). قال: لا، جعلنی اللهُ فداک. قال: (کذلک النَّاسُ لا یحبُّونه لأمهاتهم، ثم قال له: أتحبُّه لا بنتک؟) قال: لا. قال: (کذلک النَّاسُ لا یحبُّونهُ لبناتهم). حتی ذکر الأخت، والخالاتِ والعماتِ، وهو یقول: لا، ورسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ: (کذلک النَّاسُ لا یحبُّونه)، ثم وضَع یدَه الکریمةَ علی صدره، وقال: (اللَّهُمَّ طَهِّرْ قلبه، واغفِرْ ذنبه، وحصِّن فرجَه)، فلم یکُن بعد ذلک شیءٌ أبغضَ إلیه مِنَ الزِّنی (۷۲)۔

ایک روایت ہے کہ ایک جوان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے زنا کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ تو وہاں پر موجود حضرات اس کو ڈانٹنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو (کچھ نہ کہو اور اس جوان کو فرمایا) میرے قریب آجاؤ تو وہ جوان آپ کے قریب ہوگیا۔

آپؐ نے اس سے فرمایا: کیا تو اس کو اپنی ماں کے لئے پسند کرتا ہے۔ کہا: نہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے۔

---

(۷۲) مسند احمد جلد ۵ ص ۲۵۶، ۲۵۷، معجم کبیر طبرانی (حدیث ۷۶۷۹، ۷۷۵۹) از حضرت ابوامامہ۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا: اسی طرح پر لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کیلئے پسند نہیں کرتے۔

اس کے بعد آپؐ نے اس سے فرمایا: کیا تو اسی کو اپنی بیٹی کیلئے پسند کرتا ہے؟

اس نے کہا: نہیں

آپؐ نے فرمایا: اسی طرح پر لوگ بھی اس کو اپنی بیٹیوں کیلئے پسند نہیں کرتے۔

پھر آپ نے بہن کا ذکر کیا۔ خالاؤں کا ذکر کیا۔ پھوپھیوں کا ذکر کیا اور وہ جوان یہی کہتا رہا نہیں۔ (میں اس کو ان کے لئے پسند نہیں کرتا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی کہتے رہے کہ لوگ بھی اسی طرح سے اس کو (ان کے لئے) پسند نہیں کرتے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے سینہ پر رکھا اور یہ دعا فرمائی۔

اے اللہ اس کے دل کو پاک کر دے اس کا گناہ معاف کر دے۔ اس کے فرج کو (زنا سے) محفوظ فرما دے۔

اس (دعا) کے بعد اس صحابی کے نزدیک زنا سے زیادہ مبغوض کوئی شے نہ تھی۔

عورت شیطان کا آدھا لشکر ہے

جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لما خلقت المرأة قال لها إبليس أنت نصف جندي وأنت موضع سري وأنت سهمي الذي أرمي به فلا أخطئ) (۴۳)

(۴۳) احیاء العلوم ۳/۸۶ میں یہی عبارت نقل کی ہے لیکن اس کو حضورؐ کی طرف منسوب نہیں کیا بلکہ کسی کا قول ذکر کیا ہے۔

ترجمہ:۔ جب عورت کو پیدا کیا گیا تو شیطان نے اس سے کہا: تو میرا آدھا لشکر ہے تو میرے بھید کی جگہ ہے اور تو میرا ایسا تیر ہے جس کو میں جب بھی پھینکوں گا نشانہ پر لگے گا۔

تم بھی شیطان کے تیروں سے بچو۔ اللہ تم پر رحمت فرمائے۔

زنا کبیرہ گناہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(الزنی من أکبر الکبائر' والزانی علیہ لعنة اللہ والملائکة والناس أجمعین إلی یوم القیامة' فإن تاب' تاب اللہ علیہ) (۷۴)

ترجمہ:۔ زنا کبیرہ گناہوں میں سے بہت بڑا گناہ ہے۔ زانی پر اللہ کی' فرشتوں کی اور لوگوں کی سب کی قیامت تک کے لئے لعنت ہو۔ اگر زانی نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

(من علامة المؤمن أن یجعل اللہ شهوته فی الصّلاة والصیام' وعلامة المنافق أن یجعل اللہ شهوته فی بطنه وفرجه) (۷۵)

ترجمہ:۔ مومن کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حرص نماز اور روزہ میں رکھ دیتے ہیں اور منافق کی علامت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی حرص اس کے پیٹ اور فرج میں رکھ دیتے ہیں۔

---

(۷۴) الزنی من اکبر الکبائر فان تاب تاب اللہ علیہ کے الفاظ ابوداؤد شریف حدیث نمبر ۴۶۹۰ اور مستدرک حاکم ۱/۲۲ میں مروی ہیں' امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے اس تصحیح میں حاکم کی موافقت کی ہے۔

(۷۵) یہ روایت مجھے نہیں مل سکی۔ (حاشیہ بحر الدموع ص ۱۴۴)

زنا کی مصیبتیں

آپ ﷺ فرماتے ہیں:

(الزنی یورث الفقر' ویذهب بهاء الوجه) (۷۶) یقول الله تعالیٰ: (آلیت علی نفسی أن أفقر الزانی ولو بعد حین) (۷۷).

ترجمہ:۔ زنا تنگ دستی لاتا ہے اور چہرہ کی رونق کو زائل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے حق میں قسم کھا رکھی ہے کہ زانی کو فقیر کردوں گا' چاہے کچھ تاخیر کے ساتھ۔

زنا مال اور چہرہ کی رونق ختم کرتا اور زانی کو ہمیشہ کیلئے دوزخ میں ڈالتا ہے۔

زانی کی شرمگاہ کی بدبو

حدیث: حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

(ما لقی الله العبد بذنب بعد الشرک بالله' أعظم من الزنی' ومن امریء یضع نطفته فی رحم حرام' وإن الزانی یسیل من فرجه یوم القیامة صدید لو وضعت منه قطرة علی وجه الأرض' لأفسدت علی أهل الدنیا معایشهم نتناً) (۷۸).

ترجمہ:۔ جب آدمی اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے بعد زنا سے بڑھ کر اس کا کوئی جرم بڑا نہ ہوگا اور ایسا ہی وہ شخص جو اپنا نطفہ حرام طور پر کسی رحم میں ڈالے گا۔ زانی کی شرم گاہ سے قیامت کے دن ایسی پیپ بہتی ہوگی کہ اگر اس کا ایک قطرہ زمین پر ڈال دیا جائے تو سب باشندگان

(۷۶) مسند شہاب قضاعی (حدیث ۶۶) بسند ضعیف از حضرت ابن عمر۔

(۷۷) کشف الخفاء عجلونی ا/۳۳۸ بحوالہ ابن عساکر بلفظہ و سندہ ضعیف۔

(۷۸) کنز العمال (حدیث نمبر ۱۲۹۹۴) بلفظہ بحوالہ ابن ابی الدنیا بسند مرسل۔

دنیا کی زندگی بدبو کی وجہ سے خراب ہو جائے۔

آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(إيّاكم والزنى، فإنّه ذهابُ البهاءِ، وطولُ الفقرِ، وقصارُ العُمرِ، وأما اللواتي في الآخرة فسخطُ الله، وسوءُ الحساب، والخلودُ في النّار (۷۹).

ترجمہ:۔ تم زنا سے دور رہو۔ یہ جسم کی رونق اڑا دیتا ہے۔ محتاجی کو طویل کرتا ہے اور عمر کو چھوٹا کرتا ہے اور وہ مشکلات جو آخرت میں آنے والی ہیں، ایک تو اللہ کی ناراضی ہے دوسرے عذاب کی سختی ہے، تیسرے ہمیشہ (زانی مسلمان کا بہت عرصہ تک) دوزخ میں جلنا ہے۔

اشعار:

يا مَنْ عصى الله في الشّباب وقد … أدركه الشيبُ راقبِ اللهَ

صحفك بالسّيئات قد مُلِئتْ … بأيّ وجهٍ تراكَ تقراها

أعدذ جواباً إذا سُئلتَ غداً … وقرّبَ النّارَ منكَ مولاها

يا معشرَ المسلمين كم رَجُلٍ … تلومُه النّارُ حينَ يصلاها

ترجمہ:۔

(۱) اے جوانی میں اللہ کی نافرمانی کرنے والے! اللہ کے سامنے تیری جوانی کو بڑھاپا گھیر لے گا۔

(۲) تیرا نامہ اعمال گناہوں سے بھرا ہوا ہے تو (روز قیامت) اس کو کس طرح سے پڑھے گا۔

(۳) کل تجھ سے سوال ہوگا اور دوزخ کا خالق دوزخ کو تیرے قریب کرے گا تو اس کے لئے جواب تیار کر لے۔

(۴) اے جماعت مسلمین! کتنے لوگ ہیں جب دوزخ میں جائیں گے

---

(۷۹) موضوعات ابن جوزی صفحہ ۱۰۵۔۱۰۸۔

تو دوزخ بھی ان پر ملامت کرے گی۔

زانی کی خطرناک سزا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(ما مِنْ أحدٍ أغير من الله تعالىٰ أن يرى عبده أو أمته يزني، والله لو تعلمون ما أعلمُ لضحكتم قليلاً ولبكيتم كثيراً، ألا وإنّ في النّار لتوابيت مِنْ نار فيها أقوامٌ محبوسون في تلك التوابيت، فإذا سألوا الرّاحة فُتحتْ لهم تلك التّوابيت، فإذا فُتحتْ، بلغ شررها أهل جهنّم، فيستغيث أهلُ جهنّم بصوتٍ واحد، ويقولون: اللّهُمّ العن أهل التوابيت، وهم الذين يغتصبون فُرُوْجَ النساء حراماً) (۸۰)۔

ترجمہ:۔ اپنے بندے کو اور باندی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ غیرت آتی ہے۔ جو میں جانتا ہوں اگر تمہیں علم ہو جائے تو اللہ کی قسم تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ سن لو: دوزخ میں آگ کے کچھ تابوت ہیں، کچھ قومیں ان تابوتوں میں قید ہوں گی۔ جب یہ راحت طلب کریں گے تو یہ تابوت کھول دیئے جائیں گے۔ جب یہ کھولے جائیں گے تو ان کی چنگاریاں (دوسرے) دوزخیوں کو پڑیں گی، تو یہ دوزخی بیک آواز فریاد کریں گے اور کہیں گے: اے اللہ! تابوت والوں پر لعنت کر۔ یہ تابوت والے وہ لوگ ہوں گے جو عورتوں کی شرم گاہوں کو حرام طریقہ (زنا) کے ساتھ غصب کریں گے۔

آٹھ قسم کے لوگ دوزخ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

(إنّ الله لـمّا خلق الجنّة، قال لها: تكلّمي قالت: سَعِدَ

(۸۰) ,,ولبكيتم كثيرا،، تک بخاری شریف (حدیث ۱۰۴۴) میں حضرت عائشہ سے مروی ہے۔

مَنْ دخلني. فقال الجبار جل جلاله: وعزتي وجلالي لا يسكن فيك ثمانية نفر من الناس: مدمنُ خمرٍ، ولا مُصرٌّ على الزنى، ولا نمّامٌ، ولا ديُوثٌ، ولا شرطيٌّ، ولا مُخنّثٌ، ولا قاطعُ رحمٍ، ولا الذي يقولُ: عليَّ عهد الله أن أفعل كذا وكذا ولا يفعله) (۸۱).

ترجمہ:۔ جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اس سے فرمایا: بول۔ تو اس نے کہا: جو مجھ میں داخل ہوا اس کے بخت بلند ہوئے، تو اللہ جبار جل جلالہ نے فرمایا: مجھے میرے غلبہ اور جلال کی قسم! تجھ میں آٹھ قسم کے افراد داخل نہ ہوں گے۔ شراب کا رسیا، زنا پر مصر، چغل خور، دیوث (بے غیرت) پولیس مین (جو ناجائز طریقہ سے عوام کو تنگ کرے) (وہ) ہیجڑا (جو لوگوں کو بدفعلی اور فحاشی میں ملوث کرے جو ایسا نہیں کرتا، وہ اس حدیث میں مراد نہیں) اور قطع رحمی کرنے والا اور نہ وہ شخص جو یہ کہے: مجھے اللہ کی قسم! میں یہ کام کروں گا پھر وہ اس کو انجام نہ دے (اگر ولی گناہ کی قسم اٹھائی تو اس کو پورا کرنا درست نہیں، ایسی قسم کا کفارہ تین دن کے روزے یا دس مساکین کا کھانا ہے)۔

(فائدہ) زنا پر وہ شخص مصر نہیں ہے جو ہمیشہ زنا کرتا رہتا ہے اور نہ شراب کا رسیا وہ شخص ہے جو ہمیشہ شراب پیتا رہے، بلکہ اس سے مراد وہ ہے کہ جب بھی شراب سامنے آئے اس کو پی لے اور خوف خدا اس سے مانع نہ ہو اور جب زنا کی آمادگی ہو (اس کو کر گزرے) اس کو ترک نہ کرنے جو اپنے نفس کو خواہش سے نہ روکے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ (منہ)

(۸۱) احیاء العلوم امام غزالی ۳/۱۵۵ از حضرت ابن عمر، حضرت عراقی فرماتے ہیں: میں نے اس حدیث کو اس طرح سے مکمل کہیں نہیں پایا۔

زنا کے وقت ایمان باقی نہیں رہتا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے غلاموں سے فرمایا کرتے تھے: جب تم نکاح کرنا چاہو میں تمہیں بیاہ دوں گا' کیونکہ غلام جب زنا کرے تو ایمان اس کے دل سے نکل جاتا ہے اور غلام کا ایمان باقی نہیں رہتا۔ (۸۲)

لقمان حکیم کی نصیحت

حضرت لقمان (حکیم) نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ اے بیٹے زنا سے بچتے رہو کیونکہ اس کی ابتداء خوف ہے اور انتہاء ندامت ہے اور انجام کار اثام (دوزخ کی ایک وادی) میں جانا ہے۔

اشعار:

یا مَنْ خلا بمعاصی اللہِ فی الظُّلَمِ ۔۔۔ فی اللَّوْحِ یُکتَبُ فِعْلُ السُّوءِ بالقلم

بها خَلوْتَ وعَیْنُ اللہِ ناظِرَۃٌ ۔۔۔ وأنتَ بالإثمِ منهُ غیرُ مُکتتمِ

فهل أمنتَ من المولیٰ عُقُوبَتَه ۔۔۔ یا مَنْ عصی اللہ بعدَ الشَّیبِ والهرمِ

ترجمہ:۔

(۱) اندھیروں میں چھپ کر اللہ کی نافرمانیاں کرنے والے! اعمال نامہ میں قلم کے ساتھ تیرا فعل بد لکھا جا رہا ہے۔

(۲) نافرمانیوں میں ملوث رہتا ہے حالانکہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے تو گناہ کر کے اس سے روپوش نہیں ہو سکتا۔

(۳) اے جوانی اور بڑھاپے کے بعد اللہ کی نافرمانی کرنے والے! کیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا سے محفوظ ہو گیا ہے؟

جان لو! جس شخص پر خواہشات غالب ہوں' وہ آخر کار شرمندہ ہوتا ہے اور کوئی بھی خواہشات پر قابو پائے بغیر عزت کے مقامات تک نہیں پہنچ سکتا۔

(۸۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۴/۴۰۴، مصنف عبدالرزاق ۷/۱۴۷۔

حکایت

جیسا کہ کسی روایت میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے کسی شہر میں ایک عورت سے نکاح کیا اور اس عورت کو اپنے پاس لانے کے لئے ایک معتمد آدمی کو بھیجا' لیکن (جب وہ آدمی اس عورت کو لا رہا تھا تو راستہ میں) اس کے نفس نے پھسلایا اور اس عورت کی خواہش کی' پھر اس آدمی نے اپنے نفس کو ڈانٹا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاوند کو اس مرد کی ترک خواہش کی اطلاع فرمائی' کیونکہ وہ مرد بنی اسرائیل میں ایک نبی تھے۔

تـوقَ نـفسَـک لا تــأمَـنْ غـوائِـلَهـا

فـالـنَّـفْـسُ أخبـثُ مِـنْ سبعينَ شيطانا

(ترجمہ)۔اپنے نفس سے بچ۔اس کے شر سے بےفکر مت ہو کیونکہ نفس ستر شیطانوں سے زیادہ خطرناک ہے۔

بنی اسرائیل کے عابد پر زنا کی تہمت اور اللہ تعالیٰ کا انعام

حضرت ابن عباسؓ حضرت کعب احبار رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: کہ انہوں نے بتایا: بنی اسرائیل میں ایک صدیق (اول درجے کا ولی) تھا' جو عبادت میں ایک منفرد مقام رکھتا تھا۔ یہ ایک عرصہ دراز تک اپنی خانقاہ میں عبادت کرتا رہا۔ اس کے پاس روزانہ صبح وشام بادشاہ حاضری دیتا تھا اور یہ بادشاہ پوچھا کرتا تھا کہ آپ کی کوئی ضرورت ہے؟ تو وہ جواب دیتا'' اللہ تعالیٰ میری ضرورت کو خوب جانتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی خانقاہ پر انگور کی بیل اگائی تھی۔ جو ہر روز ایک انگور اٹھاتی تھی جب اس کو پیاس لگتی تھی اپنا ہاتھ آگے بڑھاتا تھا تو پانی ابل پڑتا تھا

اور یہ اس سے پی لیتا تھا۔ اسی طرح سے ایک عرصہ گزر گیا ایک مرتبہ اس کے پاس سے مغرب کے وقت ایک عورت گزری جو نہایت حسین و جمیل تھی۔ اس نے پکار کر کہا: اے اللہ کے بندے! تو اس بزرگ نے کہا لبیک۔ عورت نے کہا: کیا تمہیں تمہارا رب دیکھ رہا ہے؟ فرمایا:

هو اللّٰهُ الواحدُ القهّارُ الحيُّ القيُّومُ العالم بما في الصُّدور وباعثُ مَنْ في القُبور.

وہ اللہ ایک ہے قہار ہے، حی وقیوم ہے۔ دلوں کے اسرار سے واقف ہے اور جو قبروں میں ہیں ان کا اٹھانے والا ہے۔

عورت نے کہا: میرا شہر مجھ سے بہت دور ہے (اس لئے مجھے اپنے پاس ایک رات کے لئے ٹھکانا دیدو)۔

بزرگ نے کہا: اوپر آ جا۔

پس جب وہ خانقاہ میں پہنچ گئی، کپڑے پھینک دیئے اور ننگی کھڑی ہو گئی اور اس کے سامنے اپنا بدن ظاہر کر دیا تو بزرگ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور فرمایا: تو تباہ ہو جائے، اپنے آپ کو ڈھانپ لے۔

عورت نے جواب دیا: تیرا کیا جاتا ہے۔ اگر تو آج رات مجھ سے فائدہ اٹھا لے۔

تو بزرگ نے اپنے نفس کو مخاطب ہو کر کہا: اے نفس! تو کیا کہتا ہے؟ نفس نے کہا: اللہ کی قسم میں تو اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

بزرگ نے نفس سے کہا: تو تباہ ہو جائے کیا تو گندھک کے دوزخ کے کپڑے مانگتا ہے؟ آگ کے پٹ مانگتا ہے؟ میری عرصہ دراز کی عبادت ضائع کرنا چاہتا ہے؟ ہر زانی کی بخشش نہیں ہے۔ زانی کو دوزخ میں منہ کے بل پھینک دیا جائے گا۔ یہ ایسی آگ ہے جو بجھنے کی نہیں اور اس کا عذاب مٹنے کو نہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر ایسا ناراض ہو کہ پھر کبھی بھی راضی نہ ہو، لیکن اس کے نفس نے

اس کو اس کے متعلق خوب بہکایا تو بزرگ نے کہا: میں تیرے سامنے (دنیا کی) چھوٹی آگ پیش کرتا ہوں۔ اگر تو اس کو برداشت کر گیا تو اس رات اس لڑکی سے نفع مند کروں گا۔

حضرت کعب احبار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بزرگ نے دیئے کو تیل سے بھر دیا اور بتی کو موٹا کر دیا' جس کو یہ عورت دیکھ رہی تھی اور سن رہی تھی' پھر اس بزرگ نے اپنا ہاتھ بتی پر رکھ دیا۔ یہ بتی جل رہی تھی لیکن اس کے ہاتھ کو نہیں جلا رہی تھی۔ یہ بزرگ چیخ کر بتی سے کہنے لگا: تجھے کیا ہے جلاتی کیوں نہیں؟ تو وہ اس کا انگوٹھا کھا گئی' پھر اس کی انگلیاں کھا گئی' پھر اس کا ہاتھ کھا گئی۔ یہ دیکھ کر اس لڑکی نے ایک زوردار چیخ ماری اور دنیا چھوڑ دی اور اس بزرگ نے اس کو اس کے کپڑے سے ڈھانپ دیا۔

جب صبح ہوئی تو ابلیس لعین نے چیخ کر کہا: اے لوگو! فلاں کی بیٹی فلانی سے عابد نے زنا کیا ہے اور اس کو قتل کر دیا ہے۔

تو بادشاہ اپنے لشکر اور رعایا کے ساتھ سوار ہوا اور عبادت خانہ تک پہنچا اور زور سے چیخا تو عابد نے اس کو جواب دیا۔ تو بادشاہ نے پوچھا: فلاں کی بیٹی کہاں ہے؟

عابد نے کہا: میرے پاس یہیں پر موجود ہے۔

بادشاہ نے اس سے کہا: اس کو کہو کہ وہ (میرے پاس) اتر آئے۔ بزرگ نے کہا: وہ مر چکی ہے۔

بادشاہ نے اس کو کہا چونکہ وہ زنا کیلئے رضامند نہیں ہوئی' حتیٰ کہ تو نے ایک جان کو قتل کر دیا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ پھر اس نے عبادت خانہ گرا دیا اور عابد کی گردن میں زنجیر ڈالی اور اسے گھسیٹنے لگا۔ عورت کو اٹھایا گیا اور عابد کو عقوبت خانہ میں لایا گیا۔ اس وقت کے لوگوں کا دستور تھا کہ زانی کو آرہ سے چیر دیتے تھے۔ عابد کا ہاتھ اس کی آستین میں چھپا ہوا تھا اور وہ اصل واقعہ نہیں بتا رہا تھا۔

پس آرہ کو عابد کے سر پر رکھا گیا اور جلادوں کو کہا گیا: آرہ چلاؤ اور انہوں نے

آرہ چلا دیا۔

جب آرہ دماغ تک پہنچا تو آہ نکل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اس کو کہو کچھ نہ بولو۔ میں تیرا صبر دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس (کے صدمہ) نے میرے عرش برداروں کو میرے آسمان کے مکینوں کو رلا دیا ہے' مجھے میرے غلبہ اور جلال کی قسم! اگر دوسری مرتبہ آہ نکالی تو میں آسمانوں کو زمین پر گرا دوں گا' تو اس نے کوئی آہ نہ نکالی اور نہ کوئی بات فرمائی۔ حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

جب وہ فوت ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عورت میں روح لوٹائی تو عورت نے کہا: اللہ کی قسم! یہ مظلوم ہو کر فوت ہوا ہے۔ اس نے زنا نہیں کیا تھا اور میں ابھی تک کنواری ہوں۔

اس کے بعد اس نے سارا واقعہ نقل کیا تو جب انہوں نے اس کا ہاتھ نکالا تو جیسا لڑکی نے بتایا تھا جلا ہوا تھا۔ تو لوگوں نے کہا: اگر ہمیں علم ہوتا تو ہم اس کو کبھی نہ چیرتے' عابد تو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اور لڑکی جیسے پہلے (مردہ) تھی ویسی ہی ہو گئی۔ تو ان دونوں کے لئے ایک قبر کھودی گئی تو اس میں کستوری' عنبر اور کافور پایا۔ پھر ان دونوں کو جنازہ پڑھنے کے لئے لائے تو ان کو آسمان سے کسی نے منادی کی۔

اصبرُوا حتی تصلّی علیھما الملائکۃُ'

صبر کرو' یہاں تک کہ ان پر فرشتے جنازہ پڑھ لیں۔

اس کے بعد لوگوں نے ان کا جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قبر پر چنبیلی کو اگایا اور لوگوں نے ان کی قبر پر ایک تختہ دیکھا' جس پر یہ لکھا ہوا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم' من اللہ عزوجل إلی عبدی وولیّي' إنّی نصبتُ المنبرَ تحتَ عرشی' وجمعتُ ملائکتی' وخطبَ جبریلُ علیہ السلام' وأشھدتُ الملائکۃَ أنّی زوّجتُکَ

خمسين ألف عروسٍ مِنَ الفردوس، وهٰكذا أفعَلُ بأهل طاعتي وأهلِ مراقبتي.

ترجمہ:۔ بسم الله الرحمن الرحيم اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندہ اور اپنے ولی کی طرف ہے۔ میں نے اپنے عرش کے نیچے ایک منبر لگایا اور اپنے فرشتوں کو جمع کیا، جبریل علیہ السلام نے خطبہ دیا اور میں نے فرشتوں کو گواہ بنایا کہ میں نے جنت الفردوس کی پچاس ہزار عورتوں سے (اس ولی کا) نکاح کیا اور میں اپنے فرمانبرداروں اور مقربین کو ایسے ہی انعام واکرام سے نوازتا ہوں۔

عورت کو دیکھنے کا عذاب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(النَّظَرُ إلى محاسن المرأة سهمٌ مسمومٌ مِنْ سهامِ إبليس، فمن لم يُغضَّ بصرَه عَنِ المحارم، كُحِلَ بصره يوم القيامةِ بمِرْوَدٍ مِنَ النَّار) (۸۳)۔

ترجمہ:۔ عورت کے محاسن کو دیکھنا ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے۔ جس شخص نے نامحرم سے آنکھ بند نہ کی، روز قیامت اس کی آنکھ میں دوزخ کی سلاخ پھیری جائے گی۔

عورت سے نظر بچانے کا انعام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(النَّظَرُ إلى محاسن المرأةِ سهمٌ مسمومٌ مِنْ سهامِ إبليس، فمن غضَّ بصَره، أذاقه الله تعالىٰ عبادةً يجدُ حلاوةَ تلك العبادةِ في قلبه) (۸۴).

---

(۸۳) ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہیں ملی۔

(۸۴) حدیث ضعیف ہے۔ مستدرک حاکم ۴/۳۱۴، طبرانی کبیر (حدیث نمبر ۱۰۳۶۲)، حلیہ ابونعیم ۶/۱۰۱، مسند احمد ۵/۲۶۴، طبرانی (حدیث نمبر ۷۸۴۰)

ترجمہ:۔عورت کے محاسن کی طرف دیکھنا شیطان کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جس نے اس سے اپنی آنکھ کو بند رکھا اللہ اس کو عبادت کی لذت چکھائیں گے اس عبادت سے وہ اپنے دل میں مٹھاس محسوس کریگا۔

تین قسم کے لوگ دوزخ پر حرام ہیں

ایک دعا میں ہے: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا اے موسیٰ! میں نے دوزخ کو تین قسم کی آنکھوں پر حرام قرار دیا ہے۔ (۱) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگنے والی ہو۔ (۲) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو دیکھنے سے بند رہی۔ (۳) وہ آنکھ جو میرے خوف سے بہہ پڑی اور ہر شے کا بدلہ ہے آنسو کا کوئی بدلہ نہیں۔ اس کی جزا ءرحمت مغفرت اور جنت میں داخل کرنا ہے۔

حفاظت زبان

انّ النبیّ ﷺ فقد کعباً فسأل عنه، فقیل له: إنّه مریض، فخرج یمشی حتی أتاہ، فلما دخل علیه، قال: (أبشر یا کعبُ)، فقالت له أمّه: هنیئاً لک الجنّة یا کعبُ فقال رسول الله ﷺ: (مَنْ هذه المتألیة علی الله؟) قال: أمی. قال: (وما یُدریک یا أمّ کعب، لعلّ کعباً قال ما لا یعنیه، أو سمع ما لا یعنیه؟) (۸۵)۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب کو گم پایا تو ان کے متعلق پوچھا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ مریض ہیں، تو آپ پیدل چل کر انکے پاس پہنچے جب ان کے پاس آ گئے تو ارشاد فرمایا: اے کعب خوش ہو جاؤ۔ تو ان کی ماں نے کہا: اے کعب (جب حضورؐ نے خوشخبری سنائی ہے تو) تمہیں جنت کی خوشخبری ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ کے متعلق قسم کھانے والی۔ عرض کیا: میری ماں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے کعب کی ماں! تمہیں یہ کس نے بتلایا ہے؟ ہوسکتا ہے کعب نے کوئی فضول بات کی ہو یا فضول بات سنی ہو۔

(۸۵) کتاب الصمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۱۱۰)، تاریخ بغداد ۴/۲۷۳، جامع العلوم والحکم ۱/۲۹۲-۲۹۳

نو حصے عبادت خاموشی میں ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(العبادة عشرةُ أجزاء، تسعةُ أجزاء في الصَّمت، وجزءٌ في الفرار من النّاس) (۸۶)۔

ترجمہ:۔ عبادت کے دس حصے ہیں نو حصے خاموشی میں ہیں اور ایک حصہ لوگوں سے دور رہنے (اختلاط نہ کرنے) میں ہے۔

حکمت میں ہے کہ نوے فیصد عبادت خاموشی میں ہے۔

حضرت مریمؑ کی خاموشی کا انعام

حکایت نقل کی گئی ہے کہ حضرت مریم علیہ السلام نے جب یہ نذر مانی کہ وہ گفتگو نہیں کریں گی اور اللہ تعالیٰ کی خاطر زبان کو بند رکھیں گی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بچے (حضرت عیسیٰ) کی زبان کھول دی، جو گفتگو کرنے کو نہیں جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت مریم کی خاطر بلوایا تھا۔

حفاظت زبان سے موت کے وقت کلمہ کی توفیق

پس جس شخص نے اللہ کی خاطر دنیا میں اپنی زبان کی حفاظت کی، اللہ تعالیٰ موت کے وقت اس کی زبان کلمہ شہادت کے لئے جاری کردیں گے اور جس نے اپنی زبان لوگوں کی عزتوں کو اچھالنے میں کھولے رکھی اور ان کے پوشیدہ امور (کی اطلاع کے لئے ان) کے پیچھے لگا رہا، اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو موت کے وقت کلمہ شہادت سے روک دیں گے۔

حضور علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مَنْ كَثُر كلامُه كَثُر سقطُه، ومَنْ كَثُر سقطُه، كثرت ذنوبُه،

---

(۸۶) مسند الفردوس دیلمی (حدیث ۴۳۲۱-۴۳۲۲)، تخریج احیاء العلوم عراقی ۸۱/۲ منکر، کتاب الصمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۴۲) حلیہ ابونعیم ۱۴۲/۸ از قول وہیب بن الورد۔

ومَنْ كَثُرَتْ ذنوبُه، كانتِ النَّارُ أولى به) (۸۷)۔

ترجمہ:۔ جو شخص زیادہ باتیں کرتا ہے اس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں۔ جس کی لغزشیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اس کی حقدار دوزخ بن جاتی ہے۔

فضول گفتگو سے بچنے کیلئے صدیق اکبرؓ کا طریقہ

اسی وجہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے منہ مبارک میں پتھر رکھا کرتے تھے، تاکہ اس سے وہ اپنے نفس کو (فضول) گفتگو سے باز رکھیں۔

زبان کی حفاظت افضل عمل ہے

حضرت معاذ (بن جبل) رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے ان کی زبان نکالی اور اس پر ان کا ہاتھ رکھ دیا۔

حضرت حسنؓ کو حضرت علیؓ کی وصیت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ حضرت حسن کو وصیت کی اور فرمایا:

أمسك عليك لسانك، فإنّ تلاف المرءِ في مَنْطِقه.

اپنی زبان کی حفاظت کرو، کیونکہ انسان کی ہلاکت اس کی گفتگو میں ہے۔

(فائدہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اس گفتگو سے غیر سنجیدہ اور غلط گفتگو مراد ہے، ورنہ دین کی گفتگو اور سنجیدہ گفتگو اس سے مستثنیٰ ہے۔

---

(۸۷) حلیہ ابونعیم ۳/۷۴، ضعفاء عقیلی ۳/۳۸۴، مسند الشہاب القضاعی (حدیث نمبر ۳۷۲، ۳۷۴) بروایت حضرت عبداللہ بن عمر۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۰۲ بحوالہ اوسط طبرانی بروایت حضرت ابو ہریرہ "حدیث ضعیف"۔ صمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۵۳) روضۃ العقلاء ص ۴۴، مسند شہاب (حدیث ۳۷۴) موقوفاً از حضرت عمر باسند جید۔

منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں سے خطاب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

یا ابن آدم، لم تحرّضُ النّاسَ علی الخیر، وتدعُ ذلک من نفسک؟ یا ابن آدم، لم تُذکِّرُ النّاس وتنسی نفسک؟ یا ابن آدم، لم تدعُونی وتفرُّ منّی؟ إنْ کان کما تقول، فاحبس لسانک، واذکر خطیئتک، واقعُد فی بیتک.

ترجمہ:۔ اے انسان! لوگوں کو اعمال خیر کی ترغیب دیتا ہے اور اس سے اپنے آپ کو کیوں محروم رکھتا ہے؟ اے انسان! لوگوں کو کیسے نصیحت کرتا ہے اور اپنے آپ کو بھول جاتا ہے؟ اے انسان! مجھے کیسے پکارتا ہے کہ مجھ سے دور بھی بھاگتا ہے؟ اگر ایسے ہی ہے جیسے تو کہتا ہے تو اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ اپنی کوتاہیوں کو یاد کر اور اپنے گھر میں رہا کر (یعنی لوگوں سے بے فائدہ اختلاط اور بے فائدہ گفتگو سے پرہیز کر)۔

صحف ابراہیم کی نصیحت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحائف میں تھا عقلمند آدمی پر لازم ہے کہ وہ اپنے زمانہ کو نگاہ میں رکھنے والا ہو۔ اپنی عزت کی فکر میں ہو۔ اپنی زبان کی حفاظت کرتا ہو۔

کئی مصیبتوں کا علاج

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ آپ نے فرمایا: جب تو اپنے دل میں سختی پائے یا اپنے بدن میں سستی پائے یا رزق میں محرومی پائے تو جان لے کہ تو نے کوئی ایسا بول بولا ہے جو تجھے لائق نہیں تھا۔

حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصیحت

حضرت لقمان (حکیم) نے اپنے بیٹے سے فرمایا: اے میرے بچے! جو شخص

رحم کھاتا ہے اس پر رحم کیا جاتا ہے۔ جو خاموش رہتا ہے وہ محفوظ رہتا ہے۔ جو نیک کام کرتا ہے اس کا اجر پاتا ہے۔ جو گناہ کرتا ہے گناہ گار ہوتا ہے اور جو اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھ سکتا وہ شرمندہ ہوتا ہے۔

شعر:

احفظْ لسانَک أیُّها الإنسانُ   لا یقتُلنّک إنّہ ثُعبانُ

کم فی المقابرِ مِنْ قتیلِ لسانِہ   کانت تھابُ لقاءَہ الشُّجعانُ

ترجمہ:۔

(۱) اے انسان! اپنی زبان کی حفاظت کر' یہ اژدہا ہے' تجھے قتل نہ کر دے۔

(۲) اپنی زبان کے ہاتھوں کتنے لوگ قتل ہو کر قبروں میں پڑے ہیں اور (قبر کا) خطرناک سانپ سامنے آنے سے اس کو خوفزدہ کر دیتا ہے۔

اعضاء کی زبان کے سامنے پیشی

کہا گیا ہے کہ تمام اعضاء روزانہ صبح سویرے زبان کے سامنے پیش ہوتے ہیں اور اس کو کہتے ہیں: ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں تو سیدھی رہنا۔ اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔(۸۸)

دانشور کی نصیحت

ایک دانشور کہتا ہے کہ اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھ اس سے پہلے کہ تیری

(۸۸) مسند احمد ۳/۹۵۔۹۶' سنن ترمذی (حدیث ۲۴۰۷)' زہد ھناد بن سری (حدیث نمبر ۱۰۹۷)

(فائدہ) یہ حدیث حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

مصیبتیں طویل ہو جائیں اور شخصیت مجروح ہو۔ زبان کو قابو کرنے کے سوا اور کوئی شے ایسی نہیں جس کی حفاظت کی جائے۔ زبان درستی سے دور رہتی ہے اور جواب دینے میں جلد باز ہے۔

ایک عقلمند کہتا ہے: فضول گفتگو کو چھوڑنا حکمت سے گفتگو کرنے کو جنم دیتا ہے۔ فضول طور پر نظر ترک کرنا خشوع اور خشیت خداوندی پیدا کرتا ہے۔ فضول طعام کو چھوڑنا عبادت کی مٹھاس ظاہر کرتا ہے۔ ہنسا ترک کرنا ہیبت خداوندی کا مٹھاس بڑھاتا ہے۔ حرام میں رغبت نہ کرنا محبت خداوندی لاتا ہے۔ لوگوں کے عیبوں کی جستجو چھوڑنا اپنے عیبوں کی اصلاح کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حق میں وہم پرستی کو چھوڑنا شک، شرک اور منافقت کو مٹاتا ہے۔

اشعار:

الصَّمْتُ نفعٌ و الکلام مضرۃٌ	فلربَّ صَمْتٍ فی الکلام شِفَاءُ
فإذا أردتَ مِنَ الکلام شفاء	لسقام قلبک فالقرانُ دَواءُ

ترجمہ:۔

(۱) خاموشی نفع ہے بولنا نقصان ہے کتنے مقامات میں نہ بولنا مفید ہے۔

(۲) جب تو بولنے سے اپنے دل کے لئے شفاء کا طالب گار ہو تو قرآن کریم اس کی دوا ہے۔ (یعنی قرآن کریم کی تلاوت کیا کر)

قرآن حکیم کا حکم

جان لو! لوگوں کے عیبوں کی تلاش اور ان کی برائیوں کی جستجو برائیوں کو ظاہر کرتی اور عیبوں کا انکشاف کرتی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اسی سے منع فرمایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا﴾ (الحجرات: ۱۲) الآية.

ترجمہ:۔اور نہ تجسس کرو اور نہ ہی ایک دوسرے کی غیبت کرو۔

لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، لوگوں کے عیب چھوڑ کر اپنے عیب دیکھو۔ اس مکھی کی طرح نہ بنو جو جسم کے تندرست حصوں پر نہیں بیٹھتی، بلکہ زخموں پر بیٹھ کر خود کو خون آلود کر دیتی ہے۔

دوسروں کی عیب جوئی کی شامت

جو شخص لوگوں کی برائیوں میں پڑے گا، ان کی غلطیوں کے درپے ہوگا اور غیر کی عیب جوئی میں رہے گا اپنا عیب چھوڑ دے گا، اللہ تعالیٰ اس پر کسی دوسرے آدمی کو مسلط کر دیں گے جو اس کے عیب اور گناہوں کے درپے ہوگا۔ وہ ان کو مشہور کرے گا اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اور اس کو ظاہر کرے گا۔

(فائدہ) حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(يا معشر من آمن بلسانه ولم يدخل الإيمان قلبه، لا تغتابوا المسلمين، ولا تتبعوا عوراتهم، فإن من اتبع عوراتهم، يتبع الله عورته، ومن يتبع عورته، يفضحه في بيته).

ترجمہ:۔اے لوگو! جو آدمی زبان سے ایمان لایا لیکن اس کے دل میں ایمان نہ اترا تم لوگ مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور نہ ان کی عیب جوئی کرو، کیونکہ جو بھی ان کے خفیہ برائیوں کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کی خفیہ برائیوں کے پیچھے پڑے گا اور اللہ تعالیٰ جس کی برائیوں کے درپے ہو، اس کو اس کے علاقہ میں رسوا کر دے گا (از محشی بحر الدموع ص ۱۵۳)

پس عقلمند نیک بخت وہ ہے جو اپنے عیب پر نظر رکھے اور غیر کے عیبوں میں

مشغول نہ ہو اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی اور شے میں مشغول ہو۔

جناب نبی کریم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ حضرت جبریل علیہ السلام سے وہ جناب باری تعالیٰ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يا مُوسى خَمْسُ كلماتٍ ختمتُ بهنَّ التَّوراةَ، فإن عملتَ بهنَّ نفعكَ علمُ التَّوراةِ، وإن لم تعمل بهنَّ، لم ينفعْكَ علمُ التوراةِ:

أوَّلُهُنَّ: يا موسى، كُن واثقاً برزقي المضمون لك ما لم تر خزائني نفِدت

الثانية: يا موسى، لا تخافنَّ سُلطانَ الأرض ما لم تر سُلطاني زائلاً.

والثالثة: يا موسى، لا تجسس عن عيب أحدٍ ما لم تخلُ من العيوب.

الرابعة: يا موسى، لا تدعَنَّ مُحاربة الشيطان ما دام روحك في جسدك.

الخامسة: يا موسى، لا تأمنْ عقابي ولو رأيتَ نفسك في الجَنَّةِ.

وقال: يا أخي، إيّاك أن تعيّر أحداً بما فيه، فإنّي أخشى أن يبتليك اللهُ ويعافيه، ولا تستر على الفاجرِ الظّاهر فجورُه، ولا على مَنْ لا يستترُ بالمعصية ويعلن بها.

ترجمہ:۔ اے موسیٰ! پانچ کلمات وہ ہیں جن پر میں نے تورات کو ختم کیا ہے۔ اگر تو ان پر عمل کر لے تجھے تورات کا علم فائدہ دے گا اور اگر عمل نہ کرے تو تورات کا علم فائدہ نہیں دے گا۔

پہلا کلمہ: اے موسیٰ! میری طرف سے اس رزق پر بھروسہ کر جو تیرے لئے تقسیم ہو چکا ہے جب تک کہ تو میرے خزانوں کو ختم ہوتا نہ دیکھ لے۔

دوسرا کلمہ: اے موسیٰ! زمین کے کسی بادشاہ سے بالکل نہ ڈرنا، جب تک کہ تو

میری محبت کو زائل ہوتے نہ دیکھ لے۔

تیسرا کلمہ: اے موسیٰ! کسی کے عیب تلاش نہ کرنا جب تک کہ تو خود عیبوں سے خالی نہ ہو جائے۔

چوتھا کلمہ: اے موسیٰ! شیطان سے جنگ کو کبھی نہ چھوڑنا جب تک کہ تیرے جسم میں روح باقی رہے۔

پانچواں کلمہ: اے موسیٰ! نیک اعمال سے بے فکر نہ ہونا اگرچہ تو اپنے آپ کو جنت میں دیکھ لے۔

اور ایک حدیث میں فرمایا: اے بھائی! اگر کسی میں کوئی برائی ہو اس کا عیب لگانے سے اپنے کو محفوظ رکھ مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں مبتلا کر دے اور اس کو نجات دے دے اور علی الاعلان گناہ کرنے والے کا عیب مت چھپا اور اس کا گناہ بھی مت چھپا جو چھپ کر گناہ نہیں کرتا بلکہ علی الاعلان گناہ کرتا پھرتا ہے۔

مسلمان کا عیب چھپانے کا انعام

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(لا يرى امرؤ من أخيه عورة فيسترها عليه إلا أدخله الله الجنة) (۸۹)

ترجمہ: جو آدمی اپنے بھائی (مسلمان) کا عیب دیکھ کر اس کو چھپا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(فائدہ) بخاری اور مسلم کی حدیث میں حضرت ابوہریرہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۸۹) المعجم الصغیر للطبرانی (حدیث ۱۱۱۶) والمعجم الاوسط، مجمع الزوائد ۶: ۲۴۷، سند ضعیف۔

(من ستر مسلما ستره الله يوم القيامة) (۹۰)

ترجمہ:۔ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریں گے۔ (امداد اللہ)

(حدیث) (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ أقال مُسلماً عثرته أقال الله عثرته يوم القيامة) (۹۱)

ترجمہ:۔ جس نے کسی مسلمان کی طرف ناگفتہ بہ عیب کی نسبت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ناگفتہ بہ بات کا اظہار کریں گے۔

امام ابوحنیفہؒ کا شرابی سے حسن سلوک

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے پڑوس میں ایک جوان رہا کرتا تھا' شراب کا بڑا شیدا تھا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رات کو کتابوں کے مطالعہ اور تلاوت قرآن کے لئے جاگا کرتے تھے۔ ان کے اور جوان کے درمیان ایک دیوار کا فاصلہ تھا' وہ شراب پی کر یہ تمثیل کہتا تھا:

شعر:

سأنشدهم اذا ما هم حفزني

اضاعوني وای فتی اضاعوا

ترجمہ:۔ میں ان سے التماس کرتا ہوں جب وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں۔ تم نے مجھے ضائع کر دیا اور کتنے بڑے درجے جوان کو انہوں نے ضائع کیا۔

---

(۹۰) بخاری حدیث (۲۴۴۲) مسلم (حدیث ۲۵۸۰ و حدیث ۲۶۹۹)۔ ابوداود ۴۲ (حدیث ۴۸۹۳ کتاب الادب) اتحاف السادۃ ۴/۳۴۰ طبرانی کبیر ۱۲ ص ۲۸ بیہقی ۶/۹۴ (امداد اللہ انور)

(۹۱) ابوداؤد (حدیث ۳۴۶۰) ابن ماجہ (حدیث ۲۱۹۹) صحیح الحاکم ۲/۴۵ حلیۃ ابونعیم ۶/۳۴۵ تاریخ بغداد ۸/۱۹۶ ابن حبان (حدیث ۱۱۰۳۔۱۱۰۴) (امداد اللہ)

وہ بار بار اس بیت کولوٹایا کرتا تھا اور حضرت امام ابو حنیفہ اس کی بات پر ترس کھاتے تھے۔ ایک رات ایسی آئی کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے اس کی کوئی حرکت نہ سنی، جب آپ صبح کو نماز کے لئے نکلے تو اس کے متعلق پوچھا تو انکو بتایا گیا اس کو نشہ کی حالت میں ایک پولیس افسر ملا تھا۔ جس نے اس کو جیل میں پہنچا دیا ہے۔
جب امام ابو حنیفہؒ نے نماز ادا کرلی تو آپ پولیس والے کے گھر چلے گئے اور اس کے گھر آنے کی اجازت طلب فرمائی اور اپنے متعلق اس کو بتلایا تو پولیس والا ننگے پاؤں ننگے سر (جلدی سے) آپ کے پاس آیا اور آپ کے ہاتھ چومے اور عرض کیا: اے میرے آقا! آپ کو میری طرف کون سی ایسی ضرورت پڑی ہے کہ میرے گھر تشریف لائے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: میں تمہارے پاس اپنے ایک پڑوسی کے قضیہ میں آیا ہوں۔ جس کو گذشتہ رات جیل میں ڈالا گیا ہے تو اس پولیس افسر نے کہا: اے میرے آقا! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کو بھی چھوڑ دوں گا اور ان لوگوں کو بھی جو اس رات قید کئے گئے ہیں۔ کہتے ہیں: جب امام ابو حنیفہ واپس تشریف لائے تو وہ جوان بھی آپ کے ساتھ تھا، آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے پوچھا: اے بھائی! کیا ہم نے تمہیں ضائع کیا ہے یا ہم تیری بات کا بھرم رکھتے ہوئے تیرے حق کی رعایت کے لئے کھڑے ہوئے ہیں؟ تو یہ کہا کرتا تھا: انہوں نے مجھے ضائع کر دیا، حالانکہ جوانوں کو ضائع نہیں کیا جاتا تو اس جوان نے عرض کیا: نہیں۔ اللہ کی قسم! آپ نے مجھے ضائع نہیں کیا بلکہ میری حفاظت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمسائیگی کی بہترین جزادے اور میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ کی رضا کے لئے توبہ تائب ہوتا ہوں۔
کہتے ہیں: کہ اس کے بعد یہ شخص حضرت الامام کی صحبت میں رہا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مرتے دم تک مشغول رہا۔ (۹۲)

(۹۲) تاریخ بغداد خطیب بغدادی جلد ۱۳ صفحہ ۳۶۲۔۳۶۳ معمولی اختلاف کے ساتھ۔

غیبت اور چغل خوری

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

((یا أبا هریرة، إن أحببت أن یُفشی لک اللهُ الثّناءَ الحسن الجمیل فی الدّنیا والآخرة، فکفّ لسانک عنِ المسلمین)) (۹۳)۔

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! اگر تم پسند کرتے ہو کہ دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ تمہاری حسین وجمیل تعریف کی شہرت کرے تو اپنی زبان کو مسلمانوں (کی بدگوئی) سے بند رکھو۔

(فائدہ) یہ حدیث ان مذکورہ الفاظ کے ساتھ کسی کتاب میں نہیں ملی۔ مسند الفردوس دیلمی میں یہ الفاظ ہیں:

(یا أبا هریرة: إن أحببت أن لا توقف علی الصراط طرفة عین حتی تدخل الجنة، فکن خفیف الظهر من دم المسلمین وأعراضهم وأموالهم).

ترجمہ: اے ابو ہریرہ! اگر تم پسند کرتے ہو کہ پل صراط پر ایک پل بھی نہ رکو اور سیدھے جنت میں داخل ہو جاؤ تو اپنی پشت کو مسلمانوں کے خون، ہتک عزت اور مالوں سے ہلکا رکھو۔ (امداد اللہ)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

(۹۳) مسند الفردوس (حدیث نمبر ۸۳۹) جلد ۵ صفحہ ۳۴۷

(ما صامَ مَنْ ظَلَّ يأكُلُ لحومَ النَّاس) (۹۴).

ترجمہ:۔ جو آدمی لوگوں کے گوشت کھاتا رہے (یعنی غیبت کرتا رہے) اس کا روزہ (کامل) نہیں ہوتا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أبغضُ عبادِ الله إلى الله كلُّ طعان لعَّانٍ (۹۵).

اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ کے بندوں میں ہر طعن تشنیع اور لعنت ملامت کرنے والا شخص زیادہ مبغوض (زیادہ نفرت والا) ہے۔

غلط نام سے بلانا

حضرت سعید بن عامرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

منْ دعا رجلاً بغيرِ اسمِه لعنته الملائكة (۹۶).

ترجمہ:۔ جو آدمی کسی کو غلط نام سے بلاتا ہے (اللہ کے) فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔

ناکردہ نیکیاں اعمالنامہ میں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(إنَّ العبدَ يُعطى كتابَه يومَ القيامة فيرى فيه حسناتٍ لم يكُن عملها قطُّ فيقولُ: يا ربِّ مِنْ أينَ هذه الحسناتُ؟ فيقول: باغتياب النَّاس فيكَ وأنت لا تعلم) (۹۷).

---

(۹۴) ابن ابی شیبہ ۳/۴، مسند طیالسی (حدیث نمبر ۲۱۰۷)، ابونعیم ۲/۳۰۹۔ زیلعی نصب الرایہ ۲/۴۸۲ وقال وورد فی ذلک احادیث کلہا مدخولۃ ای لا تصح۔

(۹۵) کتاب الزہد ابن المبارک (حدیث نمبر ۶۸۰) از حضرت ابن عمرؓ۔

(۹۶) عمل الیوم واللیلہ ابن السنی (حدیث نمبر ۳۹۴) از حضرت عمیر بن سعدؓ بضعف

(۹۷) معرفۃ الصحابہ ابونعیم، خرائطی مساوی الاخلاق (حدیث ۱۹۷) از حضرت ابو ہریرہؓ کذا فی کنز العمال ۳/۵۹۰

ترجمہ:۔ قیامت کے دن انسان کو اس کا اعمال نامہ ملے گا تو اس میں کچھ ایسی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا، جس کو اس نے کیا نہیں ہوگا تو وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! یہ نیکیاں کہاں سے آئی ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ لوگوں نے تیری غیبت کی تھی، جس کا تجھے علم نہیں ہے (یہ اس کے بدلہ کی ان کی نیکیاں ہیں)

رحمت سے محروم مجلس

(مشہور بزرگ) حضرت حاتم اصمؒ فرماتے ہیں: جب تین چیزیں کسی مجلس میں پائی جائیں تو وہاں پر رحمت نازل نہیں ہوتی۔ (۱) دنیا کا ذکر (۲) ہنسنا (۳) لوگوں کی بدگوئی۔

چغل خوری کے نقصانات

سن لو! اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے۔ چغل خوری دین ودنیا کو خراب کر دیتی ہے، دلوں کو بدل دیتی ہے۔ بغض کو پیدا کرتی ہے، خون کراتی اور تفرقہ پھیلاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ﴿١٠﴾ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ﴿١١﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ﴿١٢﴾ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ﴾ (القلم: ۱۰ ـ ۱۳)

ترجمہ:۔ اور آپ ایسے کسی شخص کا کہا مت مانیں جو بہت قسمیں کھانے والا ہے، بے قدر ہے، طعنے دینے والے کا، چغل خور کا، نیک کام سے روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، بڑا گناہ گار، اجڈ، ان سب کے پیچھے بدنام (بھی) ہو۔

غیبت اور بہتان کیا ہیں؟؟؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبت کے متعلق سوال کیا گیا کہ یہ کیا شے ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:

(أن تذكرَ أخاكَ بما فيه وهو غائبٌ عنك، وإن ذكرته بما ليس فيه، فقد بهتَّهُ) (۹۸).

ترجمہ:۔ تو اپنے بھائی کی اس کی غیر موجودگی میں وہ بات ذکر کرے جو اس میں (واقعی طور پر) موجود ہو (تو یہ غیبت ہے)، اور اگر اس کے متعلق کوئی ایسی بات ذکر کرے، جو اس میں نہ ہو تو تو نے اس پر الزام لگایا (اور یہی بہتان ہے)

چغل خور بدترین لوگ ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(شرُّ عبادِ الله: المشَّاؤون بالنَّميمة، المفرِّقون بين الأحِبَّة). (۹۹).

ترجمہ:۔ اللہ کے بندوں میں بدترین لوگ چغل خوری کرنے والے۔ دوستوں کے درمیان جدائی ڈالنے والے ہیں۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(ولا يدخل الجنَّةَ قتات) (۱۰۰).

---

(۹۸) مسلم (حدیث ۲۵۸۹)، ابوداؤد (۴۸۷۴)، ترمذی (۱۹۳۴)، از حضرت ابو ہریرہؓ۔

(۹۹) مسند احمد ۴/ ۲۲۷ از حضرت عبدالرحمن بن غنمؓ۔ شعب الایمان بیہقی از ابن عمرؓ۔ ابن ابی الدنیا کتاب الصمت (۲۵۵)، الغیبہ والنمیمہ (۱۱۷) از حضرت ابو ہریرہ۔ مسند احمد ۴۵۹/۲۔ ابن ابی الدنیا کتاب الصمت (۲۵۷)، الغیبہ (۱۱۹)، معجم کبیر طبرانی ۲۴/ ۱۶۷۔ ۱۶۸ از حضرت اسماء بنت یزید، مجمع الزوائد ۸/ ۹۳۔

(۱۰۰) بخاری ۸/ ۲۱، مسلم کتاب الایمان ب ۴۵ (حدیث ۱۶۹۔ ۱۷۰)، ابو داؤد (حدیث ۴۸۷۱)، ترمذی (۲۰۲۶)، نسائی ۸/ ۳۱۸، مسند احمد ۳۸۲/۵۔ ۳۸۹۔ ۳۹۷۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴، بیہقی ۸/ ۱۶۶۔ ۱۰/ ۲۴۷، طبرانی صغیر ۱/ ۲۰۳، ابن ابی شیبہ ۹/ ۹۱، الادب المفرد (حدیث ۳۲۲)، ابوعوانہ ۱/ ۳۱۔ ۳۲، جامع مسانید الامام ابی حنیفہ ۱/ ۱۱۰، شرح السنہ ۱۳/ ۱۴۷، طبرانی کبیر ۳/ ۱۸۶، اتحاف السادہ ۶/ ۲۵۵۔ ۵۶۷، تفسیر زاد المسیر ۸/ ۳۳۲، مشکوٰۃ المصابیح (حدیث ۴۸۲۳)، امالی الشجری ۱/ ۳۴، تخریج عراقی ۲/ ۱۹۳۔ ۳/ ۱۵۱۔ ۱۵۳، ابن عساکر ۱/ ۲۰۵، فتح الباری ۱۰/ ۴۷۲، حلیہ ۴/ ۱۷۹، طبقات اصفہان ۱/ ۱۳۔ ۸۴، تاریخ بغداد ۱/ ۲۶۳۔ ۱/ ۲۴۷ (موسوعہ اطراف الحدیث)۔

ترجمہ:۔ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔

چغل خور پر آگ اور سانپ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مَنْ مشی بین اثنین بالنَّمیمة، سلّطَ اللہ علیه ناراً فی قبره تحرقه إلی یوم القیامة. وحیةً تنهشُهُ حتی یدخل النار)

ترجمہ:۔ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان چغل خوری کرے گا اللہ اس پر اس کی قبر میں ایک آگ مسلط کریں گے جو اس کو قیامت تک جلاتی رہے گی اور (قبر میں ایک) سانپ (مسلط) کریں گے جو اس کو ڈستا رہے گا حتی کہ دوزخ میں لے جائے گا۔

(فائدہ) ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ ۲/۳۱۴ میں مسند الفردوس دیلمی کے حوالہ سے اس طرح سے نقل کیا ہے:

(من مشی بالنمیمة بین العباد، قطع اللہ له نعلین من نار یغلی منهما دماغه)

ترجمہ:۔ جو آدمی لوگوں کے درمیان چغل خوری کرتا پھرتا ہو اللہ تعالیٰ اس کے لئے (دوزخ میں) آگ کے دو جوتے تیار کریں گے جن (کے پہنائے جانے) سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔ (حاشیہ بحر الدموع)

دو شخصوں میں دشمنی ڈالنے کی سزا

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(من ألقی بین اثنینِ عَداوةً فلیتبوأ مقعده من النار، ومن أصلح بینهما، فقد وجبت له علی اللہ الجنة)

ترجمہ:۔ جو شخص دو آدمیوں کے درمیان دشمنی ڈالے گا وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانہ بنالے اور جو شخص دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائے گا اس کے لئے اللہ

تعالیٰ پر جنت میں داخل کرنا لازم ہو جاتا ہے۔

تیرے پاس چغلی لانے والا تیری بھی چغلی کھاتا ہے

ایک دانش مند کہتے ہیں: چغل خوری دلوں میں بغض ڈالتی ہے، جس نے تجھے چغلی کی تجھے (منہ پر) گالی دی جو تیری طرف چغلی لاتا ہے وہ تیری بھی چغلی کھاتا ہے۔ چغل خوری کرنے والا جس کو چغلی لگاتا ہے اس کے لئے جھوٹ بولتا ہے اور جس کی چغلی کھاتا ہے اس کی خیانت کرتا ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے:

احفَظْ لسانَک لا تُؤذی به أحداً

مَنْ قال فی النّاس عیباً قیل فیه بمثله

اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اس سے کسی کو ایذاء نہ دے۔ جو آدمی لوگوں کا عیب کہتا ہے، اس کا عیب بھی کہا جاتا ہے۔

دیہاتی عورت کی بیٹے کو نصیحت

امام اصمعی فرماتے ہیں: میں نے ایک دیہات کی عورت کو دیکھا، جو اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی: اے بیٹے! میں تجھے اپنی نصیحت کا تحفہ دیتی ہوں، (عمل کی) توفیق اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ چغل خوری سے بچ، یہ دو قبیلوں کے درمیان دشمنی کو بھڑکاتی ہے، دوستوں کے درمیان جدائی ڈالتی ہے۔ اپنے آپ کو عیب جوئی سے بچا، ورنہ تیرے بھی عیب تلاش کئے جائیں گے۔ عبادت میں ریاکاری سے اور مال میں بخل سے بچ اور اپنے آپ کو غیر کی مثال دے۔ پس جس شے کا تو لوگوں سے طالب ہے تو بھی وہی کر، اور جس کو ان سے برا جانے، اس سے باز رہ، کیونکہ آدمی خود اپنے عیب نہیں دیکھتا۔ اس کے بعد وہ دیہاتن خاموش ہو گئی۔

تو میں نے کہا: اے دیہاتن! تجھے اللہ کی قسم! کچھ اور نصیحت کرو۔
تو اس نے کہا: اے شہری! تجھے دیہات کی بات اچھی لگی ہے؟
میں نے کہا: ہاں۔ اللہ کی قسم!۔
تو اس نے کہا: اے بیٹے! اپنے آپ کو دھوکہ بازی سے بچا' کیونکہ تو لوگوں سے جتنے معاملات کرتا ہے یہ ان میں سب سے برا ہے۔ سخاوت' علم' تواضع اور حیا کو جمع کر۔ اب میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں۔ وعلیک السلام۔

غیبت کتنا بڑا گناہ ہے

جان لو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے' غیبت اسلام میں تیس زناؤں سے بڑھ کر ہے۔
(فائدہ) اس قسم کی بات سود کے متعلق امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت اور کتاب الغیبت میں نقل کی ہے کہ سود گناہ کے لحاظ سے ۳۶ زناؤں کے برابر ہے اور سود کے گناہ سے بڑھ کر مسلمان آدمی کی آبروریزی ہے۔ (۱۰۱) (اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ فرمائے) امداد اللہ۔

غیبت سے وضو اور روزہ نہیں رہتا

بعض اہل علم فرماتے ہیں: کہ غیبت وضو کو اور روزہ کو توڑ دیتی ہے (۱۰۲)
بعض فقہاء غیبت کرنے سے دوبارہ وضو کیا کرتے تھے۔

نیکیاں دائیں بائیں پھینکنے والا

کہا گیا ہے کہ غیبت کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے جھولا لگایا ہوا

---

(۱۰۱) کتاب الصمت (حدیث نمبر ۱۷۶) الغیبت (حدیث نمبر ۳۶) مستدرک حاکم ۲/۳۷ وفیہ ثلاثۃ وسبعون بابا وصححہ علی شرط الشیخین ووافقہ الذھبی
(۱۰۲) مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۱۳۲' کتاب الصمت ابن ابی الدنیا (حدیث نمبر ۲۶۲)' کتاب الزہد ھناد بن سری ۲/۱۷۵

ہو اور اس سے اپنی نیکیاں دائیں بائیں اور مشرق و مغرب میں پھینک رہا ہو۔

دشمن پر مدد

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ میں تیرے دشمن کے خلاف تیری مدد کروں؟ انہوں نے پوچھا: کیسے؟ فرمایا: مسلمانوں سے تجھے غیبت سے بچا کر۔

سب سے آخر میں جنت میں یا سب سے پہلے دوزخ میں

جو آدمی غیبت اور چغل خوری سے توبہ کر کے فوت ہوا' وہ آخر میں جنت میں جانے والوں میں سے ہوگا اور جو ان میں ملوث ہو کر فوت ہوا' وہ سب سے پہلے دوزخ میں داخل ہوگا۔ (۱۰۳)

بدگوئی' جاسوسی اور غیبت نہ کرنا اللہ کو زیادہ پسند ہے

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اے میرے پروردگار! آپ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے سلیمان! دس خصلتیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ میرے بندوں میں سے کسی کو خیر کے بغیر ذکر نہ کر اور کسی کی غیبت نہ کر' نہ کھوج لگا

تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: اے رب! مجھ سے باقی سات کو بیان نہ کریں' مجھے ان (تین) نے پریشان کر دیا ہے۔ (۱۰۴)

تین وجہ سے عذابِ قبر

حضرت عطاء سلمیؒ فرماتے ہیں: عذاب قبر تین طرح پر ہے' ایک تہائی پیشاب

(۱۰۳) احیاء العلوم غزالی ۳/۱۴۳

(۱۰۴) کتاب الزہد ابن مبارک (۱۷۴)' کتاب الصمت ابن ابی الدنیا (۲۴۱)

(سے پرہیز نہ کرنے) سے ایک تہائی غیبت کرنے سے اور ایک تہائی چغل خوری کرنے سے (۱۰۵)

برادر گرامی! اپنے آپ کو لوگوں کی عزتیں اچھالنے سے بچاؤ اور اللہ تعالیٰ نے جس کسی کا عیب چھپایا ہے، تم بھی اس کی غیبت نہ کرو۔ اللہ جل جلالہ اس کے گناہ سے بخوبی واقف ہے۔ اگر چاہے تو اس کو تباہ کر دے اور اپنا انتقام لے لے۔

اندھے بچے کی حکایت

بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک نہر سے گزرے، جس میں بچے کھیل رہے تھے۔ ان کے ساتھ ایک اندھا بچہ بھی تھا جس کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ دوسرے بچے اس کو پانی میں غوطے دیتے اور ادھر ادھر بھاگ جاتے اور وہ ان کو تلاش کرتا، لیکن کامیاب نہ ہوسکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے معاملہ میں سوچ میں پڑ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ وہ اس کی بینائی واپس کر دے اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک جیسا کر دے۔

اس کو بینائی مل گئی۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں اور ان کو دیکھا تو ایک پر جمپ لگایا اور لپٹ گیا اور اس کو غوطے دے دے کر قتل کر ڈالا، پھر دوسرے کو پکڑا اور اس کو بھی چمٹ گیا۔ اس کو بھی اسی طرح سے مار دیا اور باقی بچے (خوفزدہ ہو کر) بھاگ گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو حیران ہوئے اور التجا کی: اے الٰہی وسیدی ومولائی! آپ اپنی مخلوق کو بہتر جانتے ہیں پھر انہوں نے اپنے پروردگار سے درخواست کی کہ اس کو ویسے ہی کر دیں جیسے پہلے تھا، تاکہ اور بچے اس کے فتنہ سے محفوظ رہ سکیں۔

---

(۱۰۵) کتاب الصمت ابن ابی الدنیا (۱۹۰) از حضرت قتادہ بن دعامہ سدوسیؒ۔

تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: کہ میں نے آپ کو بتلایا تھا اور آپ نے میرے حکم اور تدبیر کا سامنا کیا ہے۔

تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سجدہ میں گر گئے۔

بس جان لو! اس عالم میں جو بھی کام ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ کا اس میں حکم اور تدبیر ہوتی ہے۔

بلا توبہ گناہ گار مرنے والوں کا قیامت میں عذاب

ایک بزرگ فرماتے ہیں: جب قیامت کا دن ہوگا' وہ لوگ اکٹھے ہوں گے جو خدا کی نافرمانی میں مجمع لگاتے اور گناہوں میں باہمی مدد کرتے تھے۔ ان کو گھٹنوں کے بل گرایا جائے گا۔ یہ ایک دوسرے کو کتوں کی طرح کاٹیں گے اور نوچیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا سے بغیر توبہ کے فوت ہوئے ہوں گے۔

قبر میں غیبت اور چغلی زیادہ سخت ہے

حضرت فقیہ ابو الحسن علی بن فرحون قرطبی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب ''الزاہر'' میں فرماتے ہیں: میرے ایک چچا تھے جو سن ۵۵۵ (ہجری) میں فاس شہر میں فوت ہوئے۔ میں نے ان کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ میرے گھر میں آئے ہیں۔ میں ان کے لئے اٹھا اور دروازہ کے پاس ملاقات کی اور سلام کیا۔ وہ اندر آئے تو میں بھی ان کے پیچھے پیچھے اندر آ گیا' جب وہ گھر کے وسط میں پہنچے تو دیوار کی ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور میں ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے ان کو کمزور اور اڑے ہوئے رنگ میں دیکھا تو ان سے کہا: اے چچا جان! آپ کو اپنے پروردگار سے کیا ملا؟

فرمایا: مہربان سے کیا ملا کرتا ہے؟ اے بیٹے! ہر شے سے چشم پوشی فرمائی ہے' غیبت سے نہیں۔ میں نے جب سے دنیا چھوڑی ہے' اب تک اس میں بندھا ہوا ہوں۔ اب تک اس سے درگزر نہیں ہوا۔ اے بیٹے! میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں

اپنے آپ کو غیبت (گلہ شکوہ) اور چغل خوری سے بچانا۔ میں نے آخرت میں غیبت سے زیادہ پکڑ اور مواخذہ والی اور کوئی شے نہیں دیکھی۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

اشعار:

يَـمُـوت كـلُّ الأنـام طُـرًّا مِـنْ صـالـحٍ كـانَ أو خَبِيث

فـمسـتـريـحٌ وَ مسـتـراح منه كما جاءَ في الحديث (۱۰۶)

ترجمہ:۔

(۱) ہر انسان نے مرنا ہے‘ چاہے وہ نیک ہو یا گناہ گار۔

(۲) یا تو وہ راحت میں رہے گا یا اس (کی موت) سے (لوگ) راحت پائیں گے‘ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

(فائدہ از محشی) یہ مذکورہ دونوں شعر ابوالحسن علی بن عبدالغنی قیروانی حصری کے ہیں‘ جن میں انہوں نے اس حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے ارشاد فرمایا: (مستريح أو مستراح منه) (۱۰۷)۔

ترجمہ:۔ یا یہ دنیا چھوڑ کر راحت میں منتقل ہوا ہے یا اس کے دنیا چھوڑنے سے لوگ راحت میں ہیں۔ (مجمع بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)

نیکیاں غائب

حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روز قیامت آدمی کو لایا جائے گا اور اس کا اعمال نامہ پیش کیا جائے گا‘ وہ اس میں نہ تو اپنی نمازیں دیکھے گا نہ روزہ اور نہ دوسرے نیک اعمال‘ تو عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! یہ میرا

(۱۰۶) نفح الطیب للمقری ۲/۳ ۱۵۴ ۱۱۱ از دھار فیما عقدہ الشعراء من الآثار امام سیوطی ص ۸۰

(۱۰۷) بخاری شریف (حدیث نمبر ۶۵۱۲‘ مسلم شریف (حدیث ۹۵۰)

اعمال نامہ تو نہیں ہے۔ میری تو بہت سی نیکیاں تھیں جو اس میں نہیں ہیں تو اسے بتایا جائے گا تیرا رب بھولتا بھٹکتا نہیں ہے۔ تیرے نیک اعمال لوگوں کی غیبت کرنے سے برباد ہو گئے ہیں۔

نصیحت

اے بھائی! خود کو غیبت اور چغل خوری سے محفوظ رکھ' یہ دونوں تیرے دین کا نقصان کر رہی ہیں۔ نیک لوگوں کے عمل کو مٹا رہی ہیں اور مسلمانوں کے درمیان عداوت ڈال رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں سے محفوظ فرمائے۔

(آمین)



غیبت

مسلمان کی تین چیزیں حرام ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(إنَّ اللہ تعالیٰ حرّم مِن المسلم دمه وماله وعِرْضه) (۱۰۸).

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کا (ناحق) خون کرنا' اس کا (ناجائز طور پر) کا مال لینا اور اس کی آبرو ریزی کرنا حرام قرار دیا ہے۔

غیبت جس طرح زبان سے حرام ہے' دل میں بھی حرام ہے۔ اگر ناواقفیت ممکن نہ ہو اور جاننے کی مجبوری ہو تو حرام نہیں ہے۔

غیبت کی تعریف

غیبت کی تعریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ: اپنے بھائی (مسلمان) کو اس طرح یاد کرنے کہ اس کو علم ہو یا اس کو خود سنے تو برا لگے (۱۰۹) اگرچہ تو درست کہہ رہا ہو' چاہے تو اس کی ذات کا نقصان بیان کرے یا عقل کا' یا کپڑے کا' یا کام کا' یا بات کا' یا دین کا' یا گھر کا' یا اس کی سواری کا' یا اس کی اولاد کا' یا اس کے غلام کا (اور نوکر کا) یا باندی (اور نوکرانی) کا' یا کسی ایسی چیز کا جو اس کے متعلق ہے۔ حتیٰ کہ تیرا یہ کہنا کہ وہ لمبی آستین والا ہے' لمبے

(۱۰۸) مسلم حدیث نمبر (۲۵۶۴) از حضرت ابو ہریرہؓ بلفظہ

(۱۰۹) مسلم حدیث (۲۵۸۹) 'ابوداؤد (۴۸۷۴) 'ترمذی (۱۹۳۴) از حضرت ابو ہریرہؓ

دامن والا ہے (یہ بھی غیبت میں داخل ہے)۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک آدمی کا ذکر ہوا تو کہا گیا: یہ شخص کتنا عاجز ہے تو حضورؐ نے فرمایا: تم نے اس کی غیبت کی ہے۔ (۱۱۰)

معمولی سے اشارہ کی ممانعت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا اور کہا: وہ اتنی اور اتنی ہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ مقصد یہ تھا کہ وہ چھوٹے قد کی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! تو نے اس کی غیبت کی ہے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا: اے رسول اللہ! کیا وہ چھوٹے قد کی نہیں ہے؟ فرمایا: تو نے اس کی قابل اعتراض بات کا ذکر کیا ہے۔ (۱۱۱)

غیبت کیسے کیسے ہوتی ہے؟

غیبت صرف زبان سے نہیں ہوتی، بلکہ ہر وہ طریقہ جس سے مذکورہ آدمی کی ہتک ہوتی ہو، اگر اس کو وہ شخص سن لے یا اس کو پہنچے چاہے ہاتھ سے یا پاؤں سے یا اشارہ سے یا حرکت سے یا ڈھال کر بات کرنے سے یا بطور حکایت یہ سب غیبت ہے۔

غیبت کی مذمت

اللہ تعالیٰ نے غیبت کے معاملہ کو بڑی اہمیت دی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضاً أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتاً فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (الحجرات: ۱۲)۔

---

(۱۱۰) الصمت حدیث (۲۰۶)، از حضرت ابن عمروؓ، زہد ابن مبارک، غیبت ابن ابی الدنیا (حدیث ۲۷)، معجم کبیر طبرانی ۳۹/۲، وضعفہ فی مجمع الزوائد ۹۴/۸

(۱۱۱) مسند احمد ۱۹۸/۶، ابوداؤد (حدیث ۴۸۷۵)۔ ترمذی (حدیث ۲۵۰۲) حدیث صحیح۔

ترجمہ:۔ اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔ اس کو تو تم ناگوار سمجھتے ہو اور ارشاد فرمایا:

﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ (الهمزة : ١)

ترجمہ:۔ بڑی خرابی ہے، ہر اس شخص کیلئے جو پس پشت عیب نکالنے والا ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد لوگوں میں طعن تشنیع کرنے والا مراد ہے۔ یہی شخص لوگوں کے گوشت کھاتا ہے۔ (۱۱۲)

غیبت کرنے والے اپنے منہ نوچیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مررتُ ليلةَ أسرىَ بى على قومٍ يخمشُون وجوههم بأظفارهم، فقيل لى: هؤلاءِ الَّذين يغتابون الناس) (۱۱۳)

ترجمہ:۔ میں معراج کی رات ایک قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے چہروں کو اپنے ناخنوں سے نوچ رہے تھے، مجھے بتایا گیا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کیا کرتے تھے۔

غیبت نیکیوں کو کتنا جلدی کھاتی ہے؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(ما النّارُ فى اليَبَسِ بأسرعَ مِن الغيبةِ فى حسناتِ العبدِ) (۱۱۴)

---

(۱۱۲) از مجاہد: زہد وکیع (حدیث نمبر ۴۳۹)، زہد ھناد بن سری (حدیث ۱۲۱۵)، الصمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۱۸۵)، غیبت ابن ابی الدنیا (حدیث ۴۷)، درمنثور سیوطی ۳۹۲/۶

(۱۱۳) از حضرت انس بن مالک مسند احمد ۲۲۴/۳، ابوداؤد (حدیث ۴۸۷۸)، صمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۱۶۵)، غیبت (حدیث ۲۶)۔

(۱۱۴) احیاء العلوم ۱۲۹/۳ قال عراقی لم اجد لہ اصلا۔ ابن ابی الدنیا صمت (۱۹۲)، الغیبت از قول حضرت حسن بصری لیکن اس کی سند میں داؤد بن محبر متروک راوی ہے۔

ترجمہ:۔ آگ اتنا جلدی خشک لکڑیوں کو نہیں لگتی، جتنا جلدی غیبت انسان کی نیکیوں کو لگتی ہے۔

جن سے حضرت عبدالملک بن حبیب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذ سے کہا: اے معاذ! مجھے ایک حدیث بیان کرو۔ جس کو آپ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو تو انہوں نے کہا:

قال لی رسول الله ﷺ: (یا معاذ إنّی أحدّثک حدیثاً، إنْ أنتَ حفظتَه، نفعکَ الله، وإنْ ضیَّعته ولم تحفَظْهُ، انقطعتْ حجَّتُک عند الله یومَ القیامةِ.

یا معاذُ: الله خلقَ سبعةَ أملاکٍ قبلَ أن یخلُقَ السماواتِ والأرضَ، فجعلَ لکلِّ سماءٍ ملکاً بوّاباً علیها، فتصعَدُ الحفَظَةُ بعملِ العبدِ مِنْ حینِ یُصبِحُ إلی حین یمسی، له نورٌ کنورِ الشّمس، حتّی إذا بلغت به إلی سماءِ الدُّنیا، فُتزکّیه وتکثِّرُه، فیقول الملَکُ الموکَّلُ بها للحفظةِ: اضرِبُوا بهٰذا العملِ وجهَ صاحبِهِ، أنا صاحبُ الغیبةِ، أمرنی ربّی أن لا أدَعَ عملَ مَنِ اغتابَ الناس یجاوزُنی إلی غیری.

ثمَّ تأتی الحفظةُ بعملٍ صالحٍ مِنَ العبدِ، فتزکّیه وتکثّره، حتی تبلُغَ به إلی السَّماءِ الثانیة، فیقولُ لهم الملکُ الموکّلُ بها: قفوا واضرِبُوا بهٰذا العمل وجه صاحبِهِ، إنّه أرادَ بهٰذا العملِ عَرَضَ الدُّنیا، أمرنی ربّی أن لا أدَعَ عملَه یجاوزُنی إلی غیری، إنّه کان یفتخِرُ علی النّاس فی مجالسهم.

قال: وتصعدُ الحفظَةُ بعمل العبد یبتهجُ نوراً مِنْ صدقةٍ وصیامٍ، وقد أعجبَ الحفَظَةَ، فیجاوزون به إلی السَّماءِ الثّالثهِ، فیقولُ لهم المَلکُ الموکّلُ بها: قفوا واضربوا بهٰذا العملِ

وجهَ صاحِبِه، أنا ملَكُ الكِبْرِ، أمرني ربّي أن لا أدعَ عملَه يجاوزني إلى غيري، إنّه كان يتكبّرُ على الناسِ.

قال: وتصعدُ الحفظةُ بعملِ العبدِ يزهر كما يزهر الكوكبُ الدُّري وله دَوِيٌ مِنْ صلاةٍ وتسبيحٍ وحَجٍّ وعُمرةٍ، حتى يجاوزوا به إلى السَّماءِ الرَّابعة، فيقول لهمُ المَلكُ الموكَّلُ بها: قفوا واضرِبُوا بهٰذا العمل وجهَ صاحبه ظاهره وباطِنه، أنا صاحبُ العُجُبِ، أمرني ربّي أن لا أدعَ عمله يجاوزُني إلى غيري، إنّه كان إذا عمل عملاً أدخل العجُبَ فيه.

قال: وتصعَدُ الحفَظَةُ بعمل العبد مِنْ صوم وصلاةٍ وصدقةٍ وزكاةٍ وحج وعمرة، حتّى يجاوزوا بها إلى السَّماء الخامسة كأنه العروس المزفوفة، فيقول لهم الملَكُ الموكَّلُ بها: قفوا واضربُوا بهٰذا العمل وجهَ صاحبه، واحملوه على عاتقه، أنا ملَكُ الحسدِ، إنّه كان يحسُدُ مَنْ يتعلَّمُ، ولا يعمل بمثل عمله، وكلُّ مَنْ كان يأخُذُ فضلاً مِنَ العبادةِ كان يحسُدُه، أمرني ربّي أن لا أدعَ عملَه يجاوزُني إلى غيري.

قال: وتصعدُ الحفَظَةُ بعملِ العبد مِنْ صلاة وزكاة وحجّ وعمرة وصيام، فيجاوزون به إلى السَّماءِ السَّادسة، فيقولُ لهمُ المَلكُ: قفوا واضربوا بهٰذا العمل وجه صاحبه، إنّه كان لا يرحَمُ إنساناً ولا مسكيناً مِنْ عبادِ الله تعالىٰ قطُّ إذا أصابه بلاءٌ أو ضُرٌّ، بل كان يَشْمَتُ به، أنا ملَكُ الرَّحمةِ، أمرني ربّي أن لا أدعَ عملَه يجاوزُني إلى غيري.

قال: وتصعد الحفظَةُ بعملِ العبد مِنْ صلاة وصوم ونفقة وجهاد وورَع، له دويٌّ كدويِّ النّحل، وضَوْءٍ كضَوْءِ الشَّمس، ومعه ثلاثةُ آلافِ ملَكٍ، فيجاوزون به السَّماءَ السَّابعةَ، فيقول لهم المَلَكُ الموكَّلُ بها: قفوا واضربوا بهٰذا العملِ وجهَ

صاحبه، واقفلوا على قلبه، إنّى أحجبُ عن ربّى كلَّ عملٍ لم يُرَدْ به ربّى، إنّما أراد بعمله رفعةً عند الفقهاء، وذِكراً عندَ العلماء، وصيتاً فى المدائن، أمرنى ربّى أن لا أدعَ عملَه يجاوزُنى إلى غيرى، وكلُّ عملٍ لم يكنْ لوجه الله خالصاً فهو رياء، ولا يقبل الله عملَ المرائى.

قال: وتصعدُ الحفظَةُ بعمل العبد مِنْ صلاة وزكاة وعمرة وخُلُقٍ حسنٍ وصمت، وذكر الله تعالى، فتشيّعُه ملائكةُ السماوات السَّبعِ، حتى يقطعوا الحُجُبَ كُلَّها، ويقفوا بين يدى الله تعالى، ويشهدوا له بالعمل الصَّالح لله تعالى، فيقول لهم: أنتُمُ الحفَظَةُ على عبدى، وأنا الرَّقيبُ على قلبه، إنَّه لم يُرِدْنى بهذا العمل، وأرادَ به غيرى، فعليه لعنتى ولعنةُ أهلِ السَّماوات والأرض، فتقولُ الملائكةُ كلُّها: عليه لعنتُك ولعنتُنا، وتقولُ السماوات كلُّها: عليه لعنةُ الله ولعنتنا، وتلعنه السماوات السَّبعُ ومَنْ فيهنَّ).

قال معاذ: قلتُ: يا رسولَ الله، أنتَ رسولُ الله، وأنا معاذُ قال: (اقْتَدِ بى، وإن كان فى عملك نقصٌ، يا معاذ، احفظْ لسانَك مِنَ الوقيعةِ فى إخوانك مِنْ حملةِ القُرآن، واحمِلْ ذُنوبَك، ولا تحملها عنهم، ولا تُزَكِّ نفسك بذمِّهم، ولا تُوقِعْ نفسك عليهم، ولا تُدخِلِ الدُّنيا فى عمل الآخرة، ولا تتكبَّر فى مجلسك لكى يحذر النَّاسُ مِنْ سوء خلقك، ولا تُمازِحْ رجلاً وعندك آخر، ولا تتعاظَمْ على النَّاس (فتقطع عنك خيراتِ الدنيا والآخرة)، ولا تُمزِّقْ لحومَ النَّاس بلسانك، فتمزِّقُك كلابُ النَّار يومَ القيامة فى النَّار، قال الله تعالى: ﴿وَالنّٰشِطٰتِ نَشْطاً﴾ (النازعات: ٢) هل تدرى ما هُنَّ يا معاذ؟) قلت: ما هن بأبى أنتَ وأمى يا رسول الله؟ قال: (كلاب

من نار تنشط العظم واللحم). (قال: قلت: يا رسول الله)، من يطيق هذه الخصال، ومن ينجو منها؟ قال: معاذ، إنه يسيرٌ على مَنْ يسَّره الله تعالى عليه).

قال: فما رأيت أحداً أكثر تلاوة للقرآن من معاذ لهذا الحديث

مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے معاذ! میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں۔ اگر تم اس کو یاد رکھو گے اللہ تعالی تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ اگر اس کو ضائع کرو گے اور یاد نہیں رکھو گے اللہ تعالی قیامت کے دن تمہاری بات قائم نہیں رہنے دیں گے۔

اے معاذ! اللہ تعالی نے آسمان اور زمین پیدا کرنے سے پہلے سات فرشتے پیدا کئے تھے پھر ہر آسمان کے لئے (ان میں سے) ایک ایک فرشتہ کو دربان بنایا، پس کراماً کاتبین صبح و شام بندہ کے عمل کے ساتھ اوپر جاتے ہیں۔ اس عمل کا سورج کی طرح کا ایک نور ہوتا ہے۔ اس کو لے کر کے پہلے آسمان تک پہنچتا ہے اور اس کو پاکیزہ اور بڑا عمل سمجھتا ہے تو وہاں کا ایک ذمہ دار فرشتہ کراماً کاتبین کو کہتا ہے: اس عمل کو عامل کے منہ پر مار دو، میں غیبت کا فرشتہ ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے، لوگوں کی غیبت کرنے والے کے عمل اپنے سے آگے نہ جانے دوں۔

اس کے بعد کراماً کاتبین بندہ کے نیک عمل کے ساتھ آتے ہیں، اس کو پاکیزہ اور بڑا سمجھ رہے ہوتے ہیں۔ جب یہ دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو اس کا متعلقہ فرشتہ کہتا ہے۔ ٹھہرو! اس عمل کو اس کے کرنے والے پر مار دو۔ اس نے یہ عمل دنیا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے۔ میں اس کا ایسا کوئی عمل نہ چھوڑوں جو مجھ سے گزر کر اگلے فرشتہ تک پہنچے۔ یہ شخص لوگوں کے پاس ان کی مجلسوں میں فخر کیا کرتا تھا۔

فرمایا: کہ یہ کراماً کاتبین بندہ کا صدقہ اور روزہ لے کر چڑھتے ہیں، جس سے نور پھوٹتا ہوتا ہے اور کراماً کاتبین اس کو بہت پسند کر رہے ہوتے ہیں۔ اس عمل کو لے کر کے یہ تیسرے آسمان سے گزرنا چاہتے ہیں تو وہاں کا نگران فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو! یہ عمل اس کے کرنے والے پر مار دو۔ میں تکبر کا فرشتہ ہوں، میرے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے: کہ اس کا کوئی عمل ایسا نہ چھوڑوں جو مجھ سے گزر کر اگلے فرشتہ تک پہنچے۔ یہ شخص لوگوں کے سامنے تکبر کرتا تھا۔

فرمایا: اور کراماً کاتبین بندہ کا چمکدار ستارے کی طرح کا چمکتا ہوا عمل لے کر کے اوپر کو چڑھتے ہیں، حتیٰ کہ چوتھے آسمان سے گزرتے ہیں تو وہاں کا نگران فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو! اس کا ظاہر و باطن کا سارا عمل اس کے عامل کے منہ پر مار دو۔ میں عجب (اپنے عمل کو قیمتی نگاہ سے دیکھنے والے) کا فرشتہ ہوں۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اس کے عمل کو نہ چھوڑوں کہ مجھ سے گزر کر اگلے کی طرف پہنچے۔ یہ شخص جب عمل کرتا تھا تو اس کا عجب (وقعت) داخل کر لیتا تھا۔

فرمایا: کہ اس طرح سے حافظین کرام فرشتے بندہ کا صوم وصلوٰۃ صدقہ وزکوٰۃ اور حج وعمرہ لے کر کے اوپر پانچویں آسمان سے گزرتے ہیں اور یہ اعمال دلہن کی طرح سجے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہاں کا نگران فرشتہ ان سے کہتا ہے: ٹھہرو! اور اس عمل کو اس کے عامل کے منہ پر مار دو اور اس کے کندھے پر ڈال دو، میں حسد کا فرشتہ ہوں۔ یہ شخص دین سیکھنے والوں سے حسد کرتا تھا اور اس کے عمل جیسا عمل نہیں کرتا تھا اور ہر وہ شخص جو عبادت میں اس سے آگے ہوتا تھا یہ اس سے حسد کرتا تھا۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ اس کا کوئی عمل نہ چھوڑوں جو مجھ سے گزر کر کسی دوسرے فرشتے کے سامنے جائے۔

فرمایا: کہ اس طرح سے یہ کراماً کاتبین بندہ کی نماز، زکوٰۃ، حج عمرہ اور روزے

لے کر ساتویں آسمان سے گزرتے ہیں تو ان کو ایک فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو! اور اس عمل کو اس عامل کے منہ پر مار دو۔ یہ شخص کسی انسان پر یا اللہ کے بندوں میں سے کسی مسکین پر جب ان کو مصیبت اور تکلیف پہنچتی تھی رحم نہیں کھایا کرتا تھا بلکہ برا بھلا کہتا تھا۔ میں رحمت کا فرشتہ ہوں۔ میرے رب نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اس کا کوئی عمل نہ چھوڑوں' جو مجھ سے گزر کر اگلے کے پاس جائے۔

فرمایا: کہ اسی طرح ایک بندہ کے عمل نماز روزہ' خیرات' جہاد اور پرہیز گاری کو لے کر فرشتے اوپر کو جائیں گے۔ اس کی ایسی آواز ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز ہوتی ہے اور ایسی روشنی ہوگی جیسی سورج کی روشنی ہوتی ہے۔ اس کے عمل کے ساتھ تین ہزار فرشتے ہوں گے جب یہ ساتویں آسمان سے گزرتے ہیں تو وہاں کا نگران فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو! اور اس عبادت کو اس عابد کے منہ پر مار دو اور اس کے دل پر تالا ڈال دو' میں اپنے رب سے ہر کے پاس جانے سے ہر اس عمل کو روکتا ہوں جس کے کرتے وقت میرے رب کا ارادہ نہ کیا جائے۔ اس نے اس پر عمل کرتے وقت فقہاء پر بلندی کا ارادہ کیا تھا اور علماء کے نزدیک اس کے ذکر ہو کا ارادہ کیا تھا اور شہروں میں اپنے چرچے کا ارادہ کیا تھا۔ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے عمل کو نہ چھوڑوں' جو مجھ سے گزر کر اگلے تک پہنچے۔ ہر وہ عمل جو خالص اللہ کی رضا کے لئے نہ ہو' وہ ریا ہے اور اللہ تعالیٰ ریا کار کے عمل قبول نہیں فرماتا۔

فرمایا: کہ اسی طرح سے ایک بندہ کی نماز زکوۃ' عمرہ' حسن خلق' خاموشی' اللہ تعالیٰ کا ذکر لے کر فرشتے اوپر جاتے ہیں تو ساتویں آسمانوں کے فرشتے ساتھ ہو جاتے ہیں اور سارے پردے ہٹا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جا ٹھہرتے ہیں اور خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نیک عمل کرنے کی شہادت دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرماتے ہیں: تم میرے بندہ کے کراماً کاتبین اور نگران تھے اور میں اس

کے دل کا نگہبان تھا۔ اس نے اس عبادت میں میرا ارادہ نہیں کیا تھا۔ میرے غیر کی طلب کی تھی، اس پر میری لعنت ہو اور آسمانوں اور زمین والوں کی بھی لعنت ہو، تو سارے فرشتے کہتے ہیں اس پر آپ کی بھی لعنت ہو اور ہماری بھی لعنت ہو اور سارے آسمان کہتے ہیں۔ اس پر اللہ کی بھی لعنت ہو اور ہماری بھی۔ (اس طرح سے اس پر) ساتوں آسمان اور جو ان میں ہیں سب اس پر لعنت کرتے ہیں۔

حضرت معاذ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں معاذ ہوں۔ حضور نے ارشاد فرمایا: میری پیروی میں لگے رہو، اگرچہ تمہارے عمل میں کوتاہی ہو۔ اے معاذ! محافظین قرآن (علماء، قراء اور حفاظ) کے حق میں اعتراض کرنے سے اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھاؤ، (دوسروں کی غیبت وغیرہ کر کے) انکے گناہ اپنے ذمہ مت لو، ان کی مذمت کر کے اپنی شخصیت کو پاک دامن نہ بناؤ اور نہ ان کو برا بھلا کہو، دنیا کو آخرت کے عمل میں شامل نہ کرو، اپنی مجلس میں تکبر نہ کرو تا کہ تیری بد خلقی سے لوگ خوفزدہ نہ ہوں اور کسی آدمی سے باہمی مزاح نہ کرو۔ جب تمہارے پاس کوئی اور آدمی بیٹھا ہو لوگوں پر اپنی فوقیت نہ جتاؤ ورنہ دنیا اور آخرت کی خوبیاں تم سے الگ کر لی

گی۔ اپنی زبان سے لوگوں کے گوشت مت چباؤ، ورنہ قیامت کے دن (اور) دوزخ میں آگ کے کتے تمہیں چبائیں گے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ترجمہ:۔ اور (قسم ہے) بند چھڑا دینے والوں کی کھول کر۔

اے معاذ! تمہیں علم ہے یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اے رسول اللہ یہ کون ہیں؟ فرمایا: یہ دوزخ کے کتے ہیں جو ہڈیوں اور گوشت کو نوچیں گے۔ میں نے عرض کیا: اے رسول اللہ! ان شرائط کی پابندی کون کر سکتا ہے اور اس سے کون نجات پا سکتا ہے؟

فرمایا: اے معاذ! اللہ تعالیٰ اسکو جس پر آسان کر دے، اس کیلئے آسان ہے۔

کہتے ہیں: اس حدیث کی وجہ سے میں نے حضرت معاذ سے زیادہ کسی کو قرآن پاک کی تلاوت کرنے والا نہیں دیکھا۔

(فائدہ از حاشیہ بحر الدموع) یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کو مختصر انداز میں امام ابن حبان نے المجروحین ۲/۲۱۴ میں ذکر کیا ہے اور علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب الموضوعات میں اسی طوالت کے ساتھ ۳/۱۵۴۔۱۵۹ پر نقل کیا ہے اور اسی طرح سے ایک حدیث حضرت علی سے کتاب الموضوعات ۳/۱۵۹۔۱۶۱ میں ذکر کی ہے۔ حضرت معاذ کی مذکورہ روایت تو موضوع ہے۔ اس کے گھڑنے والے نے شریعت پر جرات کی ہے اور دوسری (یعنی حضرت علی کی) روایت کے موضوع ہونے میں بھی ہمیں شک نہیں ہے۔ مصنف سے حیرانی کی بات تو یہ ہے کہ وہ اس حدیث کو موضوع کہنے کے باوجود اپنے مواعظ کی کتاب میں ذکر کرتے ہیں اور اس کی حالت بیان نہیں کرتے کہ یہ کس درجہ کی حدیث ہے۔

خاموشی کے فوائد

مسلمان کو کسی صورت میں تکلیف نہ دو

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(المسلمُ من سَلِمَ المسلمونَ مِنْ لسانِه ویده) (۱۱۵)۔

ترجمہ:۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے سب مسلمان محفوظ رہیں۔

اور ارشاد فرمایا:

(المسلمُ أخو المسلمِ، لا یظلِمُه ولا یُسْلِمه) (۱۱٦)

ترجمہ:۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ اس پر نہ تو ظلم کرے اور نہ اس سے قطع تعلق کرے۔

اور ارشاد فرمایا:

(المسلمونَ کرجلٍ واحدٍ، إذا اشتکی رأسُه، تداعی بقیّةُ جسدِه بالحُمّی والسَّهر) (۱۱۷)۔

ترجمہ:۔ سب مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں، جب اس کے سر میں بخار یا بے آرامی کی تکلیف ہو تو اپنے سارے بدن کو متوجہ کر لیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

---

(۱۱۵) بخاری (حدیث ١٠۔٦٤٨٤)، مسلم (حدیث ٤٠) از حضرت ابن عمرو بن عاصؓ

(۱۱٦) بخاری (۲۴۴۲)، مسلم (۲۵۸۰) از حضرت ابن عمرؓ

(۱۱۷) بخاری (٦٠١١)، مسلم (۲۵۸٦) از نعمان بن بشیرؓ بنحوه

(مَنْ سَرَّہٗ أن یسلم، فلیلزمِ الصَّمت) (۱۱۸)۔

ترجمہ:۔ جس کو (آخرت میں) پسند ہو کہ امن وسلامتی میں رہے تو اسے خاموشی اختیار کرنا لازمی ہے۔

گفتگو کی جواب دہی

حضرت معاذ (ابن جبل) رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جو گفتگو کرتے ہیں اس کی جواب دہی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: اے ابن جبل! تیری ماں تجھے گم کرے کیا لوگ دوزخ میں اپنی ناکوں کے بل اپنی زبان کی سزاؤں کے علاوہ بھی جائیں گے۔ (۱۱۹)

جنت کا عمل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا گیا: آپ ہمیں وہ عمل بتائیں، جس کی وجہ سے ہم جنت میں داخل ہوں۔ آپ نے فرمایا: گفتگو نہ کیا کرو۔ انہوں نے عرض کیا: بولنا تو ہماری مجبوری ہے۔ فرمایا: تو خیر کے سوا نہ بولا کرو۔ (۱۲۰)

شیطان پر غلبہ کا طریقہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(اخزُنْ لِسانک إلّا مِنْ خیرٍ، فإنّک بذلک تغلِبُ الشَّیطان) (۱۲۱)۔

---

(۱۱۸) الصمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۱۱)، مسند شہاب قضاعی (حدیث ۳۷۱)، مسند ابویعلیٰ (۳۶۰۷) بضعف جدا۔
حدیث صحیح۔ رواہ احمد ۵/۲۳۰، والترمذی (۲۶۱۶) وصحح الحاکم ۲/۸۱۲۔۸۱۳۔
وانظرہ مع شرحہ فی (جامع العلوم والحکم) ۲/۱۳۸، الحدیث التاسع والعشرون
(۱۱۹) کتاب الصمت ابن ابی الدنیا (حدیث ۳۶)
(۱۲۰) از حضرت ابوسعید خدری معجم صغیر طبرانی حدیث (۹۴۹)، ابن ابی الدنیا فی الصمت (۹۱)
(۱۲۱) زاہد ابن المبارک حدیث (۳۶۷)، ابن ابی شیبہ ۱۳/۲۳۳۔۲۳۴، تاریخ بغداد ۹/۳۲۹، حلیہ ابونعیم ۸/۳۵۲، ۹/۳۲۔ ۸/۱۶۰۔

ترجمہ:۔ خیر کے سوا ہر شے سے زبان کو قابو میں رکھ۔ اسی کے ذریعہ سے تو شیطان پر غالب ہوگا۔

نیک گفتگو یا خاموشی

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مَنْ کَانَ یؤمِنُ باللہِ والیومِ الآخر، فَلْیَقُلْ خیراً أو لیصمُتْ) (۱۲۲)۔

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے یا تو اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

اچھی بات یا خاموشی پر رحمت؟

حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(رَحِمَ اللہ عبداً قال خیراً أو صمَت) (۱۲۳)۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحمت فرمائے، جو اچھی بات کرے ورنہ خاموش رہے۔

اکثر خطائیں زبان میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(إن أکثر خطایا ابن آدمَ فی لسانه) (۱۲۴)

---

(۱۲۲) بخاری شریف (حدیث نمبر ۲۰۱۹)، مسلم شریف (۴۸) از حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جامع العلوم والحکم ابن رجب حنبلی ۱/۱۲۱ مع تحقیق ابراہیم باجس عبدالمجید

(۱۲۳) از ابو امامہ معجم کبیر (۷۷۰۶)، از حضرت انسؓ مسند شہاب القضاعی (۵۸۲)، الصمت ابن ابی الدنیا (۴۱)، مسند شہاب قضاعی (۵۸۱) از حضرت حسن بصری مرسلا۔ ابن المبارک زہد (۳۸۰)، عنہ ابن ابی الدنیا (۶۴) عن خالد بن عمران مرفوعا وہذا معضلؒ

(۱۲۴) الصمت ابن ابی الدنیا (۱۸)، معجم کبیر طبرانی حدیث (۱۰۴۴۶)، حلیہ ابو نعیم ۴/۱۰۷ از حضرت ابن مسعود

ترجمہ:۔انسان کی اکثر خطائیں اس کی زبان میں ہیں۔

عقلمند کی زبان کہاں ہے اور جاہل کی کہاں؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(لسانُ العاقلِ مِنْ وراءِ قلبه، فإذا أرادَ الكلامَ رجع إلى قلبه، فإنْ كان له تكلَّمَ، وإن كان عليه أمسك، وقلبُ الجاهلِ مِنْ وراءِ لسانه، فهو يتكلَّمُ بكلِّ ما عرضَ لهُ) (۱۲۵)۔

ترجمہ:۔عقل مند کی زبان دل (عقل کے) ماتحت ہے، جب بولنے کا ارادہ کرتا ہے تو اپنے دل (عقل) سے سوچتا ہے۔اگر اس میں فائدہ ہو تو بولتا ہے۔ اگر نقصان ہو تو نہیں بولتا اور جاہل کا دل (عقل) زبان کے پیچھے (گدی میں) ہے، جو کچھ اس کے سامنے آتا ہے، اس کے متعلق بولنا شروع کر دیتا ہے۔

نیک گوئی کا ایک درجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(إنَّ الرَّجلَ ليتكلَّمُ بالكلمةِ مِنْ رضوانِ اللهِ تعالىٰ، ما كان يظنُّ أنْ تبلغَ ما بلغت، يكتُبُ اللهُ له بها رضوانه إلى يوم القيامة) (۱۲۶)۔

ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا کوئی آدمی ایک کلمہ بولتا ہے۔جس کے متعلق اس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا کہ یہ کتنے درجہ پر پہنچے گا۔اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ قیامت تک کے لئے اپنی خوشنودی لکھ دیتے ہیں۔

---

(۱۲۵) احیاء العلوم غزالی ۹۵/۳، قال العراقی لم اجدہ مرفوعا۔قلت ورواہ ابن المبارک فی الزہد (۳۹۰)، واحمد فی الزہد (ص ۲۸۱) وابن ابی الدنیا فی الصمت عن الحسن البصری

(۱۲۶) از حضرت بلال بن حارث موطا امام مالک ۲۵۱/۲، مسند احمد ۴۶۹/۳، ترمذی (۲۳۲۰)، ابن ماجہ (۳۹۶۹)، ابن المبارک کتاب الزہد (۱۳۹۴)، الصمت ابن ابی الدنیا (۷۰)، معجم کبیر طبرانی (۱۱۲۹۔۱۱۳۶)، صحیح ابن حبان (۲۸۰۔۲۸۱)، حاکم (۴۶/۱۔۴۷)۔

معمولی سے کلمہ کا ثواب یا گناہ؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(إنَّ الرَّجل ليتكلَّمُ بالكلمة ما يُلقي لها بالا يهوى بها في نار جهنَّم' وإنَّ الرجل ليتكلم بالكلمة ما يلقي لها بالا يرفعهُ اللهُ تعالى بها إلى الجنَّة) (۱۲۷)۔

ترجمہ:۔ آدمی کبھی ایک ایسا کلمہ بولتا ہے جس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ اس کی وجہ سے دوزخ میں جا گرتا ہے اور ایک آدمی ایک ایسا کلمہ بولتا ہے جس کو وہ کوئی اہمیت نہیں دیتا' اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کو جنت میں پہنچادیتے ہیں

اے برادر! اپنے آپ کو خود پسندی سے محفوظ رکھو۔ یہ جیسی بھی ہو مذموم ہے' چاہے دل میں ہو' چاہے کام سے' چاہے گفتگو میں اور اپنے کردار اور گفتگو سے دھوکہ نہ کھاؤ۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فلا تُزكُّوا أنفسكُم هُو أعْلَمُ بمن اتقىٰ﴾ (النجم: ۳۲)۔

ترجمہ:۔ تم اپنے کو مقدس مت سمجھا کرو' تقوی والوں کو وہی خوب جانتا ہے۔

(فائدہ) حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ بات جو انسان کے دوزخ میں جانے کا سبب بنتی ہے' ظالم حکمران کے سامنے کہنے کی ہے۔

حافظ ابن بطالؒ اس کی وضاحت میں فرماتے ہیں: یہاں ظالم حکمران کے سامنے مسلمان کے خلاف برانگیختہ کرنا اور اس ایذا رسانی کی کوشش کرنا مراد ہے جو مسلمان کی تباہی کا سبب بن جائے۔ اگرچہ اس کے قائل نے اس کا ارادہ نہ کیا ہو' لیکن عام طور پر ایسا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس پر اس کا گناہ لکھ دیا جاتا ہے اور وہ کلمہ جس کے ذریعے انسان کے درجات بلند ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی لکھی جاتی ہے۔ یہ ہے کہ ''جس کے ذریعہ کسی مسلمان سے ظلم کو ہٹا دیا

(۱۲۷) بخاری (۸ ۔ ۱۲۷) از حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

جائے یا اس کی کوئی تکلیف اس سے دور کر دی جائے یا اس کے ذریعے کسی مظلوم کی مدد ہو جائے۔" (۱۲۸)

ہلاکت کی تین چیزیں

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(ثلاث مهلكات: شحٌ مُطاعٌ، وهوى مُتَّبعٌ، وإعجابُ المرءِ بنفسه) (۱۲۹)۔

ترجمہ:۔ تین چیزیں تباہ کر دینے والی ہیں۔ (۱) بخل وحرص میں لگا رہنا (۲) نفسانی خواہش کی پیروی (۳) آدمی کی خود پسندی۔

خود پسندی کتنا بڑا گناہ ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لو لَمْ تُذنبوا لخشيتُ عليكم ما هُو أشدُّ مِنَ الذَّنب، وهو العُجبُ) (۱۳۰)۔

ترجمہ:۔ اگر تم گناہ نہ کیا کرو تو مجھے تمہارے متعلق اس کا خطرہ ہے جو گناہ سے بھی زیادہ سخت ہے اور وہ خود پسندی ہے (جس میں آدمی اپنے اعمال وغیرہ کو وقعت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتا ہے)۔

---

(۱۲۸) فتح الباری ۱۱/۳۱۱ (از حاشیہ بحر الدموع)۔

(۱۲۹) مسند بزار (۸۰۔۸۱)، حلیۃ ابو نعیم ۲/۳۴۳، مسند شہاب (۳۲۵۔۳۲۷) از حضرت انس، بزار (۸۲)، ابو نعیم ۳/۲۱۹ از حضرت ابن عباس، ترغیب وترہیب ۱/۲۶۲

(۱۳۰) مسند بزار (۳۶۳۳) از حضرت انس، ترغیب وترہیب ۳/۱۷۵، مجمع الزوائد ۱۰/۲۶۹، میزان الاعتدال للذہبی ۲/۸۰۱ و قال ما احسنہ من حدیث لو صح

اپنے آپ کو بزرگ سمجھنا خطا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا: آدمی خطا کار کب بنتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب وہ یہ سمجھنے لگے کہ وہ بزرگ بن گیا ہے۔

مایوسی اور خود پسندی میں تباہی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: دو چیزوں میں تباہی ہے۔ (۱) مایوسی (۲) خود پسندی میں .... اس کی وجہ یہ ہے کہ مایوس آدمی مایوسی کی وجہ سے سعادت کا طالب نہیں ہوتا اور خود پسند سعادت کو اس لئے طلب نہیں کرتا کہ اس کو گمان ہوتا ہے کہ وہ اس کو حاصل کر چکا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک دن فرمایا: میں مضبوط اہل علم سے ہوں اور ایک دن فرمایا: میرے رخصت ہو جانے سے پہلے پہلے مجھ سے پوچھ لو۔ جب وہ اپنے گھر تشریف لے گئے تو ان کے پاس اللہ تعالیٰ نے آدمی کی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے آ کر کے دروازہ کھٹکایا تو حضرت ابن عباس اس کے پاس آئے تو فرشتہ نے کہا: اے ابن عباس! اس چیونٹی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جس کا جسم چھوٹا سا ہوتا ہے اس کی روح کہاں ہوتی ہے؟ اس کے اگلے حصہ میں ہوتی ہے یا پچھلے حصہ میں؟ ان کو اس کا جواب نہ آیا تو آپ گھر میں داخل ہو گئے دروازہ بند کر دیا اور اپنے آپ کو یہ فہمائش کی کہ آئندہ کبھی بھی علم کا دعویٰ نہ کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (یوسف: ۷۶)

ترجمہ: اور تمام علم والوں سے بڑھ کر ایک بڑا علم والا ہے۔

ایک نحوی عالم کا واقعہ

ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک نحوی عالم حضرت ابن شمعون (عابد وزاہد) کی مجلس میں شریک ہوئے۔ نحوی نے ان بزرگ کی گفتگو میں کچھ اعرابی اور لفظی غلطی دیکھی تو اٹھ کر چلے گئے اور پھر ان کی مجلس میں شریک نہ ہوئے تو حضرت شمعون نے ان کی طرف لکھا: میں نے آپ کو خود پسندی میں دیکھا ہے کہ آپ دروازہ سے پیچھے رہ گئے ہیں' کیا آپ نے بعض بزرگوں کا خط نہیں سنا؟ جس کو ایک طالب علم کی طرف روانہ کیا تھا۔ انہوں نے لکھا تھا: جس نے ضبط اقوال پر اعتماد وبھروسہ کیا' اپنے افعال میں کوتاہی کی۔ تم آگے بڑھے' عاجز ہوئے' ٹھہر گئے جلدی کی اور رہ گئے۔

تم نے ساری ضروریت کو اللہ کے سامنے کیوں نہیں پیش کیا؟ کیا تم نے اپنی گفتگو کو جہالت سے محفوظ کرلیا ہے؟ اپنے نفس کو غلط خواہشات سے بچالیا ہے؟ اپنی آنکھوں کے سامنے موت کا ترازو نصب کرلیا ہے؟ کیا تمہیں پتہ نہیں ہے کل بندہ کو یہ نہیں کہا جائے گا تو صاف بولنے والا کیوں نہیں تھا۔ اس وقت تو یہ کہا جائے گا تو گناہ گار کیوں تھا؟

اے پیارے! گفتگو میں روانی اور فصاحت پسندیدہ نہیں' بلکہ نیک اعمال میں فصاحت اور روانی پسندیدہ ہے۔ اگر گفتگو میں فصاحت قابل تعریف ہوتی' افعال میں نہ ہوتی تو حضرت ہارون علیہ السلام رسالت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ لائق تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کی بات کو قرآن کریم میں نقل فرمارہے ہیں:

﴿وأخي هٰرون هو أفصح مني لسانا﴾ (القصص: ۳۴)

ترجمہ:۔ اور میرے بھائی ہارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نیک اعمال کی زیادہ روانی کو دیکھ کر رسالت

ان کو عطاء فرمائی گئی۔ اللہ ہی خوب جانتے ہیں کہ وہ رسالت کس کو عطاء فرمائیں۔

اشعار:

ولا حن فی الفِعَالِ ذو زَلَلٍ حتّٰی إذا جاءَ قولُه وزَنَه

قال وقد أکسبهُ لفظه تیهاً وعُجباً أخطانُ یا لحنه

قلتُ أخطا الَّذی یقومُ غداً ولا یُری فی کِتابِه حَسَنَه

ترجمہ:۔

(۱) لغزشیں کھانے والے نے اعمال میں کوتاہی کی' جب اس کے سامنے اس کی کوئی بات آئی اس کو سنوارا۔

(۲) غرور اور فخر میں آ کر کے کہتا ہے کہ یہ الفاظ کا کمال ہے۔ یہ کتنا غلطی میں ہے' ہائے اس کو کس نے غلطی میں ڈال دیا۔

(۳) میں کہتا ہوں: خطاء اس نے کھائی ہے جو کل پیش ہوگا اور جس کو وہ نیکی سمجھ رہا تھا' اس کے اعمالنامہ میں دکھائی نہ دے گی۔

بشر بن منصور کی عبادت اور تنبیہ

مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت بشر بن منصور سلیمیؒ کو دیکھا کہ وہ لمبی نماز پڑھ رہے ہیں اور عمدہ سلیقہ سے عبادت کر رہے ہیں' جب یہ نماز سے فارغ ہوئے تو اس آدمی سے فرمایا: ''جو تو نے میری عبادت دیکھی ہے اس سے دھوکہ نہ کھانا' ابلیس ملعون نے بھی اللہ تعالیٰ کی ہزارہا سال تک عبادت کی تھی' پھر اس کا حشر ہوا جو ہوا'' (۱۳۱)

یہ بات آدمی کی نیک بختی سے ہے کہ وہ اپنے تمام اقوال وافعال میں عاجزی اور تقصیر کا اعتراف کرتا رہے۔

---

(۱۳۱) حلیہ ابونعیم ۶/۲۴۱۔

چار مہلک چیزیں

کہا گیا ہے: چار چیزیں ہلاک کر دینے والی ہیں (۱) میں (۲) ہم (۳) میرے لئے (۴) میرے پاس

ندامت کا اجر .... خود پسندی کی لعنت

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(النَّادِمُ علی الذَّنب کَمَنْ لا ذَنبَ له) (۱۳۲)

لـنـادمُ یـنـتـظرُ الرَّحمةَ' والمُعْجبُ ینتظرُ المقْتَ مِنَ اللہ تعالی) (۱۳۳)۔

ترجمہ:۔ گناہ پر ندامت کرنے والا ایسے ہے جیسے اس کا کوئی گناہ نہیں۔ (گناہ پر) ندامت کرنے والا رحمت کی انتظار میں ہے اور خود پسندی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے عذاب کی انتظار میں ہے۔

حضرت ابوالدرداءؓ کی نصیحت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر تو نے لوگوں پر تنقید کی' لوگ تجھ پر تنقید کریں گے' اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا (یعنی تنقید نہ کی) لوگ تجھے نہیں چھوڑیں گے۔ (یعنی تیرے ساتھ جڑیں گے)' اگر تو ان سے دور بھاگو وہ تجھے پائیں گے۔ پس عقلمند وہی ہے' جس نے اپنے آپ کو اپنے فقیری کے دن (قیامت) کے لئے مخصوص کر لیا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک غصہ کو ضبط کرنے سے زیادہ پسندیدہ کوئی گھونٹ نہیں' جس کا مومن گھونٹ بھرتا ہے۔ تم درگزر سے کام لو

---

(۱۳۲) ابن ماجہ حدیث (۴۲۵۰)' معجم کبیر طبرانی (۱۰۲۸۱)' حلیہ ابونعیم ۴/ ۲۱۰' مسند شہاب حدیث (۱۸۰) از حضرت ابن مسعود' طبرانی کبیر ۲۲/ ۵/۷۷' حلیہ ۱۰/ ۳۹۸ از حضرت ابوسعد انصاریؓ۔ مقاصد حسنہ میں سخاوی نے اس کو بقول حافظ ابن حجر شواہد کی وجہ سے حسن فرمایا ہے۔

(۱۳۳) معجم صغیر (۵۲۰)' کامل ابن عدی ۶/ ۲۴۲۳ قال ابن عدی منکر۔

اللہ تعالیٰ تمہیں عزت بخشے گا۔ یتیم کے آنسو سے بچو۔ مظلوم کی فریاد سے بچو۔ یہ (دونوں) رات کے وقت (عرش کی طرف التجا بن کر) سفر کرتی ہیں جبکہ لوگ (بے فکر ہو کر) سو رہے ہوتے ہیں۔ (۱۳۴)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: گناہوں میں سب سے بڑا جھوٹ ہے، مومن کو گالی دینا گناہ ہے۔ اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ مومن کا مال اس کے خون کی طرح حرام ہے، جو درگزر کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے درگزر فرمائیں گے، جو غصہ پیئے گا اللہ تعالیٰ اس کو اجر دیں گے جو معاف کرے گا، اللہ اس کو معاف کریں گے اور جو بڑی مصیبت (نقصان) پر صبر کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائیں گے۔ (۱۳۵)

حضرت موسیٰ کو رسالت کیوں ملی؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام نے (تورات کی) لوحیں وصول کیں اور ان کو ملاحظہ فرمایا تو عرض کیا: اے میرے اللہ! آپ نے مجھے اتنا بڑا اعزاز بخشا ہے کہ اس سے قبل یہ اعزاز کسی کو نہیں بخشا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ آپ کو معلوم ہے میں نے آپ کو یہ اعزاز کیوں بخشا ہے؟ عرض کیا: نہیں معلوم۔ فرمایا: میں نے اپنے سب بندوں کے دلوں کو دیکھا تیرے دل سے زیادہ تواضع کرنے والا کسی کو نہ پایا، پس اسی وجہ سے

﴿إِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسٰلٰتِي وَ بِكَلَامِي فَخُذْ مَآ ءَاتَيْتُكَ وَكُن مِّنَ الشّٰكِرِينَ﴾ (الأعراف: ۱۴۴).

---

(۱۳۴) صفوۃ الصفوہ ۱/۶۳۴ حلیہ ابونعیم ۱/۲۱۸۔۲۲۱۔

(۱۳۵) صفوۃ الصفوہ ۱/۴۱۱۔۴۱۲ حلیہ ابونعیم ۱/۱۳۸۔

ترجمہ:۔ میں نے پیغمبری اور اپنی ہم کلامی سے اور لوگوں پر تم کو امتیاز دیا ہے تو جو کچھ تم کو میں نے عطا کیا ہے اس کو لو اور شکر کرو۔

اے موسیٰ! میں اسی کو قبول کرتا ہوں، جو میری عظمت کے سامنے تواضع کرتا ہے۔ میری مخلوق پر بڑائی نہیں جتلاتا۔ اپنے دل میں میرے خوف کو جگہ دیتا ہے دل کو میرے ذکر میں مصروف رکھتا ہے اور اپنی زبان کو خواہشات سے میری خاطر بند رکھتا ہے۔ (۱۳۶)

غصہ پینے کا انعام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(ما مِنْ جرعةٍ أحب إلى الله تعالىٰ مِنْ جرعةِ غيظٍ كظمها رجل (۱۳۷) ومَنْ كظم غيظاً وهو قادِرٌ على إنفاذه، ملأ الله قلبه أمناً وإيماناً) (۱۳۸)۔

ترجمہ:۔ کوئی گھونٹ ایسا نہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہو غصہ کے گھونٹ سے جس کو انسان پی جاتا ہے اور جس شخص نے غصہ کو روکا جبکہ اس کے قائم کرنے پر قادر تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن وایمان سے معمور کردیں گے

(فائدہ) حضرت معاذ بن انسؓ سے ایک حدیث اس طرح سے مروی ہے کہ (آپؐ نے فرمایا:) (دعاه الله على رؤوس الخلائق يوم القيامة حتى يخيره في أي الحور شاء) (۱۳۹)۔

ترجمہ:۔ (جس نے غصہ پر قابو پایا) اللہ تعالیٰ اس کو روز قیامت سب مخلوقات

---

(۱۳۶) درمنثور ۳/۱۲۰، کنز العمال ۱۵/۹۰، اتحاف السادہ ۸/۳۵۶

(۱۳۷) مسند احمد ۲/۱۲۸، ابن ماجہ (۴۱۸۹) از حضرت ابن عمرؓ حدیث صحیح۔

(۱۳۸) تفسیر طبری (۷۸۴۲)، ضعفاء عقیلی ۳/۱۰۲، مسند شہاب (ضعیف)

(۱۳۹) مسند احمد ۳/۴۴۰، ابوداؤد (۴۷۷۷)، ترمذی (۲۰۲۱) و (۲۴۹۳)، ابن ماجہ (۴۱۸۶)

کے سامنے طلب کریں گے اور اس کو اختیار دیں گے وہ جس حور کو چاہے پسند کر لے۔ (حاشیہ بحر الدموع)

امام جعفر صادقؒ کی حکایت

حکایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کے ایک غلام نے ان کے ہاتھ پر تھال میں پانی پلٹا تو پانی اڑ کر ان کے کپڑے پر جا پڑا تو حضرت امام جعفر صادق نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا تو غلام نے آیت قرآنی پڑھتے ہوئے کہا: اے میرے آقا!

﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾

ترجمہ:۔ اور غصے کو ضبط کرنے والے

تو انہوں نے فرمایا: میں نے اپنا غصہ ضبط کرلیا۔

غلام نے قرآن پاک کی آیت پڑھتے ہوئے کہا:

﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾

ترجمہ:۔ اور لوگوں سے درگزر کرنے والے

آپ نے فرمایا: میں نے تجھے معاف کیا۔

غلام نے کہا:

﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آل عمران: ۱۳۴)

ترجمہ:۔ اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

تو آپ نے فرمایا: جا تو اللہ کے لئے آزاد ہے اور میں نے اپنے مال میں سے دو ہزار دینار تجھے دیئے۔ (۱۴۰)

(۱۴۰) درمنثور ۲/۳۴۷ از حضرت زین العابدین بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم

حضرت ابن مسعودؓ کی حافظ قرآن کو نصیحت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: حافظ قرآن کے لائق یہ ہے کہ جب لوگ سو رہے ہوں یہ جاگ رہا ہو، جب لوگ کھا پی رہے ہوں یہ روزہ دار ہو، جب لوگ ہنس رہے ہوں یہ فکر میں ہو۔ جب لوگ باہمی الجھ رہے ہوں یہ خاموش ہو، جب لوگ غرور کر رہے ہوں یہ خشوع میں ہو، حافظ قرآن کے لائق ہے کہ وہ رونے والا اور غمزدہ ہو، بردبار اور خاموش طبیعت ہو۔ حافظ قرآن میں یہ خوبی ہو کہ وہ بداخلاق نہ ہو، غافل نہ ہو، نہ شور کرے نہ چلائے، نہ سخت مزاج ہو نہ دھتکارنے والا ہو۔ (۱۴۱)

دس نصائح

ایک بزرگ فرماتے ہیں: اپنی زندگی میں پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔ (۱) اگر موجود ہو تو پہچانے نہ جاؤ (۲) اگر غائب رہو تو بھلائے نہ جاؤ (۳) اگر حاضر رہو تو تم سے مشورہ نہ کیا جائے (۴) اگر تم کوئی بات کرو تو اس کو قبول نہ کیا جائے (۵) اگر تم کچھ جانتے ہو تو اس کے فتنہ میں نہ پڑو...... مزید پانچ چیزوں کی تمہیں یہ وصیت کرتا ہوں۔ (۱) اگر تم پر ظلم ہو تو ظلم مت کرو (۲) اگر تمہاری تعریف ہو تو تم خوش نہ ہو، (۳) اگر تمہاری برائی ہو تو تم نہ گھبراؤ (۴) اگر تمہیں جھٹلایا جائے تو غصہ نہ کرو (۵) اگر تمہاری خیانت کریں تو تم خیانت نہ کرو۔

(۱۴۱) حلیہ ا/ ۱۳۰ صفۃ الصفوۃ ا/ ۲۱۲۔۲۱۳۔

بتیسواں خطاب

جان لو! سود تباہ کن اشیاء میں سے ہے۔ یہ اندھیری رات میں میدان میں شہد کی مکھی کی بھنبھناہٹ سے بھی زیادہ مخفی (اور ضرر رساں) ہے۔

سود کا کم از کم درجہ اپنی ماں سے زنا کرنے کی طرح ہے، جبکہ ماں سے زنا کرنا غیر سے زناء کرنے سے ستر گنا بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یٰٓأَیُّھَا الَّذِیْنَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا إِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (البقرۃ:۲۷۸)، وقال تعالیٰ: ﴿اَلَّذِیْنَ یَأْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ إِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِأَنَّھُمْ قَالُوْٓا إِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَأَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا. فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَأَمْرُہٗ إِلَی اللّٰہِ وَمَنْ عَادَ فَأُولٰٓئِکَ أَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرۃ: ۲۷۵).

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود کا بقایا ہے۔ اس کو چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں، نہیں کھڑے ہوں گے مگر جس طرح کھڑا ہوتا ہے۔ ایسا شخص جس کو شیطان خبطی بنادے لپٹ کر، یہ سزا اس لئے ہوگی کہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سود کے ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے، پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ اسی کا رہا اور

معاملہ اس کا خدا کے حوالہ رہا اور جو شخص پھر دعویٰ کرے تو یہ لوگ دوزخ میں جائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

سود کا گناہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(دِرهَمُ الرِّبا أشدُّ عندَ الله مِنْ ست و ثلاثينَ زنية في الإسلام) (۱۴۲)۔

ترجمہ:۔سود کا ایک درہم اسلام میں اللہ کے نزدیک چھتیس زناؤں سے زیادہ سخت ہے۔

(فائدہ) ایک درہم ستر جو کا ہوے (جن کا وزن تین ماشہ ایک رتی اور رتی کا پانچواں حصہ ہے اوزان شرعیہ مفتی محمد شفیع صاحب ص ۱۳)

قیامت تک عذاب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن صبح کی نماز ادا کر چکے تو ہماری طرف رخ مبارک فرما کر پوچھا: کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نہیں (ہم نے کچھ نہیں دیکھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کی حدیث بیان فرمائی اور (معراج کے واقعہ کو ذکر کرتے ہوئے) فرمایا: پھر ہم چل پڑے اور خون کی ایک نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک آدمی کھڑا ہے اور نہر کے ایک کنارہ پر بھی ایک آدمی ہے۔ جس کے سامنے پتھر پڑے ہیں تو جو آدمی نہر میں تھا وہ نکلنے کے لئے آگے بڑھا تو جب بھی وہ نکلنے کا ارادہ کرتا کنارہ پر کھڑا شخص اس کے منہ میں پتھر پھینکتا اور وہ جہاں ہوتا سے وہیں دھکیل دیتا اور وہ ایسے ہی کر رہا تھا۔ وہ جب بھی نکلنے کے لئے آتا یہ اس کے منہ میں پتھر مارتا اور وہ وہیں جا پہنچتا جہاں تھا۔

---

(۱۴۲) مسند احمد ۲۲۵/۵، دار قطنی ۱۶/۳

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: میں نے حضرت جبریل سے اس کے متعلق پوچھا: تو مجھے بتایا گیا یہ سود خور ہے (ان کی موت کے بعد) قیامت تک اس کے ساتھ یہی حشر ہوتا رہے گا۔ (۱۴۳)

روز قیامت زقوم کا کھانا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا: اے پروردگار! اس شخص کی کیا سزا ہے جو سود کھاتا ہے اور توبہ نہیں کرتا۔ فرمایا: اے موسیٰ میں اس کو قیامت کے دن زقوم کا درخت کھلاؤں گا۔

(فائدہ) درخت زقوم کے بارے میں سورۃ دخان آیت ۴۳ تا ۴۶ میں ہے "بے شک زقوم کا درخت بڑے مجرم کا کھانا ہوگا جو تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا' وہ پیٹ میں ایسا کھولے گا جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے' اور سورۃ صافات آیت ۶۲ تا ۶۶ میں ہے "ہم نے اس درخت کو ظالموں کے لئے موجب امتحان بنایا ہے' وہ ایک درخت ہے جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے۔ اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن' تو وہ لوگ اس سے کھائیں گے اور اسی سے پیٹ بھریں گے"۔ (تفسیر بیان القرآن حضرت تھانوی)

اشعار:

أيا ذا الّذي قلبُه ميّتٌ — بأكلِ الرِّبا ازدَجِرْ وانتَبِه
فكم نائمٍ نامَ في غِبطةٍ — أتتـه المنيّةُ في نومَتِهِ
وكم مِنْ مقيمٍ على لَذّةٍ — دَهَتْهُ الحوادثُ في لَذَّتِهِ
وكم مِنْ جديدٍ على ظهرها — سيأتي الزّمانُ على جِدَّتِهِ

ترجمہ:۔

(۱) اے جس کا دل سود کھانے سے مردہ ہو چکا ہے رک جا' غفلت

(۱۴۳) بخاری شریف (حدیث نمبر ۷۰۴۷)

اختیار نہ کر۔

(۲) کتنے لوگ خوشحالی میں سوتے ہیں (اور) ان کو سوتے میں موت آ گھیرتی ہے۔

(۳) کتنے لوگ لذت کے خوگر ہیں، جن کو لذت نے خطرات میں سرگرداں کر رکھا ہے۔

(۴) اور کتنے نئے نئے گناہ (لذت کو حاصل کرنے کے لئے) اپنی پشت پر لاد لیتا ہے، اسی جدت میں اس کو موت پکڑ لے گی۔

حرام کھانا

حرام کھانے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یَـٰٓأَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْأَرْضِ حَلٰلاً طَیِّباً وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ إِنَّهٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ (البقرة: ۱۶۸).

ترجمہ:۔ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال (اور) پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

حرام خور کی کوئی نیکی قبول نہیں

(إنَّ للهِ تبارک وتعالیٰ مَلَکاً علی بیت المقدس ینادی فی کلِّ یومٍ ولیلةٍ: مَنْ أکل حراماً، لم یَقْبَلِ اللّٰہُ منه صِرْفاً ولا عدلاً حتی یخرجَ ذٰلک الحرامُ مِنْ بیته، فإن ماتَ علی ذٰلک، فأنا بریءٌ منه) (۱۴۴)۔

ترجمہ:۔ بیت المقدس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جو روزانہ رات دن ندا کرتا ہے۔ جس نے حرام کھایا، اللہ تعالیٰ اس کی نہ تو نفلی عبادت قبول فرمائیں گے، نہ فرض عبادت، یہاں تک کہ وہ حرام اس کے گھر سے نکل جائے اور

(۱۴۴) احیاء العلوم امام غزالی ۲/۸۹ قال العراقی لم اقف لہ علی اصل

اگر وہ اسی حالت پر مر گیا تو میں اس سے بری ہوں۔

نیکیاں خیانت کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(أخرِجُوا الأمانةَ مِنْ بُيوتكم، وردُّوها إلى أربابها، فإن لم تفعَلُوا، فلن تنفعَكُم أعمالُكم شيئاً، ولا ينفعكم قولُ لا إله إلا الله مع الحرام في البيت)

ترجمہ:۔ امانت کو اپنے گھروں سے نکال دو اور ان کے مالکوں کو لوٹا دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تمہارے (نیک) اعمال تمہیں فائدہ نہیں دے سکیں گے اور نہ ہی کلمہ لا الہ الا اللہ تمہیں فائدہ پہنچا سکے گا' جب تک حرام گھر میں رہے گا۔

(فائدہ) مطلب یہ ہے کہ جو لوگ دوسروں کی امانتوں کو اپنے گھروں میں رکھ کر ان سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں اور ان کو خرچ کرتے ہیں' ان کو ان کی نیکیاں فائدہ نہ دے سکیں گی اور نیکیوں کے فائدہ نہ دینے کا معنی یہ ہے کہ خیانت کے عذاب سے نہیں بچا سکیں گی۔

سود اور حرام کے علاوہ کے گناہ معاف

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(من اكتسبَ درهماً حلالاً، وأنفقَه في حلالٍ، غفر الله له كُلَّ ذنب إلاَّ الرِّبا والحرام)

ترجمہ:۔ جس نے ایک درہم حلال طریقے سے کمایا اور اس کو حلال جگہ خرچ کیا تو اللہ تعالیٰ سود اور حرام کے علاوہ کے سب گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

(فائدہ) اس حدیث میں حرام اور سود کی برائی اور حلال کی کمائی اور اس کا ثواب بیان کیا گیا ہے۔

طلب حلال فرض ہے

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

طَلَبُ الحَلالِ فرضٌ علی کُلِّ مسلمٍ) أی : بعد فریضة الإیمان (۱۴۵)۔

ترجمہ:۔ (ایمان کی فرضیت کے بعد) حلال کو طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(فائدہ) حرام رزق کھانا حرام ہے' حلال کھانا فرض ہے تو اس حلال کا تلاش کرنا بھی فرض ہے۔

لقمہ حرام سے چالیس روز کی نمازیں نامقبول

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(مَنْ أکَلَ لُقْمَةً مِنَ الحرامِ' لم یقبلِ اللہُ تعالیٰ منه صلاةَ أربعین یوماً) (۱۴۶)۔

ترجمہ:۔ جس نے حرام کا ایک لقمہ کھایا۔ اللہ تعالیٰ اس کی چالیس روز کی نمازیں قبول نہیں کریں گے۔

حرام سے پلا جسم دوزخ کے قابل ہے

اور ارشاد فرمایا:

(وکل لحم أنبته السُّحْتُ والحرامُ فالنار أولی به) (۱۴۷)۔

ترجمہ:۔ ہر وہ گوشت جس کو خبیث اور حرام چیزوں نے نشوونما دی ہو تو آگ اس کے زیادہ لائق ہے۔

حرام مال کا خطرناک وبال

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

(۱۴۵) معجم اوسط از حضرت انس ترغیب وترہیب ۲/۵۵۶ مجمع الزوائد ۱۰/۲۹۱

(۱۴۶) مسند الفردوس دیلمی از حضرت ابن مسعودؓ اتحاف السادۃ ۸/۶ "حدیث منکر"

(۱۴۷) ترمذی شریف حدیث (۶۱۴) حسن از حضرت کعب بن عجرۃ

(مَن اکتسبَ مالاً حراماً، لم یقبلِ اللّٰہُ تعالیٰ منه صدقَةً، ولا عِتقاً، ولا حجًا، ولا عُمرةً، وکانت له بعدده أوزاراً، وما یبقی منه بعدَ موتِهٖ کانَ زادَه إلی النَّارِ) (۱۴۸)۔

ترجمہ:۔ جس نے حرام مال جمع کیا، اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی صدقہ قبول کرتے ہیں، نہ غلام کو آزاد کرنا، نہ حج اور نہ عمرہ۔ اور جتنا مال جمع کرے گا اس کے برابر گناہ ہوگا، جتنا مال اس کی موت کے بعد بچ رہے گا، وہ اس کی دوزخ کا ایندھن بنے گا (کیونکہ جس مال سے اس نے یہ نیک کام کئے تھے، وہ حرام کا تھا اور حرام کے مال سے نیک کام قبول تو کیا ان کی توہین ہوتی ہے، جس کا گناہ الگ ہے)۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(لو أنَّ رجُلاً اشتری ثوباً بعشرةِ دراهم، وکان فیهم درهم حرامٌ، لم یقبل اللّٰہ تعالیٰ منه عملاً حتی یُؤدیَهُ إلی أهله)۔

ترجمہ:۔ اگر ایک آدمی نے کوئی کپڑا دس درہم میں خریدا۔ ان میں ایک درہم حرام کا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے نیک کام اس وقت قبول کرے گا، جب وہ درہم اس کے مالک تک پہنچائے گا۔

(فائدہ) ایک دوسری حدیث اس طرح سے ہے کہ:

کوئی عمل اس کا قبول نہیں ہوگا، جب تک اس درہم کا کچھ اس نے پہن رکھا ہو۔ (۱۴۹)

حرام خور اور شرابی جنت میں نہ جائے گا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لا یدخل الجنة لحم ولا دم نبت من حرامٍ أو خمر) (۱۵۰)۔

---

(۱۴۸) لم اجده بهذا اللفظ وروی ابن حبان فی صحیحه (۳۳۶۷) بلفظه مرفوعا "من جمع مالا حراما ثم تصدق به لم یکن له فیه اجر و کان اصره علیه"

(۱۴۹) مسند احمد ۲/۹۸۔

(۱۵۰) طبرانی کبیر ۱۹/۱۹۲۔

ترجمہ:۔ وہ گوشت اور خون جنت میں نہ جائے گا، جس نے حرام اور شراب سے پرورش پائی ہو۔

حرام کتنا خطرناک ہے؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(لو أن أصحاب المال الحرام استُشهدوا في سبيلِ الله تعالىٰ سبعينَ مرّةً، لم تكنِ الشَّهادة لهم توبَةً، وتوبةُ الحرامِ ردُّه إلى أربابه، والا ستحلال منهم).

ترجمہ:۔ اگر حرام والے (جہاد) فی سبیل اللہ میں ستر مرتبہ بھی شہید ہوں، تب بھی یہ شہادت ان کی توبہ نہ بنے گی، حرام کی توبہ اس (مال حرام) کو اس کے مالکوں تک پہنچانا ہے یا اس مال کو اس کے مالکوں سے اپنے استعمال کے لئے حلال کرانا ہے۔

حلال ذریعہ حکمت وہدایت

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مَنْ أكل الحلال أربعين يوماً، نوَّرَ اللهُ تعالىٰ قلبه، وأجرى ينابيعَ الحكمةِ على لسانه، ويهديه الله في الدُنيا والآخرة) (۱۵۱)۔

ترجمہ:۔ جس نے چالیس دن (مسلسل) حلال کھایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کردیں گے۔ اس کی زبان پر حکمت ودانائی کے چشمے جاری کردیں گے اور دنیا اور آخرت کی ہدایت عطا فرمادیں گے۔

قبولیت دعا کا ایک طریقہ

ایک دعا میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: اگر تو مجھ سے دعا کرنا چاہتا ہے تو اپنے پیٹ کو حرام سے محفوظ رکھ اور یوں کہہ "اے قدیم

(۱۵۱) حلیہ ابونعیم ۵/۸۹ بلفظہ

احسان والے! عام فضل والے! اے وسیع رحمت والے'' تو تو مجھ سے جو طلب کرے گا عطا کروں گا۔

عبادات کے ساتھ تقویٰ کی ضرورت

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اگر تم روزہ رکھ رکھ کر کمان کی طرح خمدار ہو جاؤ اور اتنی نمازیں پڑھو کہ طاق ہو جاؤ۔ یہ مکمل پرہیز گاری کے بغیر قبول نہ ہوگی۔ (۱۵۲)

حلال کا حساب ہے حرام کا عذاب ہے

بعض اہل علم فرماتے ہیں: حلال کا حساب ہے' حرام کا عذاب ہے۔ حرام بیماری ہے' جس کا کوئی علاج نہیں۔ بس یہ ہے کہ حرام کھانے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑے۔

اشعار:

أشبَهُ مَنْ يتوبُ على حرام ... كبيضٍ فاسدٍ تحتَ الحَمامِ
يطولُ عناؤه في غيرِ شُغُلٍ ... وآخِرُهُ يقومُ بلا تَمامِ
إذا كانَ المقامُ على حرام ... فلا معنى لتطويل القِيامِ

ترجمہ:۔

(۱) جو آدمی حرام کی طرف متوجہ ہوتا ہے' میں اس کو گندے انڈے سے تشبیہ دیتا ہوں جو کبوتری کے نیچے ہوتا ہے۔

(۲) وہ اپنی مصروفیت بے کار وجہ سے طویل کرتی ہے اور انجام بے مراد ہو کر اٹھ جاتی ہے۔

(۳) جب حرام پر ٹھہرنا ہو تو طویل قیام (راتوں کو جاگنے) کا کیا معنی ہے۔

---

(۱۵۲) احیاء العلوم ۹۱/۲۔

اطاعت کی چابی

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اطاعت گزاری اللہ کے خزانوں میں جمع ہے' اس کی چابی دعا ہے۔ اس کے دانت حلال کھانا ہے' جب چابی کے دانت نہ ہوں تو دروازہ نہیں کھلے گا اور جب خزانہ نہ کھلا تو جس شے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے' وہاں تک کیسے پہنچا جائے گا۔

پس تو اپنے لقمہ کی حفاظت کر اور اپنے کھانے کو پاکیزہ بنا' یہاں تک کہ قیامت کے لئے امید کے سیاہ دھاگہ سے نیک عمل کا سفید دھاگہ ظاہر ہو جائے پھر اپنے اعضاء کو شب قیامت (قبر) تک گناہوں کے طعام حرام سے پاک رکھ اور (جنت میں) محفوظ نعمتوں سے اس روزہ کو کھول۔

﴿كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ﴾

(الحاقة: ۲۸)

ترجمہ: کھاؤ اور پیو مزہ کے ساتھ' ان اعمال کے صلہ میں جو تم نے با امید صلہ گذشتہ ایام (دنیا) میں کئے ہیں۔

اور جو شخص حرام طعام سے نہیں بچتا' عرصہ دراز کے روزہ (برزخ اور قیامت کے سارے دن کے جھیلنے) کے بعد زقوم کا کڑوا گرم پھل کھائے گا' یہ کس قدر خطرناک کھانا ہے جو دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا' جگر کو چیر ڈالے گا' جسم کو پھاڑ پھاڑ ڈالے گا' جینا دشوار کر دے گا۔

رزق حلال پر علم کے ستر دروازے

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ایک آیت پڑھا کرتا تھا تو اس کے متعلق میرے سامنے علم کے ستر دروازے کھول دیئے جاتے تھے۔ جب سے میں ان امراء کے مال کھانے لگا اب تک ایک آیت پڑھتا ہوں تو ایک دروازہ بھی نہیں کھلتا۔

حرام کی روزی وہ آگ ہے جو فکر کی چربی کو پگھلا دیتی ہے ذکر کی لذت کو مٹا دیتی ہے اخلاص نیت کے لباس کو جلا دیتی ہے حرام سے بصیرت کا اندھا پن پیدا ہوتا ہے۔

پس حلال مال کو جمع کرو اور اس کو اعتدال کے ساتھ خرچ کرو، خود کو بھی حرام سے بچاؤ اور اہل خانہ کو بھی، حرام کھانے والوں کے ساتھ مجلس اختیار نہ کرو، ان کا کھانا مت کھاؤ جس کی کمائی حرام کی ہو اس کی صحبت اختیار نہ کرو، چاہے تم اس کی پرہیزگاری کا یقین رکھتے ہو، کسی کو حرام کی رہنمائی نہ کرو کہ وہ اس میں ملوث ہو جائے اور تجھ سے اس کا حساب کتاب ہو اور نہ ہی حرام کی طلب میں اس کی مدد کرو، کیونکہ مددگار بھی جرم میں شریک ہوتا ہے، بس جان لو حلال خور کے نیک اعمال قبول ہوتے ہیں، فاقہ، حسرتیں، رونے کو چھپانا اور خلوت کی طرف مائل رہنا بھی حلال کھانے کے متعلقات میں سے ہیں۔

یتیم کا مال

اگر یتیم کے مال کھانے کے متعلق اور کچھ بھی نازل نہ ہوتا صرف یہی ہوتا جو قرآن کریم میں ارشاد ہے (تو یہ بھی کافی ہے) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾ (النساء: ۱۰)

ترجمہ:۔ بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں اور کچھ نہیں اپنے شکم میں (دوزخ کی) آگ (کے انگارے) بھر رہے ہیں (یعنی انجام اس کھانے کا یہ ہونے والا ہے) اور (اس انجام کے مرتب ہونے میں کچھ زیادہ دیر نہیں کیونکہ) عنقریب (ہی دوزخ کی) جلتی آگ میں داخل ہوں گے (وہاں یہ انجام نظر آئے گا)۔

اور ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ إِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۔ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولاً﴾ (الإسراء : ۳۸)۔

ترجمہ:۔اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ (یعنی اس میں تصرف مت کرو) مگر ایسے طریقہ سے (تصرف کی اجازت ہے) جو کہ (شرعاً) مستحسن ہے' یہاں تک کہ وہ (یتیم) اپنے سن بلوغ کو پہنچ جائے اور عہد (مشروع) کو پورا کیا کرو (ایسے) عہد کی (قیامت میں) باز پرس ہونے والی ہے۔

ناپ تول میں خیانت

اے برادرم! ناپ تول میں خیانت کرنے سے بھی بچو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد میں تمہیں اس کی تاکید فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ﴾ (ھود: ۸۰)۔

ترجمہ:۔تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد سے مت نکلو۔

اور ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ﴿۱﴾ اَلَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ﴿۲﴾ وَإِذَا كَالُوْهُمْ أَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ﴾ (المطففين: ۱۔۳)۔

ترجمہ:۔ بڑی خرابی ہے' ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں۔

اے برادرم! مسلمانوں کے حقوق میں سے کسی شے پر خوش مت ہو' خیانت میں برکت نہیں ہوتی' تھوڑا سا حرام بہت سے حلال کو برباد کر دیتا ہے۔

اے برادرم! خیال کرو' اگر تم نے ایک درہم کی خیانت کی ہے تو ابلیس نے

تیری ستر درہم کی خیانت کی ہے۔

منافق کی نشانیاں

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(ثلاثةٌ مَنْ كُنَّ فيه فهو مُنافِقٌ، وإن صلّٰى وصام مَنْ إذا حدَّثَ كذبَ، وإذا وَعَدَ أخلفَ، وإذا اؤتُمِنَ خانَ) (۱۵۳).

ترجمہ:۔ تین چیزیں وہ ہیں جس میں ہوں گی وہ شخص منافق ہوگا۔ اگرچہ وہ نمازی اور روزہ دار ہو۔ (۱) جو بات کرے اور جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف ورزی کرے۔ (۳) جب امانت دی جائے خیانت کرے۔

(فائدہ) اس حدیث میں جو منافق لفظ استعمال ہوا' اس کے لغوی معنی مراد ہیں۔ اصطلاحی معنی مراد نہیں کہ وہ ان تین کاموں کی وجہ سے کافر جیسا بن جائے بلکہ یہ معنی ہے اس نے یہ تین کام مسلمانوں والے نہیں کئے۔

خیانتی کی عجیب حکایت

ایک شخص ذکر کرتے ہیں: میں اپنے ایک پڑوسی کی ملاقات کو گیا' جو گندم کا کاروبار کرتا تھا۔ جب میں اس کے سرہانے بیٹھا تو وہ یہ کہہ رہا تھا ''آگ کے دو پہاڑ'' ''آگ کے دو پہاڑ'' میں نے اس کی بیوی سے پوچھا تو اس نے بتلایا: ''اس کے دو برتن تھے' ایک بڑے تھا' ایک چھوٹا جب کسی سے خریدتا تھا تو بڑے سے ناپتا تھا اور جب کسی سے بیچتا تھا تو چھوٹے سے ناپتا تھا'' تو میں نے سمجھا کہ یہی وہ دو برتن ہیں جو اس کے سامنے آگ کے دو پہاڑوں کی شکل میں نظر آرہے ہیں۔

---

(۱۵۳) بخاری (۳۳) مسلم (۵۹) از حضرت ابوہریرہ

دوسری حکایت

بیان کیا گیا ہے: دیہات میں ایک آدمی تھا' دودھ فروش جو دودھ میں پانی ملایا کرتا تھا' جب سیلاب آیا تو سب بکریوں کو بہا لے گیا تو وہ رورہا تھا اور کہہ رہا تھا: یہ سب قطرے مل گئے اور سیلاب بن گئے' جبکہ سزا کی زبان اسے یوں تنبیہ کررہی تھی کہ:

﴿ذٰلِکَ بِمَا قَدَّمَتْ یَدَاکَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَیْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعَبِیْدِ﴾

(الحج: ۱۰)

ترجمہ:۔ یہ تیرے ہاتھ کے کئے ہوئے کاموں کا بدلہ ہے اور یہ بات ثابت ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔

جان لو! چوری اور خیانت دونوں ہلاکت کی چیزیں ہیں اور دینداری کے لئے نقصان دہ ہیں۔

چھ قسم کے لوگ دوزخ میں

ایک مناجات میں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ فرمایا: چھ قسم کے لوگ میری دوزخ اور غضب میں ہیں۔ (۱) وہ شخص جس کی عمر طویل ہو لیکن اخلاق برے ہوں۔ (۲) دولت مند ہو لیکن چوری کرتا ہو (۳) عالم ہو لیکن گناہ کرتا رہتا ہو۔ (۴) بغیر توبہ کے میرے پاس حاضر ہونے والا (یعنی بلا توبہ مرنے والا) (۵) جو جان بوجھ کر قتل کر کے میرے سامنے پیش ہوگا۔ (۶) جو مسلمان کا حق دبائے گا اور اس کو غصب کر کے کھائے گا۔

ملاوٹ کرنے والا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(مَنْ غَشَّنا فلیس منا) (۱۵۴).

ترجمہ:۔ جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں۔ (یعنی وہ ہماری سنت پر نہیں ہے)۔

بیت المقدس کی چٹان پر چھ نصائح

ذکر کیا جاتا ہے کہ بیت المقدس کی ایک چٹان پر یہ چھ کلمات لکھے ہوئے تھے:

(۱) ہر نافرمان خراب ہوگا (۲) ہر فرمانبردار مانوس ہوگا (آئندہ کے مراحل قبر حشر میں وحشت نہ ہوگی) (۳) ہر خوفزدہ بھاگنے والا ہے (۴) ہر امیدوار طالب ہے (۵) ہر قناعت پسند غنی ہے (۶) ہر حریص فقیر ہے۔

جھوٹی قسمیں

جھوٹی قسموں کے متعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

(الحلف حِنث أو ندَمٌ) (۱۵۵).

ترجمہ:۔ قسم اٹھانا (یا تو قسم توڑ کر خلاف ورزی کر کے گناہ گار ہونا ہے یا قسم کو قائم رکھ کر قسم اٹھانے) پر شرمندہ ہونا ہے۔

قسم کا لحاظ کرو

منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے پاس سے گزرے جو اپنے ایک غلام کو مار رہے تھے۔ جناب رسول اکرم ﷺ نے غلام کی چیخ و پکار سنی تو اس کی طرف چل دیئے۔ جب غلام کے مالک نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو رک گیا۔ تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(۱۵۴) مسلم شریف حدیث نمبر (۱۰۱)۔ (الجامع الصغیر علامہ جلال الدین سیوطی۔ مترجم)

(۱۵۵) ابن ماجہ حدیث (۲۱۰۳)' جامع صغیر از ابن عمر' حاکم ۴/۳۰۳۔۳۰۴ بیہقی ۱۰/۳۱

''اس نے تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا' تب بھی تم نے اس کو معاف نہ کیا لیکن جب تو نے مجھے دیکھا تو اپنا ہاتھ روک لیا''؟ تو اس نے عرض کیا: اے رسول اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں' میں نے اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ تیرے چہرہ کو جھلس دیتی۔ (۱۵۶)

لہٰذا تو اپنے آپ کو قسمیں کھا کھا کر اللہ تعالیٰ کے عذاب پر پیش نہ کر۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ (البقرة: ۲۲۸).

ترجمہ:۔ اور مت بناؤ اللہ کے نام کو نشانہ اپنی قسمیں کھانے کے لئے۔

جھوٹی قسم کے عذاب

اسرائیلیات میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! جو آدمی آپ کے نام پر جھوٹا حلف اٹھائے' اس کا کیا عذاب ہے؟ فرمایا: میں اس کی زبان کو عرصہ دراز تک آگ کے دو پاٹوں میں ڈالوں گا۔ عرض کیا: اے میرے پروردگار! جو آدمی ایک مسلمان کا مال جھوٹی قسم سے لے گیا اس کا کیا عذاب ہے؟ فرمایا: اس کا حصہ جنت سے کاٹ دوں گا۔

ایک عرش بردار فرشتہ کی عظمت

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(إِنَّ اللّٰهَ تعالىٰ أَذِنَ لي أَنْ أُحدِّثَ عَنْ ملَكٍ مِنْ حَمَلَةِ العرش رجلاه قد خرقت الأرض السُّفلى' وعنقه مثنى تحتَ العرشِ' فيرفعُ رأسه وهو يقول: يا إلٰهي وسيدي' ما أعظمَك! فيقولُ اللّٰهُ تعالى: ما يعرفُ ذٰلك مَنْ حَلَفَ بي كاذباً) (۱۵۷).

---

(۱۵۶) صحیح مسلم حدیث (۱۶۵۹)

(۱۵۷) حاکم ۴ر۲۹۷ صحیحہ ووافقہ الذہبی' والمنذری (ترغیب وترہیب ۲ر۶۲۳) وصحہ۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت عنایت فرمائی ہے کہ میں عرش اٹھانے والے (فرشتوں میں) سے ایک فرشتہ کا ذکر کروں اس کے پاؤں نچلی زمین سے گزر گئے ہیں اور اس کی گردن عرش سے لگی ہوئی ہے وہ اپنا سر اٹھاتا ہے تو کہتا ہے "اے الٰہی! اے میرے مالک! آپ کتنے عظمت والے ہیں" تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: (میں واقعی بڑی عظمت کا مالک ہوں لیکن) جس نے میرے نام کی جھوٹی قسم کھائی اس نے میری عظمت کو نہیں پہچانا۔

شراب نوشی

شراب نوشی بیہودہ گناہوں میں سے بڑا گناہ ہے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔
(مَنْ شرب من الخمر شربۃً لم تُقبل منہ صلاۃٌ سبعۃ ایام، ولم یُقبلْ منہ صیامٌ) (۱۵۸).
ترجمہ:۔ جس نے ایک گھونٹ بھی شراب کا پی لیا اس کی سات روز کی نماز قبول نہ ہوگی اور نہ اس کے روزے قبول ہوں گے۔

شراب کے دس نقصانات

سن لو! شراب نوشی میں دس بری خصلتیں ہیں:

پہلا نقصان

شراب شرابی کی عقل بے کار کر دیتی ہے، حتیٰ کہ وہ بچوں کا تماشہ اور مذاق بن جاتا ہے جیسا کہ:

شرابی کا پیشاب سے وضو کرنا

امام ابن ابی الدنیا سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے ایک مدہوش کو

(۱۵۸) احمد ۲/۱۷۶، نسائی ۸/۳۱۴۔ ۳۱۷، ابن ماجہ حدیث ۳۳۷۷، حاکم ۲/۱۴۴، صحیح ووافقہ الذہبی۔

دیکھا جو پیشاب کر رہا تھا اور پیشاب سے اپنے منہ کا مسح کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا:

ترجمہ:۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں سے بنا اور پاکیزہ لوگوں سے بنا۔

(حالانکہ یہ دعا وضو کرنے کے بعد پڑھی جاتی ہے جبکہ وہ پیشاب ہی سے وضو کر رہا تھا اور یہ دعا کر رہا تھا۔ عقل ٹھکانے نہ تھی۔ (امداد اللہ)

ایک شرابی اور کتا

امام ابن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کو نشہ میں دیکھا۔ جس نے قے کی ہوئی تھی اور کتا اس کے منہ کو چاٹ رہا تھا اور وہ نشہ میں مست ہو کر کہہ رہا تھا: اے میرے آقا! اللہ تعالیٰ نے جس طرح سے اپنے اولیاء کو شان بخشی ہے، تجھے بھی بڑی شان عطا فرمائے۔

دوسرا نقصان

شراب مال کو برباد اور خراب کرتی ہے، بعد میں فقیر بنا دیتی ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اللّٰھمّ أرنا فی الخمرِ فإنّھا مُتلِفَۃٌ للمال' مُذھبۃٌ للعقل (۱۵۹).

ترجمہ:۔ اے اللہ! ہمیں شراب کی برائیاں جتلا دے' کیونکہ یہ مال کو برباد کرتا اور عقل کو خراب کرتا ہے۔

تیسرا نقصان

عداوت اور بغض کو بھڑکاتا ہے' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوۃِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَھُوْنَ ﴿ (المائدۃ: ۹۱).

---

(۱۵۹) سنن ابوداؤد حدیث (۳۶۷۰)' سنن ترمذی (۳۰۴۹)' مستدرک حاکم ۱۴۳/۴' درمنثور ۶۰۵/۱.

ترجمہ:۔ شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض پیدا کر دے (چنانچہ ظاہر ہے کہ شراب میں تو عقل نہیں رہتی، گالی گلوچ، دنگہ فساد ہو جاتا ہے، جس سے بعد میں بھی طبعی کدورت باقی رہتی ہے اور شیطان یوں چاہتا ہے کہ وہ اس شراب اور جوئے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو تم بتلاؤ اب بھی تم باز آؤ گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان اس سے باز آ جائیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے میرے رب میں باز آ گیا۔ باز آ گیا۔ (۱۶۰)

چوتھا نقصان

شراب نوش کی لذت طعام اور درست گفتگو ختم ہو جاتی ہے۔

پانچواں نقصان

اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور وہ اس سے زنا کرتا رہتا ہے اور وہ اس وجہ سے کہ شرابی اکثر طلاق کی بات کرتا رہتا ہے اور وہ کئی دفعہ اس طلاق کے زہر میں گھس جاتا ہے، حالانکہ اس کو اس کا شعور بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح سے وہ اپنی بیوی سے زنا کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی روایت ہے انہوں نے فرمایا:

من أنكح كريمته شارب الخمر فقد ساقه للزني.

ترجمہ:۔ جس نے اپنی بیٹی کا نکاح شراب خور سے کر دیا تو اس کو زنا کے لئے روانہ کر دیا۔

چھٹا نقصان

یہ ہر برائی کی چابی ہے جو شرابی کو ہر قسم کے گناہ میں ملوث کر دیتی ہے جیسا کہ

(۱۶۰) سنن ابوداؤد حدیث (۳۶۷۰)، سنن ترمذی (۳۰۴۹)، مستدرک حاکم ۴/۱۴۳، درمنثور ۲/۱۶۵

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا کہ انہوں نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

اے لوگو! شراب سے بچو۔ یہ سب گندے کاموں کی جڑ ہے۔ (۱۶۱)

ساتواں نقصان

یہ شراب اس کو گندی اور گناہ کی مجلس میں داخل ہونے سے اور گندی بدبو سے کراماً کاتبین کو ایذاء پہنچاتی ہے۔

آٹھواں نقصان

یہ شراب خور کے اپنے جسم پر اسی کوڑوں کی حد کو واجب کرتی ہے۔ اگر یہ سزا اس کو دنیا میں نہ لگائی گئی تو آخرت میں سب لوگوں کے روبرو لگائی جائے گی۔

نواں نقصان

یہ شرابی کے اوپر سے آسمانوں کے دروازوں کو بند کر دیتی ہے۔ چالیس دن تک نہ تو اس کا کوئی عمل اوپر جاتا ہے نہ کوئی دعا کی جاتی ہے۔

دسواں نقصان

اس نے اپنے آپ کو اور اپنے دین کو خطرہ میں ڈال دیا اس پر اس بات کا خطرہ ہے کہ موت کے وقت اس کا ایمان نہ سلب کر لیا جائے۔

عبرتناک واقعہ

جیسا کہ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک انسان کو موت کی حالت میں دیکھا۔ اس کو کہا جا رہا تھا کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ'' پڑھو اور وہ کہہ رہا تھا تو بھی پی اور مجھے بھی پلا۔

---

(۱۶۱) مصنف عبدالرزاق حدیث (۱۷۰۶۰)' نسائی ۸/۳۱۵۔ ۳۱۶۔

قبر میں شرابی کا رخ قبلہ سے ہٹ جاتا ہے

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جب شرابی آدمی مر جائے تو اس کو دفن کر دینا اور مجھے پابند کر دین (دفن کرنے کے بعد) اس کی قبر کو کھودنا' اگر اس کے چہرے کو قبلہ سے ہٹا ہوا نہ پاؤ تو میری گردن مار دینا۔

یہ تو اس کی دنیا کی سزا ہوگئی۔ آخرت کی سزا تو شمار سے باہر ہے۔ اس کو جلتا ہوا پانی پلایا جائے گا' زقوم کھلایا جائے گا' دوزخیوں کا دوزخ میں جو پیپ خون وغیرہ نکلے گا وہ نچوڑ کر پلایا جائے گا' اس طرح کے اس کو اور بھی کئی قسم کے عذاب دیئے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس (شراب) سے اپنی پناہ میں رکھے۔

نماز نہ پڑھنا

بے نمازی کے لئے پندرہ عذاب

بدن کی تندرستی کے باوجود نماز چھوڑنے والے کے لئے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے اس کے متعلق ایک روایت ہے۔ جس کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ:۔ کافر اور مسلمان کے درمیان کوئی فرق نہیں' مگر نماز کا چھوڑنا' کیونکہ صحت بدن کے باوجود تارک نماز کو اللہ تعالیٰ پندرہ قسم کے عذاب دیتے ہیں' چھ دنیا میں تین موت کے وقت' تین قبر میں اور تین اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت

پس وہ عذاب جو اس دنیا میں آئیں گے ایک تو یہ ہے کہ اس کی عمر کی برکت اٹھائی جائے گی۔ دوسرے اللہ تعالیٰ اس کے رزق سے برکت اٹھالیں گے۔ تیسرے چہرہ کی رونق مٹ جائے گی۔ چوتھے اس کا کوئی نیک عمل قبول نہ ہوگا۔ پانچویں اس کی کوئی دعا قبول نہ ہوگی۔ چھٹے اسلام میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ تین کون سے عذاب ہیں جو موت کے وقت آئیں گے؟۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (۱) حیران اور ذلیل ہو کر مرے گا (۲) وہ یہ نہیں جانتا ہوگا کہ وہ کس دین پر مرا ہے اور بھوکا پیاسا ہو کر مرے گا (۳) اگر اس کو ساری دنیا کی نہریں پلادی جائیں' تب بھی وہ سیراب نہ ہوگا۔

عرض کیا گیا: اے رسول اللہ ﷺ! وہ تین عذاب کون سے، ہیں جو بے نمازی کو قبر میں پہنچیں گے؟ فرمایا: (۱) قبر کی تاریکی (۲) قبر کی تنگی (۳) منکر نکیر کے سوالات (کی سختی)

عرض کیا گیا: اے رسول اللہ ﷺ! وہ تین عذاب کون سے ہیں جو نماز کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت پہنچیں گے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک فرشتہ کو بھیجیں گے جو بے نمازی کو اس کے منہ کے بل دوزخ میں پھینک دے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں ایک وادی کے ساتھ عذاب دے گا' جس کا نام ویل ہے۔

مذکورہ حدیث من گھڑت ہے

(فائدہ) یہ حدیث من گھڑت ہے۔ اس کو ابن کنان عراقی نے تنزیہ الشریعہ ۲/۱۱۳ میں ذکر کیا ہے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال ۳/۶۵۳ میں فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے' حافظ ابن حجر عسقلانی لسان المیزان ۵/۲۹۵ میں فرماتے ہیں: یہ حدیث ظاہر البطلان ہے۔ (حاشیہ بحر الدموع)۔

یہ حدیث تبلیغی نصاب میں کچھ تغیر کے ساتھ ابن حجر مکی کی زواجر کے حوالہ سے بھی منقول ہے۔ اس حدیث کے درست نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تارک نماز غفلت وغیرہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوتا۔ جس پر اتنے سخت عذاب مسلط کئے جائیں' بلکہ اس کی عملی کوتاہی ہے۔ جس کی لامحالہ دینوی اور اخروی سزا ضرور

ہے۔ اس حدیث کی ابتداء میں یہ حصہ کہ کافر اور مسلمان کے درمیان نماز کا فرق ہے۔ یہ مسلم شریف میں روایت ہے۔ یہ حصہ درست ہے کیونکہ مسلمان نے نماز ادا کر کے اپنے عمل سے ظاہر کر دیا کہ میں مسلمان ہوں۔ کافر نہیں ہوں کہ جیسے وہ نماز ادا نہیں کرتا اور میں بھی نماز ادا نہ کروں اور اس کی طرح ہو جاؤں۔ عمل کے لحاظ سے ایسی بات نہیں ہے۔ (مزید اطمینان کے لئے اہل علم اور اہل فتوی علماء سے رجوع فرمائیں۔ حافظ ابن جوزی نے اس حدیث کو محض وعظ و نصیحت کے طور پر یہاں ذکر کر دیا ہے لیکن ان سے یہ رہ گیا ہے کہ وہ اس کی حیثیت بھی جتا دیتے تو بہتر تھا (امداد اللہ انور)

بے نمازی کے لئے خرابی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ﴿٨﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴾

(الماعون: ۵.۸)۔

ترجمہ:۔ سو ایسے نمازیوں کے لئے خرابی ہے جو اپنی نماز کو بھلا بیٹھے ہیں۔

اللہ کی لعنت اور دوزخ

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

(عشرةٌ من أُمّتی سخط الله تعالیٰ علیهم ولعنَهُم وأعدَّ الله لهم عذاباً ألیماً، ویأمُرُ الله تعالیٰ بهم یوم القیامةِ إلی النّار، قیل: مَنْ هُم یا رسول الله؟

قال: (أوّلُهُم: الشّیخُ الزّانی. والثّانی: الإمامُ الظّالمُ. والثّالث: مدمنُ الخمر. والرّابع: مانعُ الزّکاةِ. والخامسُ: شاهدُ الزُّورِ. والسّادسُ: الماشی بین النّاس بالنّمیمةِ. والسّابعُ: الّذی ینظرُ لوالدیه بنظر الغضب. والثّامن: مَنْ یُطلّقُ زوجته ثمّ یُمسکُها علی الحرام. والتّاسعُ: الّذی یحکم بحور

والعاشر: تارِکُ الصَّلاۃِ علیٰ صِحَّۃِ البدن) (۲)۔

ترجمہ:۔ میری امت میں دس قسم کے لوگ وہ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ ناراض ہیں اور لعنت کرتے ہیں۔ ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں جانے کا حکم فرمائیں گے۔

عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟

ارشاد فرمایا: پہلا ان میں سے زنا کار بوڑھا ہے' دوسرا ظالم حکمران ہے' تیسرا شراب کا عادی ہے' چوتھا زکوٰۃ نہ دینے والا ہے' پانچواں جھوٹا گواہ ہے' چھٹا لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنے والا ہے' ساتواں غصہ کی نگاہ سے اپنے والدین کو دیکھنے والا ہے' آٹھواں اپنی بیوی کو طلاق دے کر حرام طور پر اپنے پاس رکھنے والا ہے' نواں ظلم کا فیصلہ کرنے والا ہے' دسواں تندرستی کے باوجود نماز کو چھوڑنے والا ہے۔

بے نمازی کا نیک عمل قبول نہیں

تندرستی کے باوجود نماز چھوڑنے والے کے متعلق حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ کیا اس کی توحید قبول ہوگئی؟ فرمایا: جس کی نماز نہیں اس کی توحید نہیں' جس کی نماز نہیں اس کی زکوٰۃ نہیں' جس کی نماز نہیں اس کا روزہ نہیں' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا﴾ (مریم: ۵۹)۔

ترجمہ:۔ پھر ان کے بعد (بعضے) ایسے ناخلف پیدا ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد کیا اور (ناجائز نفسانی) خواہشوں کی پیروی کی (جو ضروری اطاعت سے غافل کرنے والی تھیں) سو یہ لوگ عنقریب (آخرت میں) غی میں داخل ہوں گے۔

(فائدہ) غی دوزخ میں ایک وادی ہے' جس میں صرف بے نمازی داخل ہوگا (منہ)

نماز قبول تو سب عمل قبول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ترجمہ۔ قیامت کے دن بندہ سے سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہوگا' اگر اس کی نماز قبول ہوگئی تو سارے (نیک) اعمال قبول ہو جائیں گے۔

بے نمازی کے لئے لقمہ کی بددعا

تندرست بے نماز آدمی جب برتن سے لقمہ اٹھاتا ہے تو لقمہ کہتا ہے: مجھے اللہ کے دشمن نے ایسے منہ کی طرف اٹھایا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا (یعنی نماز نہیں پڑھتا)۔

بے نمازی کے لئے کئی عذاب

تندرست بے نمازی کے چہرے کو اللہ تعالیٰ سیاہ کردیں گے' اس کے اخلاق تنگ کردیں گے' رزق میں بے برکتی ڈال دیں گے' اس کے کپڑوں میں جوئیں پیدا کردیں گے' اس سے اللہ تعالیٰ بھی بغض رکھیں گے' اس کے پڑوسی بھی بغض رکھیں گے' بادشاہ بھی ظلم کریں گے' تندرست بے نمازی کی گواہی معتبر نہیں' کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کو کھانے میں شریک کرے یا اس سے اپنی بیٹی کا بیاہ کرے اور نہ اس کے ساتھ ایک چھت کے نیچے بیٹھے (شاید اس پر اللہ کا عذاب نہ آپڑے اور یہ بھی بے نمازی کے ساتھ تباہ ہو جائے)۔

(فائدہ) اس قسم کے مسائل جو اوپر بیان کئے گئے ہیں ان میں سے بعض اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کے ہیں۔ بعض کم درجہ کے تقویٰ کے' بعض مصلحت دینی کی وجہ سے' ہر مسئلہ کی شرعی تعین کی اگر ضرورت ہو تو حضرات اہل فتویٰ سے رجوع کریں۔

بے نمازی کی پیشانی پر تین سطریں

صحت بدن کے باوجود نماز نہ پڑھنے والا جب قیامت کے روز حاضر ہوگا تو

اس کی پیشانی پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی۔

پہلی سطر میں لکھا ہوگا: اے حقوق اللہ کے ضائع کرنے والے۔

دوسری سطر میں لکھا ہوگا: اے اللہ تعالیٰ کے غضب کے ساتھ مخصوص

تیسری سطر میں لکھا ہوگا: جس طرح سے تو نے اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا' آج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی مایوس ہو جا۔

بے نمازی کے متعلق جنت و دوزخ کی گفتگو

ایک روایت میں ہے کہ نماز نہ پڑھنے والے کو دوزخ کہتی ہے تو میرا دوست ہے' کاش اللہ تعالیٰ تجھے اور مجھے (جلدی) ملا دے اور میں تجھ سے نماز کا انتقام لوں تو نماز کا دشمن ہے اور اللہ تیرا دشمن ہے۔

اور اس کو جنت یہ کہتی ہے: اے اللہ کے دشمن! تو نے اللہ تعالیٰ کی امانت ضائع کر دی' اللہ کے فریضہ میں سستی کی' میں تجھ پر حرام ہوں' جبکہ اللہ کے بندے جہاں چاہیں گے مجھ میں قیام کریں گے۔ میری نہریں بہہ چکی ہیں' میرے پرندے چہچہا چکے ہیں' میرا نور روشن ہو کر پھیل چکا ہے میری حوریں مزین ہو چکی ہیں۔

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''بحر الدموع'' کا ترجمہ ختم ہوا۔

حرفِ آخر

بحمدہ تعالیٰ شانہ وجل سلطانہ وعز برھانہ محض اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم اور توفیق وعنایات سے مشہور محدث مفسر مؤرخ حافظ ابن جوزیؒ (سن وفات ۵۹۷ھ) کی عظیم الشان کتاب ''بحر الدموع'' کا اردو ترجمہ ''آنسوؤں کا سمندر'' اسم بامسمیٰ مکمل ہوا۔

فقیر علمی استعداد وقابلیت میں ضعیف وبے حیثیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس بے طاقت سے اس ترجمہ کا کام لیا ہے

منت منہ کہ خدمت سلطاں مے کنی
منت از وشناس کہ بخدمت بداشت

خداوند تعالیٰ شانہ اس حقیر محنت کو شرف قبولیت بخشیں اور بوسیلہ سید المرسلین، حبیب رب العالمین، رحمت للعالمین، شفیع المذنبین، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ترجمہ کو حضرت مصنف کی روحانی نسبت اور قبولیت عامہ وخاصہ کی برکت سے مقبول عوام وخواص بنائے اور اس کی برکات عام تام ہوں اور اللہ سے محبت کرنے اور گناہوں سے ندامت کرنے کا بڑا سبب بنے اور تمام مسلمانوں کے گھروں تک پہنچے۔ ﴿آمین﴾

عبدہ المسکین الاواہ

امداد اللہ انور

۱۵ شعبان ۱۴۱۶ھ

جدید تصانیف و تراجم - مولانا امداد اللہ انور

الادب المفرد: (صفحات 688) امام بخاری کی معروف کتاب "الادب المفرد" کا اردو ترجمہ، اخلاق زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنے کیلئے شاہکار کتاب، بہترین احادیث نبویہ کا شاندار ذخیرہ۔ (ترجمہ مولانا محمد ریاض صادق)

اسماء النبی الکریم: (صفحات 336) قرآن اور احادیث میں موجود اور ان سے ماخوذ حضور ﷺ کے ایک ہزار اسماء گرامی پر محیط ایک جامع کتاب، اسماء نبویہ مع اردو ترجمہ و تشریح، اور فضائل و برکات اسماء نبویہ اور فضائل "اسم محمد" تالیف از مفتی امداد اللہ انور۔

اسلاف کے آخری لمحات: (صفحات 510) حضرات انبیاء علیہم السلام، صحابہ، تابعین، فقہاء، مجتہدین، محدثین، مفسرین، علماء امت اور اولیاء اللہ کی وفات کے وقت کے قابل رشک حالات، واقعات اور کیفیات پر حیران کن تفصیلات۔

اکابر کی مجرب دعائیں: (صفحات 100) صحابہ کرام، تابعین کرام اور اکابرین اسلام کے دکھ کے واقعات اور ان کی وہ خاص دعائیں جو ان کی حل مشکلات کیلئے مقبول ہوئیں، نادر و نایاب قدیم کتابوں سے ماخوذ مستند دعاؤں کا مخفی ذخیرہ۔

اکابر کی تمنائیں: (صفحات 144) "کتاب المتمنین للامام ابن ابی الدنیا" ہر شخص کوئی نہ کوئی تمنا کرتا ہے اسلاف اکابر صحابہ، تابعین اور اولیاء کرام کی یہ تمنائیں تھیں ان پر لکھی گئی 159 روایات پر مشتمل رہنما کتاب۔

امتوں پر عذاب الٰہی کے حالات و واقعات: (صفحات 254) ترجمہ "العقوبات للامام ابن ابی الدنیا" دو سو سے زائد کتب کے مصنف اور قدیم محدث امام ابن ابی الدنیا کی نادر تصنیف، عذاب الٰہی کے حالات و واقعات، گناہوں کے آثار، اسباب عذاب الٰہی، تین سو ساٹھ روایات پر مشتمل سابقہ نافرمان اقوام کی تباہی کی داستان عبرت، انوکھی کتاب۔

بادشاہوں کے واقعات: (صفحات 288) ترجمہ (۱) التبر المسبوک فی سیر الملوک امام غزالی (۲) الشفاء فی مواعظ الملوک والخلفاء امام ابن الجوزی۔ اصول بادشاہت، عدل و سیاست، سیاست و سیرت وزراء، اہل نظام کے آداب، بادشاہوں کی بلند ہمتی، حکماء کی دانش مندی، شرف عقل، عقلاء، عورتوں کی حکایات اور دیانت و پاکیزگی، حکمرانوں کیلئے اسلاف کے مواعظ، سے متعلق حکمت و دانش کے سینکڑوں عجیب و غریب واقعات و حکایات۔

تاریخ علم اکابر: (صفحات 352) پہلی سات صدیوں پر محیط اکابر محدثین، مفسرین، فقہاء اور علماء اسلاف کی طلب علم و خدمت علم کے حیرت انگیز حالات، واقعات، کمالات اور علمی کارنامے۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

تذکرۃ الاولیاء: (صفحات 400) "طبقات الصوفیۃ" امام ابوعبدالرحمن سلمی (م ۴۱۲ھ) کی شاندار تالیف، پہلی چار صدیوں کے ایک سو اکابر اولیاء کے سوانحی خاکے، ارشادات، ولایت، عبادت، اخلاق اور زہد کے اعلیٰ مدارج کی تفصیلات ہر مسلمان کیلئے حصول ولایت و محبت الٰہیہ کے رہنما اصول، سچے اولیاء کرام کی پہچان کے صحیح طریقے۔

ترجمہ قرآن پاک: (صفحات 900) (نور العرفان فی ترجمۃ القرآن) اکابر علماء اہل سنت علامہ نسفی، علامہ سیوطی، علامہ محلی، حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، حکیم الامت حضرت تھانوی، شیخ التفسیر مولانا ... لاہوری کے تراجم اور تفاسیر سے مستفاد مکمل قرآن پاک کا نہایت مربوط، سلیس، بامحاورہ جدید مختصر، آسان اور ... قرآن مجید کی خوبصورت کتابت کے ساتھ

تفسیر ابن عباسؓ: (صفحات 728) صحیفۃ علی بن ابی طلحۃ" دنیائے اسلام کی پہلی اور مستند تفسیر جسے سب سے بڑے مفسر تابعی حضرت مجاہد بن جبر نے مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پڑھا اور اپنے عظیم شاگرد حضرت علی ابن ابی طلحہ کو پڑھایا اور امام بخاری، امام ابن ابی حاتم، امام ابن جریر طبری، امام ابن کثیر اور علامہ سیوطی نے اپنی تفاسیر میں نقل کیا، مکمل تفسیر کا مکمل ترجمہ برحاشیہ مترجم قرآن مجید۔ ترجمہ تفسیر اور ترجمہ قرآن از مفتی امداد اللہ انور مدظلہ۔

تفسیر ام المومنین عائشہ الصدیقہؓ (صفحات 900) قرآن کریم کی سینکڑوں آیات سے متعلق حضرت ام المومنین عائشہ الصدیقہ کی مرفوع اور موقوف تفسیری روایات پر مشتمل ایک نادر تفسیر جو ۲۲۵ مراجع و مصادر سے باحوالہ جمع کر کے مرتب کی گئی ہے۔ اور ام المومنین کی تفسیر دانی کی شاہکار اور ہر مسلمان کی عقیدت کا مظہر ہے۔

تصاویر مدینہ (صفحات 400) مدینہ طیبہ کی قدیم و جدید تاریخ پر مشتمل سینکڑوں قدیم و جدید نایاب تصاویر مع تفصیلات عاشقان مدینہ کے دید و دل کیلئے غم و سرور کا سامان اور امت کیلئے زیارات مدینہ کا تاریخی مرقع ہے۔

جنت البقیع میں مدفون صحابہؓ (صفحات 272) الروضۃ المستطابۃ فیمن دفن بالبقیع من الصحابۃ کا سلیس اردو ترجمہ جس میں سینکڑوں صحابہ کرام، صحابیات، اہل بیت، امہات المومنین، بنات رسول اور اکابر صحابہ مع اضافات تابعین، تبع تابعین، اولیاء امت، اکابر علماء و بزرگ جو مدینہ پاک کے قبرستان "جنت البقیع" میں مدفون ہیں ان کی نشاندہی اور مختصر تذکرہ اور حالات۔ حج اور عمرہ ادا کرنے والے حضرات علماء اور عوام کیلئے خاص معلوماتی تحفہ۔

حکایات علم و علماء (صفحات 224) اکابر علماء اسلام کے علم و خدمت علم سے متعلق نفیس اور نادر معلومات سے بھرپور دلچسپ اور عظیم کتاب۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

خدمت والدین (صفحات 176) قرآن و سنت اور اولیاء کرام کے ارشادات اور شاندار واقعات کی روشنی میں خدمت والدین سے متعلق نادر کتاب از مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

خشوع نماز (صفحات 224) نماز کے شوق، محبت، آداب، مقامات، اہمیت، فضیلت سے متعلق اکابرین اسلام کے پر تاثیر اور دلچسپ، نادر و نایاب حالات، کیفیات اور واقعات۔ تالیف مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

خواص القرآن الکریم (صفحات 352) الدر النظیم فی خواص القرآن الکریم امام یافعی۔
قرآن کریم کی سورتوں اور آیات سے خواص، روحانی تعویذات اور مجرب تعویذات کا مجموعہ امام یافعی اور دیگر اکابرین کی مستند کتابوں کا مجموعہ۔ قرآن پاک سے متعلق اس موضوع پر اب تک یہ پہلی کتاب نہیں ہے لیکن آپ کی ہر طرح کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے آج ہی یہ کتاب طلب فرمائیں۔

سنن دارمی (صفحات 800) محدث امام دارمی کی تصنیف "سنن دارمی" حدیث کی مشہور کتاب ہے حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے کے مطابق سنن ابن ماجہ کی بجائے صحاح ستہ میں شامل کئے جانے کے لائق ہے۔

شرح و خواص اسماء حسنٰی (صفحات 240) قرآن کریم میں موجود اللہ کے ننانوے ناموں کی تشریحات، فوائد، خواص، حل مشکلات میں ان کی تاثیر اور ان سے اپنی مشکلات حل کرنے کے طریقوں پر نئی تحقیق و مضامین کے ساتھ پہلی بار اردو زبان میں۔

صحابہ کرامؓ کی دعائیں (صفحات 260) کتب حدیث سے صحابہ کرام سے منقول دعاؤں کا پہلا مجموعہ جس میں ان کی عبادات اور دیگر مواقع کی دعائیں اور ان کے الفاظ کی تحقیق مع اعراب، باحوالہ اور باترجمہ شاندار جامع ذخیرہ

عبادت سے ولایت تک (صفحات 176) ہدایۃ الہدایۃ امام غزالی کا ترجمہ۔
روحانی اور جسمانی عبادات سے متعلق ایک ایسی کتاب جس پر عمل کرنے سے آدمی کی عبادات میں روحانیت کی جان پیدا ہو جاتی ہے اور عبادات میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر مسلمان ولایت کا خواہاں ہے لیکن اس پر عمل کا طریقہ اس کو عموماً معلوم نہیں ہوتا اس کتاب میں ایسے ہی طریقوں کو بیان کیا گیا ہے جن پر عمل کر کے آدمی کو اللہ تعالیٰ کی ولایت حاصل ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے

علم پر عمل کے تقاضے (صفحات 176) ترجمہ "اقتضاء العلم العمل" امام خطیب بغدادی (م ۴۶۳ھ)

اس عنوان پر مشتمل دوسو سے زائد آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور صحابہ کرامؓ اور اکابرین امت کے ارشادات کا جامع مرقع جس کے پڑھنے سے علم دین پر عمل کرنے کا شوق بڑھتا ہے اور علم پر عمل کی اہمیت معلوم ہوتی ہے اقوال واحوال اور حکایات سلف سے لبریز۔

فتاویٰ جدید فقہی مسائل (صفحات 624) ایمان وکفر، طہارت، نماز، مساجد، قرآن، روزہ، زکوٰۃ، حج، ذبح، طعام، تعلیم و تربیت، تبلیغ دین، نکاح، تجارت، کرایہ، بینک، سود، پرلیں، تصویر، تفریح، سیاست، حدود وقصاص، تعویذات، رسوم و رواج، بدعات، خواتین، لباس، حجامت اور سائنس وغیرہ کے متعلق 603 جدید فقہی مسائل کے حل پر مشتمل مفتی محمود گنگوہیؒ کے فتاویٰ محمودیہ کی ۱۸ جلدوں میں منتشر فتاویٰ کی اور جامع ترتیب کے ساتھ مکمل ایک جلد میں محفوظ۔

فضائل تلاوت قرآن (صفحات 336) ترغیب تلاوت، فضائل تلاوت، بعض سورتوں کی تلاوت کے فضائل، ختم قرآن کے فضائل، آداب قرآن، آداب تلاوت، قرآنی معلومات کا نادر خزانہ، عجائبات وعلوم قرآن، مصاحف قرآن، علوم تفسیر، اکابرین اسلام کا قرآن سے شغف، حافظین کی تلاوت کے واقعات، اور اکابرین کی نصیحتوں پر مشتمل جدید اور نادر مجموعہ۔

فضائل شادی (صفحات 256) "الافصاح فی احادیث النکاح" حافظ ابن حجر مکیؒ کا ترجمہ مع اضافات۔ شادی اور نکاح کے متعلق تمام کتب حدیث میں موجود کثیر احادیث کا مجموعہ جن میں نکاح اور شادی کے فضائل، آداب، اہمیت، طریقہ ازدواجیت اور شادی کے ظاہر اور پوشیدہ موضوعات اور مسائل پر حاوی دلچسپ اور ضروری کتاب۔

فضائل شکر (صفحات 192) ترجمہ "الشکر للہ عزوجل للامام ابن ابی الدنیا" مع اضافات کثیرہ از مترجم، اللہ کی نعمتوں کا بیان، انبیاء کرام کے کلمات شکر، صحابہ و تابعین اور اکابرین امت کے حالات، واقعات شکر، شکر کے عجیب مضامین و تفصیلات، ہر سطر دلوں کو معطر کرنے اور راحت پہنچانے والی، اکابر کے کلمات سے لبریز۔

فضائل صبر (صفحات 228) ترجمہ "الصبر والثواب علیہ" امام ابن ابی الدنیا کی اہم کتاب، غمگین اور پریشان مسلمانوں کیلئے باعث تسلی آیات، احادیث اور صحابہ کرامؓ کے ارشادات اولیاء اور امت کے افراد کے حالات، مصائب اور مشکلات کی تصویر، مشکلات پر صبر کے ثواب کی اور انعامات کی تفصیلات۔

فضائل شہادت (صفحات 144) کتب احادیث میں موجود حقیقی اور حکمی شہداء کی اقسام، فضائل اور دنیوی اور اخروی درجات و مناقب پر مشتمل نہایت جامع کتاب، علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب **ابواب السعادة فی اسباب الشهادة** کا مکمل ترجمہ مع اضافات کثیر واز کتب حدیث۔

فضائل غربت (صفحات 300) کتاب الجوع امام ابن ابی الدنیا کا ترجمہ از مولانا مفتی امداد اللہ انور اکابر کی بھوک، پیاس، ناداری، صبر اور شکر پر ملنے والے دنیاوی اور اخروی انعامات کی تفصیلات اور بہترین حکایات۔

گنہگاروں کی مغفرت (صفحات 272) شریعت کے وہ اعمال صالحہ جن پر عمل کرنے سے انسان کے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے اور جنت کے اعلیٰ درجات ملتے ہیں اور جہنم سے پناہ حاصل ہوتی ہے۔ ان کی تفصیلات پر مشتمل احادیث (ترجمہ) از حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

مستند نماز حنفی (صفحات 400) طہارت، نماز، وتر، نوافل، جمعہ، نماز سفر، نماز جنازہ، نماز عیدین وغیرہ کے متعلق جتنے مسائل پر غیر مقلد ہم پر اعتراض کرتے ہیں سب کے متعلق قرآن وحدیث اور صحابہ کرامؓ سے بحوالہ مستند اور ضروری دلائل کو اس کتاب میں یکجا کر دیا گیا ہے، بعض اہم مسائل کے دلائل تفصیل سے جمع کر دیے ہیں اور بعض جگہ غیر مقلدین کے حوالوں کے جوابات بھی لکھ دیے گئے ہیں، دلائل کو سمجھانے والی نہایت آسان کتاب۔ نیز "غیر مقلدین کی غیر مستند نماز" بھی اس میں شامل کردی گئی ہے۔ جس میں غیر مقلدین پر الٹا جواب اعتراض قائم کئے گئے ہیں۔

مشاہیر علماء اسلام: (صفحات 500) مکہ مدینہ، کوفہ، بصرہ، شام، خراسان اور مصر کے اکابر علماء صحابہ، تابعین تبع تابعین اتباع تبع تابعین کے مختصر جامع حالات (تصنیف) محدث زمانہ امام ابن حبان (ترجمہ) مولانا مفتی امداد اللہ انور۔

معارف الاحادیث: (صفحات 2000) حدیث کی سینکڑوں کتب میں موجود صحیح احادیث کا شاندار مجموعہ، احادیث کے جملہ مضامین کا انتخاب جو ضروری احکام، فضائل، ترغیب، تہدید، اسرار احکام شریعت، تزکیہ نفس، سیرت وکردار اور معاشرت کی احادیث وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ احادیث کے ترجمہ کے ساتھ ساتھ ان کی تشریح، اور احادیث کے ایسے عالمانہ لطائف ومعارف تحریر کئے گئے ہیں جن کو پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یہ معارف اردو کی حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتے۔ اگر کوئی شخص اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اس کی دلکشی کے سبب اس سے دل نہیں بھرتا۔ مساجد میں سلسلہ درس کیلئے اچھوتی شرح حدیث۔

ہدیہ درود وسلام: (صفحات 400) اکابرین اسلام کے حضور علیہ السلام ﷺ کی خدمت میں پیش کردہ نہایت پاکیزہ اور اعلیٰ مقامات اور معانی پر مشتمل 130 درود وسلام۔ تالیف حضرت یوسف بن اسماعیل النبہانی۔ ترجمہ مولانا ابو سالم ذکریا نظر ثانی مفتی امداد اللہ انور۔

قدیم تراجم وتصانیف - مفتی امداد اللہ انور

آنسوؤں کا سمندر: (صفحات 336) پانچ سو اسلامی کتابوں کے مصنف اور خطیب زمانہ امام ابن جوزی (وفات 597ھ) کے 32 مواعظ اور عبرتوں پر مشتمل (بحر الدموع) "آنسوؤں کا سمندر" ہر مسلمان کی اصلاح اعمال اور فکر آخرت کیلئے خوبصورت کتاب اور دلچسپ مضامین کا مرقع اور مقبول عام وخواص کتاب ہے۔

استغفارات حضرت حسن بصریؒ: (صفحات 96) اکیتر استغفارات پر مشتمل آنحضرت ﷺ اور حضرات اولیاء صدیقین کا خاص تحفہ، جن کی برکت سے رزق میں وسعت، گناہ معاف، قیامت کی گھبراہٹ سے حفاظت، جہنم سے نجات، اور اللہ کی خاص رحمت وولایت حاصل ہوتی ہے اور مصیبتیں دور ہوتی ہیں۔ مع اضافہ فضائل استغفار از حضرت مفتی امداد اللہ انور صاحب۔

اسرار کائنات: (صفحات 300) اللہ کی عظمت کے دلائل عرش وکرسی، حجابات خداوندی، لوح وقلم، آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے بادل، بارش، کہکشاں، آسمانی اور زمینی مخلوقات اور تحت الثریٰ اور اس سے نیچے کی مخلوقات، تسبیحات حیوانات، مراحل تخلیق کائنات، سمندری مخلوقات، عالم حیوانات اور عجائبات انسان، قرآن، حدیث، صحابہ، تابعین، محدثین اور مفسرین کی بیان کردہ حیرت انگیز تفصیلات انسانی عقل اور سائنسی آلات سے ماوراء مخلوقات اسلامی سائنس اور دیگر بہت سے عنوانات پر مشتمل اردو زبان میں پہلی کتاب۔

اسم اعظم: (صفحات 152) اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے متعلق اکابرین اسلام اور اولیاء امت کے تقریباً اسی اقوال اور ان کے دلائل برکات اور تفصیلات پر مشتمل جامع تذکرہ۔

اکابر کا مقام عبادت: (صفحات 320) انبیاء کرام، صحابہ عظام اور اکابر اولیاء کی بارگاہ خداوندی میں عبادت نماز، تہجد، اذکار، دعائیں، قلبی کیفیات، روحانی توجہات، ہر ہر صفحہ مؤمن کی عملی زندگی کیلئے قابل تقلید، ولایت کاملہ خاصہ کے حصول کا جذبہ پیدا کرنے والی اور ولی بنانے والی عظیم ترین تصنیف۔

تاریخ جنات وشیاطین: (صفحات 432) عالم اسلام کے مشہور مصنف امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "لقط المرجان فی احکام الجان" کا اردو ترجمہ جو جنات اور شیاطین کے احوال، کرتوت، حکایات وغیرہ پر لکھی جانے والی تمام مستند کتابوں کا نچوڑ اور قرآن وحدیث کی روشنی میں جنات اور شیاطین کا بہترین توڑ ہے۔

جواہر الاحادیث: (صفحات 900) ترجمہ "کنوز الحقائق من حدیث خیر الخلائق" محدث عبدالرؤف مناوی شافعی (م ۱۰۳۱ھ)، (۶۳۴۷) احادیث نبویہ پر مشتمل آدھی آدھی سطر کی احادیث، علوم نبویہ کا بے بہا خزانہ، ان احادیث کے علوم ومعانی کو دیکھنے سے انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر عنوان پر مختصر احادیث [illegible] آسان، من گھڑت احادیث سے

خالی مختصر احادیث نبویہ کا سب سے بڑا ذخیرہ۔

جنت کے حسین مناظر: (صفحات 640) قرآن پاک' کتب حدیث' امام عبدالملک بن حبیب قرطبی امام ابن ابی الدنیا' امام بیہقی' امام ابونعیم اصبہانی' امام ابن کثیر' امام ابن قیم' امام جلال الدین سیوطی اور امام قرطبی کی جنت کے موضوع پر تحریر کردہ بے مثال کتابوں کا جامع شہ پارہ ہر مضمون عجائبات جنت اور حسین مناظر کا مرقع' تمام مسلمانوں کے لئے نادر تحفہ۔ ساڑھے تین سو کتب سے ماخوذ۔

جہنم کے خوفناک مناظر: (صفحات 352) اردو زبان میں اپنے موضوع کی پہلی مستند اور تفصیلی کتاب' امام ابن رجب حنبلی (وفات 795ھ) کی "التخویف من النار" کا اصل صحیح اردو ترجمہ' جو دوزخ اور دوزخیوں کے حالات کا مکمل آئینہ' از دیدہ دل کیلئے عبرت اور نہایت ہی اصلاحی کتاب ہے۔

رحمت کے خزانے: (صفحات 624) امام ابن کثیر کے استاذ محدث عظیم شرف الدین دمیاطی کی تالیف **المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح** کا اردو ترجمہ مع تشریحات اسلاف محدثین نے ہر قسم کے نیک اعمال کے ثواب و انعامات کے متعلق جو کتب تصنیف فرمائی ہیں تقریباً ان سب کو اس کتاب میں انتہائی شاندار طریقہ سے مرتب کیا گیا ہے' ہر حدیث کے مطالعہ سے گناہگار مسلمانوں کی تسلی کے اسباب اور نیک اعمال کے بدلہ میں خدا کی رحمت کے لٹائے جانے والے خزانوں کی بیش بہا تفصیلات اور شوق عمل صالح اس کتاب کا سرمایہ ہیں۔

ساٹھ علوم: (صفحات 408) امام رازی کی کتاب **حدائق الانوار فی حقائق الاسرار** (المعروف بہ ستینی) کا ترجمہ' تفسیر' حدیث' فقہ' مناظرہ' قراءت' شعر' منطق' طب' تعبیر خواب' تشریح الاعضاء' فراست' طبیعات' مغازی' ہندسہ' النبیات' تعویذات' فلکی نظام' آلات حرب' اسرار شریعت' ادویہ' دعائیں' اسماء الرجال' صرف' نحو' وراثت' عقائد' تواریخ سمیت ساٹھ علوم کا دلچسپ اور عجیب و غریب خزانہ۔

سیلاب مغفرت: (صفحات 336) کتاب التوابین تالیف امام موفق ابن قدامہ ترجمہ مولانا محمد ریاض صادق' مقدمہ مولانا مفتی امداد اللہ انور۔ توبہ کرنے والوں کے شاندار واقعات۔

صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے: (صفحات 500) مورخ اسلام علامہ واقدی (وفات 207ھ) کی مشہور زمانہ تاریخی کتاب فتوح الشام عربی کا نہایت عالیشان ترجمہ از مولانا حکیم شبیر احمد سہارنپوری اور انتخاب' تسہیل اور عنوانات وغیرہ از مفتی امداد اللہ انور' صحابہ کرام کی دنیاوی طاقتوں سے ٹکر کے لازوال کارنامے' صحابہ کرام کی زور آوری' سپہ سالاری' فتح مندی' شجاعت' استقلال کی یادہ معرکۃ الآرا جنگوں کے تفصیلی مناظر' نہایت دلچسپ' حیرت انگیز' ولولہ انگیز واقعات' عظمت صحابہ کی بہترین ترجمان' جہاد فی سبیل اللہ کے احیاء کی شاندار کوشش' ہر مسلمان کے مطالعہ کی زینت' افواج اسلام کیلئے صحابہ کرام کے معرکوں کا زریں تحفہ۔

الصرف الجمیل: (صفحات 272) علم صرف کے قواعد اور ابواب پر مشتمل جامع اور مختصر تالیف از مولانا محمد ریاض صادق۔

عشق مجازی کی تباہ کاریاں: (صفحات 352) چھٹی صدی ہجری کے عظیم خطیب' محقق' مصنف' محدث امام ابن جوزی (وفات 597ھ) کی مایہ ناز عربی تصنیف "ذم الھوی" کا اردو ترجمہ' شہوات اور عشق مجازی کی خرابیاں' عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ بدنظری' زنا اور لواطت کی حرمت اور سزائیں' عشق مجازی اور بدنظری کے علاج' شادی اور نکاح کی ترغیب' عاشقوں پر عشق کی دنیاوی آفات' لیلیٰ اور مجنوں کے واقعات' عشق' عاشقوں اور معشوقوں کے خطرناک واقعات اور حالات پر مشتمل چھٹی صدی اسلامی کے سب سے بڑے مصنف کا عجیب و غریب الجیب مرقع' بار بار پڑھی جانے والی کتاب' انداز بیان نہایت آسان اور سلیس۔

فرشتوں کے عجیب حالات: (صفحات 496) محدث عظیم امام جلال الدین سیوطی کی کتاب "الحبائک فی اخبار الملائک" کا اردو ترجمہ' جس میں مشہور اور غیر مشہور فرشتوں کے احوال اور اللہ کی قدرت و عظمت کی تقریباً 404 احادیث مبارکہ اور 395